(Hidayatun Nahw)ہدایۃ نحو

ہدایۃ نحو 5
مقدمہ (کتاب) 5
فصل 1- نحو 5
فصل 2 - کلمہ 5
فصل 3- کلام 6
الباب الاول - اسم معرب 7
مقدمہ 7
فصل 1- تعریف اسم معرب 7
فصل 2 - حکم اسم معرب 7
فصل 3 - اقسام اعراب 7
فصل 4 – تقسیم اسم معرب 10
مقصد 1 – مرفوعات 16
فصل 1 - الفاعل 16
فعل 2 – نائب فاعل 17
فصل 3 – مبتدا و خبر 17
فصل 4 - اِنَّ اور اس کے اخوات کی خبر 24
فصل 5 – کانَ اور اُس کے اخوات کا اسم 25
فصل 6 – " ما " و " لا " جو " لیس " کے مشابہ ہوتے ہیں کا اسم 26
فصل 7 – "لا " نفی جنس کی خبر 26
مقصد 2 – منصوبات 28
فعل 1 – مفعول مطلق 28
فصل 2 – مفعول بہ 30
فصل 3- مفعول فیہ 34
فصل 4 – مفعول لہ 34
فصل 5 – مفعول معہ 35
فصل 6 – حال 37

فصل 7 – تمیز 39
فصل 8 – مستثنی 40
فصل 9 – کان اور اس کے اخوات کی خبر 42
فصل 10 – اِنَّ اور اس کے اخوات کا اسم 43
فصل 11 – لائے نفی جنس 43
فصل 12 – ما و لا جو لیس کے مشابہ ہو 44
مقصد 3 - مجرورات 46
باب کا خاتمہ 49
فصل 1 – نعت 49
فصل 2 – عطف بالحروف (عطف نسق) 51
فصل 3 - تاکید 53
فصل 4 - بدل 55
فصل 5 – عطف بیان 57
الباب الثانی - اسم المبنی 58
فصل 1 – مضمرات 59
فصل 2 – اسماء اشارۃ 63
فصل 3 – اسم موصول 65
فصل 4 – اسمائے افعال 66
فصل 5 – اسمائے اصوات 67
فصل 6 – مرکبات 67
فصل 7 – کنایات 68
فصل 8 – ظروف (جو مبنی ہیں) 71
باب کا خاتمۃ 74
فصل 1- اقسام اسم 74
فصل 2 – اسماء عدد 76
فصل 3 – الاسم مذکر و مونث کا بیان 77
فصل 4 – مثنّی (تثنیہ) 78
فصل 5 – جمع 79

فصل 6 – مصد ر 82
فصل 7 – اسم فاعل 83
فصل 8 – اسم مفعول 84
فصل 9 – صفتِ مُشبّۃ 85
فصل 10 – اسم تفضیل 86
الباب الثالث – فعل 89
فصل 1 – مضارع کی انواع اعراب 90
فصل 2 – مضارع مرفوع 91
فصل 3 – مضارع منصوب 92
فصل 4 – مضارع مجزوم 93
فصل 5 – مجہول یا ما لم یسم فاعلہ 96
فصل 6 – فعل متعدی و لازم 97
فصل 7 – افعال القلوب 98
فصل 8 – الافعال الناقصہ 99
فصل 9 – افعال المُقَارَبَۃ 101
فصل 10 – فعل تعجب 102
فصل 11 – افعال مدح 102
الباب الرابع - حروف 105
فصل 1 – حروف جر 105
فصل 2 – حروف مشبہ بالفعل 110
فصل 3 – حروف عاطفہ 113
فصل 4 - حروف تنبیہ 116
فصل 5 – حروف ندا 116
فصل 6 – حروف ایجاب 116
فصل 7 – حروف زیادت 117
فصل 8 – حروف تفسیر 118
فصل 9 – حروف مصدریہ 119
فصل 10 – حروف تحضیض 119

فصل 11 – حرف توقع 120
فصل 12 – حروف استفہام 120
فصل 13 – حروف شرط 121
فصل 14 – حرف رِدع 123
فصل 15 – حرف تاء تانیث ساکنہ 123
فصل 16 – تنوین 123
فصل 17 – نون تاکید 124
ترکیب کرنے کے لیے تجاویز 126
یہ باتیں بھی یاد رکھیں 126
صرف الافعال 127
افعال کی تقسیم 127
صرف کے قوائد 135
مختلف قاعدے 135
باب اِلْتَحَقَ (اِفْتِعَال) کے چار قاعدے 135
ابواب تکلّم اور تبادل (تَفَضُّل ، تَفَاعُل) کے دو قاعدے 136
مہموز کے قاعدے (تخفیف کے قاعدے) 137
مثال کے چھ قاعدے 138
اجوف کے تین قاعدے 139
ناقص کے سترہ قاعدے 141
مضاعف کے پانچ قاعدے 144
حوالاجات 146

ہدایۃ نحو

س:- اس کتاب کو کس طرح ترتیب دیا گیا ہے؟
ج:- 1) کتاب کا مقدمہ 1) باب اول اسم معرب 2) باب دوم اسم مبنی 3) باب سوم فعل 4) باب چہارم حروف
پھر مقدمہ اور ہر باب کو مزید مقاصد (sections) اور فصلوں (sub sections) میں تقسیم کیا گیا ہے۔

مقدمہ (کتاب)

فصل 1- نحو

س:- کتاب کا مقدمہ کس طرح ترتیب دیا گیا ہے ؟
ج:- اس میں تین فصلیں ہیں- 1) نحو 2) کلمہ 3) کلام

س:- نحو کی تعریف کریں-
ج:- یہ چند قواعد جاننے کا نام ہے- جن کے ذریعے تینوں کلموں کے آخری حروف کا اعراب معلوم کیا جاتا ہے- اور معرب و مبنی کی پہچان کی جاتی ہے-

فصل 2 - کلمہ

س:- کلمہ سے کیا مراد ہے ؟
ج:- یہ ایسا لفظ ہے جو معنی مفرد کے لیے وضع کیا گیا ہو-

س:- کلمہ کی کتنی اقسام ہیں ؟
ج:- تین - 1) اسم 2) فعل 3) حرف

س:- اسم سے کیا مراد ہۓ ؟
ج:- یہ وہ کلمہ ہے جو دلالت کرے ایسے معنی پر جو اس کی ذات میں پاۓ جاتے ہیں- اور اس میں کوئی زمانہ نہیں پایا جاتا- (یہ مسند اور مسند الیہ دونوں ہوتا ہے)

س:- اسم کی علامات بیان کریں-
ج:- 1) خبر 2) اضافت 3) لام تعریف 4) جر 5) تنوین 6) تثنیہ و جمع 7) صفت
8) تصغیر 9) نداء

س:- اسم کی کتنی قسمیں ہیں ؟
ج:- معرب اور مبنی-

س:- فعل سے کیا مراد ہے ؟
ج:- وہ کلمہ جو فی نفسہ معنی پر دلالت کرے اور اس میں زمانہ پایا جاۓ ، یہ مسند آتا ہے مسند الیہ کبھی نہیں آتا-

س:- فعل کی علامات بیان کریں-
ج:- فعل کی علامات:
1) اخبار بہ ہونا (مسند)
2) ماضی، مضارع کی طرف گردان ہونا
3) ضمیر بارز مرفوع متصل کا اس کے ساتھ متصل ہونا
4) تاء تانیث ساکنہ کا اس کے آخر میں ہونا

5) ثقیلہ و خفیفہ کا داخل ہونا
6) قد، بین، سوف، جذم داخل ہونا
7) امر اور نہی ہونا

س:- حرف سے کیا مراد ہے ؟
ج:- یہ وہ کلمہ ہے جو فی نفسہ معنی پر دلالت نہ کرے- بلکہ غیر کے معنی پر دلالت کرتا ہے اور اس میں کوئی زمانہ نہیں پایا جاتا- یہ دو کلموں میں ربط کے لیے استعمال ہوتا ہے-

س:- حرف کی علامات بیان کریں-
ج:- حرف کی علامات:
1) اس کی خبر نہیں دی جاتی
2) اس کے ذریعے خبر نہیں دی جاتی
3) اسم کی علامتوں کو قبول نہیں کرتا
4) فعل کی علامتوں کو قبول نہیں کرتا

فصل 3- کلام

س:- کلام سے کیا مراد ہے؟
ج:- کلام وہ لفظ ہے جو (کم از کم) دو کلمات سے مرکب ہو اسناد کے ساتھ ، اسناد اس طرح ہو کہ فائدہ تامہ دے- اسے جملہ بھی کہتے ہیں-

س:- جملہ کتنی قسم پر ہے؟
ج:- دو اقسام ہیں
1) جملہ فعلیہ
2) جملہ اسمیہ

الباب الاول ۔ اسم معرب

مقدمہ

فصل 1- تعریف اسم معرب

س:- اسم معرب سے کیا مراد ہے ؟
ج:- یہ وہ اسم ہے جو اپنے غیر کے ساتھ مرکب ہو اور مبنی اصل کے مشابہ نہ ہو- اور عامل موجود ہو-

س:- مبنی اصل سے کیا مراد ہے ؟
ج:- مبنی اصل سے مراد حرف، امر حاضر اور فعل ماضی ہیں-

س:- معرب کا دوسرا نام کیا ہے ؟
ج:- اسم متمکّن-

س:- کیا فقط "زید" معرب ہے ؟
ج:- نہیں کیونکہ اس کا اسناد غیر کے ساتھ نہیں ہورہا ہے-

س:- کیا "ھؤلاء" معرب ہے؟
ج:- نہیں کیونکہ مبنی الاصل یعنی حرف ہے-

فصل 2 ۔ حکم اسم معرب

س:- معرب کا حکم/خاصیت کیا ہے؟
ج:- اس کا آخر عوامل کے اختلاف سے بدل جاتا ہے-

س:- اختلاف کی کتنی اقسام ہیں ؟
ج:- دو لفظاً و تقدیراً-

س:- لفظاً کی مثال دیں-
ج:- " جاءنی زیدٌ " ، " رائیتُ زیدًا " ، " مررتُ بزیدٍ "

س:- تقدیراً کی مثال دیں-
ج:- " جاءنی موسی " ، " رائیتُ موسی " ، " مررتُ بموسی " (یعنی موسی تینوں حالتوں میں نہیں بدلا)

س:- اعراب سے کیا مراد ہے؟
ج:- اس کی وجہ سے معرب اسم کا آخر بدلتا ہے جیسے ضمۃ ، فتحۃ ، کسرۃ –

س:- وہ کون سے کلمات ہیں جن کا آخر عوامل کے اختلاف سے بدلتا ہے؟
ج:- اسم معرب و منصرف و متمکّن اور فعل مضارع (بس یہ دو ہی صورتیں ہیں)

فصل 3 ۔ اقسام اعراب

س:- اسم معرب کے اعراب کی کتنی اقسام ہیں ؟
ج:- یہ نو ہیں-

س:- پہلی قسم کون سی ہے ؟

ج:- رفع " ضمۃ " کے ساتھ - نصب " فتح " کے ساتھ - جر " کسرۃ " کے ساتھ

س:- یہ کن صورتوں میں واقع ہوتا ہے ؟

ج:- تین صورتوں میں

1) مفرد منصرف صحیح کے ساتھ
2) قائم مقام صحیح (جاری مجری صحیح) کے ساتھ
3) جمع مکسر منصرف کے ساتھ

س:- مفرد منصرف صحیح سے کیا مراد ہے ؟

ج:- یہ وہ اسم ہے جس کے آخر میں حرف علت نہ ہو- مثلاً " زیدٌ " اور " قائمٌ " –

س:- جاری مجری صحیح سے کیا مراد ہے ؟

ج:- وہ اسم جس کے آخر میں " واؤ " یا " یاء " ما قبل ساکن ہو مثلاً " وڈوٌ " ، " ظَبْيٌ "-

س:- جمع مکسر منصرف سے کیا مراد ہے ؟

ج:- اسم کی ایسی جمع جس میں منفرد کا وزن سلامت نہ ہو مثلاً " رجلٌ " سے " رجالٌ "-

س:- اس جمع میں کس سے اعتراز ہے ؟

ج:- اس جمع سے اعتراز ہے جو غیر منصرف ہو اور سالم سے اعتراز ہے دونوں کے الگ الگ اعراب ہوتے ہیں-

س:- اعراب کی دوسری قسم کون سی ہے ؟

ج:- رفع " ضمۃ " کے ساتھ - نصب " کسرۃ " کے ساتھ - جر " کسرۃ " کے ساتھ

س:- یہ کن صورتوں میں واقع ہوتا ہے ؟

ج:- جمع مونث سالم کے ساتھ –

س:- جمع مونث سالم کی مثال دیں –

ج: " مُسْلِمَاتٌ " , " مُسْلِمَاتٍ " , " مُسْلِمَاتٍ "

س:- اعراب کی تیسری قسم کون سی ہے ؟

ج:- رفع " ضمۃ " کے ساتھ - نصب " فتح " کے ساتھ - جر " فتح " کے ساتھ

س:- یہ کس صورت میں واقع ہوتا ہے ؟

ج:- غیر منصرف کے ساتھ مثلاً " جاءنی عمرُ " ، " رائیتُ عمرَ " ، " مررت بِعمرَ " –

س:- اعراب کی چوتھی قسم کون سی ہے ؟

ج:- رفع " واؤ " کے ساتھ - نصب " الف " کے ساتھ - جر " یاء " کے ساتھ

س:- یہ کس صورت میں واقع ہوتا ہے ؟

ج:- اسمائے ستہ مکبّرۃ کے ساتھ

س:- مگر اس میں شرائط کتنی ہیں ؟

ج:- دو شرائط ہیں

1) واحد کے صیغے میں ہو
2) مضاف ہو یاء متکلم کے علاوہ کسی دوسری ضمیر کی طرف

س:- وہ اسمائے ستہ مکبّرۃ کون کون سے ہیں ؟

ج:- 1) اخوك 2) ابوك 3) حنوك 4) حموك 5) فوك 6) ذومال

س:- اعراب کی پانچویں قسم کون سی ہے ؟

ج:- رفع " الف " کے ساتھ - نصب " یاء ما قبل مفتوح " کے ساتھ - جر " یاء ما قبل مفتوح " کے ساتھ

س:- یہ کس صورت میں واقع ہوتا ہے ؟

ج:- تین صورتوں میں

1) تثنیہ کے ساتھ
2) کِلْتَ اور کِلا ، کے ساتھ جب کہ وہ ضمیر کی طرف مضاف ہو- (اسم ظاہر کی طرف نہ ہو) - (معنی ہر دو)
3) اثنانِ اور اثنتانِ کے ساتھ (دو مذ کر و مونث) یہ تثنیہ نہیں بلکہ الفاظ ہیں -

س:- اگر کِلْتَ اور کِلا اسم ظاہر کی طرف مضاف ہو تو اعراب کیا ہوگا ؟

ج:- تقدیری تینوں حالتوں میں –

س:- اعراب کی چھٹی قسم کون سی ہے ؟

ج:- رفع " واؤ ما قبل مضموم " کے ساتھ - نصب " یاء ما قبل مکسور " کے ساتھ - جر " یاء ما قبل مکسور " کے ساتھ

س:- یہ کس صورت میں واقع ہوتا ہے ؟

ج:- تین صورتوں میں

1) جمع مذ کر سالم کے ساتھ
2) أُولو کے ساتھ
3) عشرون اور اس کے اخوات کے ساتھ

س:- عشرون کے اخوات کون سے ہیں ؟

ج:- ثلثون ، اربعون ، خمسون ، ستون ، سبعون ، ثمانون ، تسعون –

س:- نون تثنیہ اور نون جمع سالم میں کیا فرق ہے ؟

ج:- تثنیہ کا نون ہمیشہ مکسور ہوتا ہے اور جمع سالم کا نون ہمیشہ مفتوح ہوتا ہے –

س:- اضافت کا ان پر کیا اثر ہوتا ہے ؟

ج:- یہ دونوں ساقط ہو جاتے ہیں مثلاً " جاءنی غلامًا زیدٍ " ، " مسلمو مصرٍ " –

س:- اعراب کی ساتویں قسم کون سی ہے ؟

ج:- رفع " ضمہ تقدیری " کے ساتھ - نصب " فتحہ تقدیری " کے ساتھ - جر " کسرۃ تقدیری " کے ساتھ

س:- یہ کس صورت میں واقع ہوتا ہے ؟

ج:- دو صورتوں میں

1) اسم مقصورۃ کے ساتھ
2) اسم جو یاء متکلم کی طرف مضاف ہو اور جمع مذ کر سالم نہ ہو، کے ساتھ

س:- اسم مقصورۃ سے کیا مراد ہے ؟

ج:- وہ اسم جس کے آخر میں الف مقصورۃ ہو مثلاً " عصا "-

س:- بالمضاف الی یاء المتکلم غیر جمع المذ کر السالم کی مثال دیں –
ج:- " غلامی "

س:- اعراب کی آٹھویں قسم کون سی ہے ؟
ج: :- رفع " ضمہ تقدیری " کے ساتھ - نصب " فتحہ لفظی " کے ساتھ - جر " کسرۃ تقدیری " کے ساتھ

س:- یہ کس صورت میں واقع ہوتا ہے ؟
ج:- اسم منقوص کے ساتھ

س:- اسم منقوص سے کیا مراد ہے ؟
ج:- اسم منقوص وہ اسم ہے جس کے آخر میں یاء ما قبل مکسور (کسرۃ) ہو – مثلاً قاضی

س:- اعراب کی نویں قسم کون سی ہے ؟
ج:- رفع " واؤ تقدیری " کے ساتھ - نصب " یاء لفظی " کے ساتھ - جر " یاء لفظی " کے ساتھ

س:- یہ کس صورت میں واقع ہوتا ہے ؟
ج:- جمع مذ کر سالم (جو یاء متکلم کی طرف مضاف ہو) کے ساتھ

س:- مثال دیں
ج:- جیسے کہا جائے " جاءنی مُسْلِمّی " اصل میں " مُسْلِمُونَ " تھا واؤ اور یاء ایک جگہ جمع ہوئے – ان دونوں میں سے پہلا ساکن ہے پس واؤ کو یاء سے بدل دیا گیا اور یاء میں ادغام کردیا گیا – اور میم کا ضمہ ، کسرۃ سے بدل گیا یاء کی مناسبت کی وجہ سے پس " مسلمّی " ہو گیا-

فصل 4 – تقسیم اسم معرب

س:- اسم معرب کی کتنی اقسام ہیں ؟
ج:- یہ دو اقسام ہیں – 1) منصرف 2) غیر منصرف

اسم معرب
- منصرف
- غیر منصرف
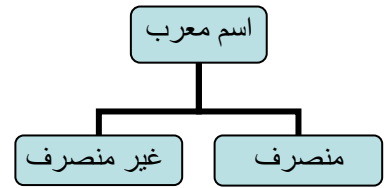
س:- اسم معرب سے کیا مراد ہے ؟
ج:- وہ اسم جس میں اسباب تسعۃ سے دو اسباب یا ایک سبب جو دو کے قائم مقام ہو نہ پایا جائے-

س:- اسم منصرف کا دوسرا نام کیا ہے ؟
ج:- اسم متمکّن-

س:- اسم متمکّن کا کیا حکم ہے ؟
ج:- اس میں تینوں حرکتیں ضمۃ ، فتحۃ ، کسرۃ داخل ہوتی ہیں ، نیز تنوین بھی-

س:- غیر منصرف سے کیا مراد ہے ؟
ج:- وہ اسم جس میں اسباب تسعۃ سے دو اسباب یا ایک سبب جو دو کے قائم مقام ہو ، پایا جائے-

س:- اسباب تسعۃ کون کون سے ہیں ؟

ج:- یہ اس طرح ہیں-

1) عدل 2) معرفۃ 3) ترکیب 4) وصف 5) عُجمعۃ
6) الف نون زائدتان 7) تانیث 8) جمع 9) وزن فعل

س:- غیر منصرف کا کیا حکم ہے ؟

ج:- اس میں جر میں کسرۃ داخل نہیں ہوتا بلکہ وہ مفتوح رہتا ہے مثلاً " جاءنی احمدُ " ، " رآئیت احمدَ " ، " مررت بآحمدَ "-

س:- عدل سے کیا مراد ہے ؟

ج:- وہ لفظ جو اپنے اصلی صیغے سے دوسرے صیغے کی طرف منتقل ہو-

س:- عدل کی دو قسمیں کون کون سی ہیں ؟

ج:- عدل تحقیقی اور عدل تقدیری

س:- عدل تحقیقی سے کیا مراد ہے ؟

ج:- اس میں ہمیں معدول عنہ اور جس کی طرف عدول ہو وہ صیغۃ اور عدول کی وجہ معلوم ہوتی ہے-

س:- عدل تقدیری سے کیا مراد ہے ؟

ج:- اس میں صرف یہ پتہ ہوتا ہے کہ عرب لفظ کو غیر منصرف پڑھتے ہیں مگر وجہ معلوم نہیں ہوتی- مثلاً " عُمَرْ "-

س:- اسباب تسعۃ میں سے ، کون سے اسباب عدل کے ساتھ جمع ہوتے ہیں ؟

ج:- وزن فعل (کیونکہ عدل کے چھ اوزان ہیں اور کوئی بھی وزن فعل نہیں)

س:- عدل کے چھ اوزان کون کون سے ہیں ؟

ج:- 1) فَعَلْ جیسے " سَحَر " 2) فُعَلْ جیسے " عُمَر " 3) فَعْل جیسے " اَمْسِ "
4) فُعَال جیسے " ثُلاث " 5) فَعَال جیسے " قَطَام " 6) مَفْعَل جیسے " مَثْلَثْ "

س:- وصف سے کیا مراد ہے ؟

ج:- وہ اسم جو کسی مبہم ذات پر دلالت کرے جس سے بعض صفات کو اخذ کر لیا گیا ہو-

س:- وصف کن اسباب کے ساتھ جمع نہیں ہوتا ؟

ج:- علمیۃ کے ساتھ (خواہ اصلی ہو یا عارضی)

س:- وصف موثر ہونے کی شرط کیا ہے ؟

ج:- اصلِ وضع میں وصف ہو- (یعنی وہ لفظ وصف کے معنی دینے کے لئے وضع کیا گیا ہو یعنی شک کی گنجائش نہ ہو)

س:- کیا آسْوَدْ اور آرْقَمْ غیر منصرف ہیں ؟

ج:- جی ہاں ، اگرچہ بعد میں وہ سانپ کے نام بن گئے مگر ان دونوں کی اصل وصفیت کے لئے تھی-

س:- کیا " اَرْبَع " ، " مَرَرْتُ بِنسوۃٍ اَرْبَع " میں غیر منصرف ہے ؟

ج:- نہیں بلکہ یہ منصرف ہے-

س:- کیوں نہیں جبکہ یہ وزنُ الفعل اور وصف دونوں ہے ؟

ج:- کیونکہ اصل وضع میں یہ عد د ہے وصف نہیں ہے-

س:- وصف علمیۃ کے ساتھ کیوں جمع نہیں ہوتا ؟
ج:- ایسا ممکن نہیں کہ ایک چیز خاص بھی ہو اور عام بھی-

س:- تانیث کس کو کہتے ہیں ؟
ج:- مؤنث کو-

س:- تانیث کی دو اقسام کون سی ہیں ؟
ج:- تانیث لفظی اور تانیث معنوی

س:- تانیث لفظی کی کیا علامات ہیں ؟
ج:- " ۃ " ، الف مقصورۃ ، الف ممدودۃ

س:- تانیث لفظی کی کون سی دو شرائط ہیں ؟
ج:- یہ اس طرح ہے-
1) اگر الف مقصورۃ یا ممدودۃ آخر میں آجائے تو یہ دو اسباب کے برابر ہے- اس اسم کو غیر منصرف پڑھا جائے گا – مثلاً " حبلی " ، " حمراء "
2) اگر " ۃ " آخر میں آرہی ہو تو ضروری ہے کہ اس میں علمیۃ بھی ہو ورنہ " ۃ " معتبر نہیں اور اسم غیر منصرف نہیں پڑھا جائے گا مثلاً " طلحۃ " غیر منصرف ہوگا کیونکہ علمیت اور تانیث دونوں موجود ہے-

س:- تانیث معنوی سے کیا مراد ہے ؟
ج:- بس عربوں سے سنا ہو کہ اسم مونث ہے مگر کوئی علامت تانیث موجود نہ ہو مثلاً " دَارٌ " ، " شَمْسٌ " ، " نَارٌ "-

س:- تانیث معنوی کی شرائط بیان کریں اور کب تانیث معنوی کو وجوباً (لازمی) غیر منصرف پڑھتے ہیں ؟
ج:- ان صورتوں میں
1) علمیت ہو یا
2) تین حروف سے زائد ہو یا
3) عُجمی ہو

س:- اگر تانیث معنوی میں ، ان میں سے کوئی شرط نہ ہو تو ؟
ج:- تو اجازت ہے کہ منصرف یا غیر منصرف دونوں طرح پڑھ سکتے ہیں-

س:- معرفۃ سے کیا مراد ہے ؟
ج:- وہ اسم جو خاص ہو مثلاً اسم اشارۃ ، اسم موصول ، علمیۃ ، معرف بالام ، منادی وغیرہ وغیرہ –

س:- معرفۃ کئ قسم کے ہو سکتے ہیں کون سا معرفۃ غیر منصرف ہونے کا سبب بنے گا ؟
ج:- علمیۃ

س:- کون سا سبب اسباب تسعۃ میں سے معرفۃ کے ساتھ جمع نہیں ہوتا ؟
ج:- وصف (باقی سب جمع ہو سکتے ہیں)

س:- عُجمۃ سے کیا مراد ہے ؟
ج:- وہ اسم جو غیر عربی ہو-

س:- اس کی شرائط کون کون سی ہیں ؟
ج:- دو شرائط ہیں

1) علمیۃ ہو اور
2) تین حروف سے زیادہ ہو یا ثلاثی متحرک الاوسط ہو-

س:- " لَجَام " منصرف ہے یا غیر منصرف ہے ؟
ج:- منصرف ہے علمیۃ نہ ہونے کی وجہ سے-

س:- " ابراہیم " منصرف ہے یا غیر منصرف ؟
ج:- غیر منصرف ہے کیونکہ علمیۃ بھی ہے اور تین حروف سے زیادہ بھی ہے-

س:- " نوح " منصرف ہے یا غیر منصرف ؟
ج:- منصرف ہے کیونکہ ساکن الاوسط ہے-

س:- جمع سے کیا مراد ہے ؟
ج:- وہ لفظ یا صیغۃ جو دو سے زیادہ افراد کے لیے بولا جائے-

س:- جمع کے موثر ہونے کی شرط کیا ہے ؟
ج:- شرط یہ ہے کہ صیغۃ مُنْتَهَى الجُمُوعْ ہو-

س:- مُنْتَهَى الجُمُوعْ سے کیا مراد ہے ؟
ج:- اس سے مراد ہے کہ جمع کا صیغۃ جمع کی انتہا کو پہونچا ہوا ہو کہ اس کے بعد اس کی جمع نہ لائی جاتی ہو-

س:- صیغۃ مُنْتَهَى الجُمُوعْ کی کیا پہچان ہے ؟
ج:- پہچان اس طرح سے کریں گے
1) الف جمع کے بعد اس میں دو حرف ہومثلاً " مَسَاجِدٌ " . . . یا
2) ایک حرف مشدّد ہو مثلاً " دَوَابّ " . . . یا
3) تین حروف ہوں جن کا اوسط حرف ساکن ہو اور ھاء کو قبول کرنے والا نہ ہو مثلاً " مَصابِیح "

س:- کیا " صیاقلۃ " و " فرازنۃ " دونوں منصرف ہیں ؟
ج:- جی ہاں ، کیونکہ " ھاء " کوقبول کرتے ہیں –

س:- کیا غیر منصرف ہونے کے لیے کسی جمع کو کسی اور سبب کی بھی ضرورت ہے ؟
ج:- جی نہیں کیونکہ یہ دو اسباب کے برابر ہے-

س:- ترکیب سے کیا مراد ہے ؟
ج:- ترکیب سے مراد دو یا زائد مرکب کلمے ہیں جس میں کوئی کسی کا جز نہ ہو-

س:- ترکیب کی شرط بیان کریں –
ج:- شرط یہ ہے کہ علمیۃ بغیر اضافت اور بلا اسناد کے ہو اور نہ ایک حرف دوسرے کا جز ہو مثلاً " خمسۃ عشرۃ " میں " خمسۃ " ، " عشرۃ " کے لیے جز ہے-

س:- یہاں اضافت سے کیا مراد ہے ؟
ج:- یعنی ایک جز مضاف اور دوسرا مضاف الیہ نہ ہو-

س:- بلا اسناد سے کیا مراد ہے ؟
ج:- ایک جز مسند اور دوسرا مسند الیہ نہ ہو-

س:- عبد اللہ منصرف ہے کہ غیر منصرف ؟
ج:- منصرف کیونکہ ترکیب میں اضافت ہے-

س:- کیا " معدیکرب " غیر منصرف ہے ؟
ج:- جی ہاں کیونکہ دو اسموں کو ملا دیا گیا ہے اور کوئی ترکیب نہیں اسی طرح " بَعْلَبَكَّ " غیر منصرف ہے-

س:- الف و نون زائدتان سے کیا مراد ہے؟
ج:- یعنی وہ اسم جس کے آخر میں الف نون زائد ہوں –

س:- اس کے موثر ہونے کی کیا شرط ہے ؟
ج:- اس میں اسم و صفت کے لحاظ سے الگ الگ شرط ہے-

س:- اسم کے لحاظ سے کیا شرط ہے ؟
ج:- الف نون زائد ہوں اور علمیۃ بھی ہو-

س:- عمران و عثمان منصرف ہیں یا غیر منصرف ؟
ج:- غیر منصرف ، الف نون زائد اور علمیۃ ہے –

س:- " سَعْدَان " (گھا س کٹارا) منصرف ہے یا غیر منصرف ؟
ج:- منصرف ، الف نون زائد اور علمیۃ نہیں –

س:- صفت کے ساتھ کیا شرط ہے ؟
ج:- الف نون زائد ہوں اور صفت کی مونث " فعلانۃ " کے وزن پر نہ ہو –

س:- غیر منصرف کی مثال دیں
ج:- " سُكْرَان " (مست مرد) ، الف نون زائد ہے اور مونث " سُكْرى " ہے-

س:- منصرف کی مثال دیں
ج:- " نَدْمَان " ، الف نون زائد ہے اور مونث " نَدْ مَانَۃ " ہے –

س:- وزن الفعل سے کیا مراد ہے ؟
ج:- اسم کا ایسے وزن پر پایا جانا جو فعل کے اوزان سے شمار کیا جاتا ہے –

س:- وزن الفعل کی کتنی قسمیں ہیں ؟
ج:- دو

س:- وزن الفعل کی پہلی قسم کون سی ہیں ؟
ج:- وزن فعل جو خاص ہو فعل کے ساتھ یعنی اسم میں نہ پایا جائے بلکہ فعل سے نقل ہو کر آیا ہو-

س:- " شَمَّرَ " (گھوڑے کا نام) اور " ضُرِبَ " منصرف ہے یا غیر منصرف ؟
ج:- غیر منصرف ، " شَمَّرَ " اصلاً ماضی معروف کا صیغۃ ہے اور " ضُرِبَ " ماضی مجھول ہے-

س:- وزن الفعل کی دوسری قسم کون سی ہیں ؟
ج:- وزن الفعل جو اسم و فعل دونوں میں پایا جاتا ہے –

س:- وزن الفعل کی دوسری قسم کی غیر منصرف ہونے کے لیے کیا شرائط ہیں ؟

ج:- دو شرائط ہیں-

1) اس کے شروع میں حرف مضارع (اتین) میں سے ایک کا ہونا ضروری ہے –
2) اس کے آخر میں " ۃ " نہ ہو-

س:- " احمد " ، " یشکر " ، " تغلب " ، " نرجس " منصرف ہیں کہ غیر منصرف ؟

ج:- غیر منصرف ہیں کیونکہ

احمد -	یہ وزن اَکْرَمَ ہے	(شروع میں " ا " آیا)
یشکر -	قبیلے کے جد اعلی کا نام	(شروع میں " یا " آیا)
تغلب -	قبیلے کے جد اعلی کا نام	(شروع میں " تا " آیا)
نرجس -	نرگس کا عربی کلمہ	(شروع میں " ن " آیا)

وزن الفعل اور علمیۃ دونوں جمع ہوگئ

س:- " یَعْمِلٌ " (اونٹ جو بہت کام کرے) منصرف ہیں کہ غیر منصرف ؟

ج:- منصرف ، وزن الفعل تو ہے مگر مونث " ۃ " کو قبول کرتا ہے یعنی " ناقۃ یعملۃ " –

س:- اسباب تسعۃ میں سے کون سے ہیں جن میں علمیۃ شرط ہے ؟

ج:- وہ یہ ہیں

1) تانیث بالتاء
2) تانیث معنوی
3) عجمۃ
4) ترکیب
5) الف نون زائد

س:- کیا انہیں غیر منصرف سے منصرف بنا سکتے ہیں ؟

ج:- جی ہاں علمیۃ کو گرا کر-

س:- وہ کیسے ؟

ج:- چونکہ علمیۃ شرط ہے اگر اس کو ختم کر دیں تو شرط نہیں یعنی مشروط بھی نہیں مثلاً " طلحۃُ " سے " طلحۃٌ "

س:- اسباب تسعۃ میں سے کون سے اسباب ہیں جن میں علمیۃ جمع ہوتی ہے ؟

ج:- عدل اور وزن الفعل-

س:- کیا اسے غیر منصرف سے منصرف بنا سکتے ہیں ؟

ج:- علمیۃ گرا کر- علمیۃ گرانے کے بعد ایک ہی سبب بچا جو کہ غیر منصرف ہونے کے لیے نہ کافی ہے-

س:- مثال د یں

ج:- " قام عمرُ و عمرٌ اخر " ، " ضرب احمدُ و احمدٌ اخر "-

س:- غیر منصرف پر کسرہ کب داخل ہوتا ہے ؟

ج:- تمام غیر منصرف اسماء جب مضاف واقع ہوں کسی دوسرے اسم کی جانب یا ان پر الف لام داخل ہو جائے تو وہ بھی منصرف ہوجاتے ہیں- (یاد رہے ان پر کسرۃ داخل ہوتا ہے تنوین داخل نہیں ہوتا کیونکہ مضاف اور الف لام میں تنوین کی ضرورت نہیں ہوتی)

مقصد 1 – مرفوعات

س:- مرفوعات کی کتنی قسمیں ہیں ؟
ج:- آٹھ اقسام ہیں- جو کتاب میں سات فصلوں میں ذ کر کی گئیں ہیں-

1) الفاعل 2) نائب فاعل (مفعول ما لم يُسَمَّ فاعلة) 3) مبتدا 4) خبر
5) إنَّ اور اس کے اخوات کی خبر 6) کان اور اس کے اخوات کا اسم 7) ما و لا (جو لیس کے مشابہ ہیں) کا اسم
8) لائے نفی جنس کی خبر

فصل 1 - الفاعل

س:- الفاعل سے کیا مراد ہے ؟
ج:- یہ وہ اسم ہے جس کے پہلے کوئی فعل ہو یا ایسی صفت ہو جو اس اسم کی جانب مسند ہو (اسناد کے ساتھ یعنی نسبت کے ساتھ) اس طور پر کہ یہ فعل یا صفة اس اسم کے ساتھ قائم ہو اس پر واقع نہ ہو (یعنی نائب فاعل کو خارج کر دیا)

س:- الفاعل کی مثال جملة فعلية میں د یں –
ج:- " قام زيدٌ " ، " زید " اسم ہے اور فاعل ہے-

س:- الفاعل کی مثال شبہ فعل ، شبہ جملة میں د یں –
ج:- " زيدٌ ضاربٌ ابوه عمراً " ، " ضارب " اسم فاعل ہے اور " ابوه " اس کا فاعل ہے –

س:- صفة سے کیا مراد ہے ؟
ج:- اسم فاعل ، اسم مفعول ، صفة المشبهة ، اسم تفضيل ، اسم مبالغة مراد ہے-

س:- فاعل واقع ہونے کی دو صورتیں کون سی ہیں ؟
ج:- اسم ظاهر اور اسم ضمیر-

س:- اسم ضمير کتنی قسم پر ہے ؟
ج:- دو قسم پر-
1) ضمیر بارز 2) ضمیر مُسْتَتَرْ

س:- ضمیر بارز سے کیا مراد ہے ؟
ج: وہ ضمیر جو نظر آئے جیسے ضربا ، ضربوا ، ضربتا ، ضربن ، ضربتَ ، ضربتما ، ضربتم ، ضربتِ ، ضربتما ، ضربتُنَّ ، ضربنا-

س:- ضمیر مُسْتَتَرْ سے کیا مراد ہے ؟
ج:- وہ ضمیر جو چھپی ہو جیسے " ضرب " ، " ضربتْ " (یہاں " تْ " تانیث کی علامت ہے ورنہ ضمیر چھپی ہوئی ہے)

س:- اگر فاعل اسم ظاہر ہو تو فعل کی عددی مناسبت کیا ہو گی ؟
ج:- واحد فاعل کے لیئے واحد ، جمع کے لیئے جمع اور تثنية کے لیئے تثنية مثلاً " زيدٌ ضرب " ، " الزيدون ضربوا " ، " الزيدانِ ضرباً "-

س:- اگر فاعل مونث حقیقی (ظاہر) ہو تو کس صورت میں فعل ہمیشہ مونث ہو گا ؟
ج:- فعل ہمیشہ مونث ہو گا اگر فعل اور فاعل کے درمیان فاصلہ نہ ہو مثلاً " قامتْ ہِندٌ " اور اگر فاصلہ ہو تو اختیار ہے مثلاً " ضرب اليوم ہندٌ " یا " ضربتِ اليوم ہندٌ " –

س:- اگر فاعل مونث غیر حقیقی (ظاہر) ہو تو فعل کو مونث لائیں یا مذکر ؟

ج:- اختیار ہے مونث اور مذ کر دونوں آسکتے ہیں مثلاً " طلعتِ الشمسُ " ، " طلع الشمسُ "–

س:- اگر فاعل ضمیر ہو تو فعل مذکر ہوگا یا مونث ؟
ج:- مذکر کے لیئے مذکر اور مونث کے لیئے مونث مثلاً " الشمسُ طلعتْ "

س:- اگر فاعل جمع تکسیر ہو تو فعل مذکر ہوگا یا مونث ؟
ج:- اختیار ہے چاہیں تو مذ کر لائیں یا مونث مثلاً " قام الرجال " ، " قامتِ الرجال " (بتاویل جما عۃ)-

س:- کیا " الرجال قاموا " درست ہے ؟
ج:- جی ہاں ، یعنی جمع مذ کر فاعل کی صورت میں فعل کو بھی جمع مذ کر لانا درست ہے-

س:- اگر فاعل اور مفعول اسم مقصور ہوں تو کیا مفعول کو فاعل پر مقدم کر سکتے ہیں ؟
ج:- جی نہیں کیونکہ التباس کا خدشہ ہوتا ہے یعنی فاعل مقدم کرنا واجب ہے مثلاً " ضرب موسی عیسی "-

س:- اگر معنی میں التباس کا خدشہ نہ ہو تو ؟
ج:- تو پھر مفعول کو مقدم کرسکتے ہیں مثلاً " اکل الکُشمری یحي " (یحي نے امرود کھایا)-

س:- فعل کی کون سی قسم ہے جس میں مفعول بہ لازمی آتا ہے ؟
ج:- فعل متعدی-

س:- تنازع فعلین سے کیا مراد ہے ؟
ج:- جب کلام میں دو افعال ہوں (کم از کم) تو وہ بعد میں آنے والے اسم پر تنازع کرتے ہیں-

س:- یہ تنازع کتنی قسم پر ہے ؟
ج:- چار قسم پر-
1) دونوں فعل اپنے لیئے فاعل کا تقاضا کریں مثلاً " ضربنی و اکرمنی زیدٌ "-
2) دونوں مفعول کا تقاضا کریں مثلاً " ضربتُ و اکرمتُ زیدًا "-
3) دونوں فعل فاعلیت و مفعولیت میں نزاع کریں – پہلا فعل فاعل کا اور دوسرا فعل اپنے لیئے مفعول کا تقاضا کرے مثلاً " ضربنی و اکرمتُ زیدًا "
4) پہلا فعل مفعول کا اور دوسرا فعل اپنے لیئے فاعل کا تقاضا کرے مثلاً " ضربتُ و اکرمنی زیدٌ "

س:- ان تنازعات کا حل کیا ہے ؟
ج:- اس بارے میں مختلف رائے ہیں مگر عام رائے یہ ہے کہ جس فعل کو چاہو عامل بنالو – دونوں صورتیں جائز ہیں-

فعل 2 – نائب فاعل

س:- نائب فاعل (مفعول ما لم یُسَمہ فاعلہ) سے کیا مراد ہے ؟
ج:- وہ مفعول جس کے فاعل کو حذف کردیا گیا ہو اور اس (مفعول) کو اس (فاعل) کی جگہ قائم کر دیا گیا ہومثلاً " ضُرِبَ زیدٌ "-

س:- نائب فاعل کے کیا قوانین ہیں ؟
ج:- فاعل اور نائب کے قوانین عدد و جنس میں ایک ہی ہیں (جو اوپر بیان کر دیئے گئے ہیں)

فصل 3 – مبتدا و خبر

س:- مبتدا و خبر کو ایک ساتھ کیوں ذکر کیا ؟
ج:- کیونکہ دونوں لازم و ملزوم ہیں-

س:- مبتدا و خبر سے کیا مراد ہے ؟
ج:- یہ دو اسم ہیں جو عوامل لفظیہ سے خالی ہوتے ہیں- ان میں سے ایک مسند الیہ (مبتدا) اور دوسرا مسند بہ (خبر) ہوتا ہے- عامل ان دونوں میں معنوی (جو لفظوں میں نظر نہ آئے) ہوتا ہے اور وہ " ابتدا " ہے مثلاً " زیدٌ قائمٌ " (زید کھڑا ہے)

س:- مسند الیہ سے کیا مراد ہے ؟
ج:- جس کی طرف اسناد ہو-

س:- مسند بہ سے کیا مراد ہے؟
ج:- جس کی طرف سے اسناد ہو-

س:- ابتدا سے کیا مراد ہے ؟
ج:- اسم کو عوامل لفظیہ سے خالی کر دینا تاکہ ایک اسم کا دوسرے کی طرف اسناد کیا جائے-

س:- کیا اسم تقدیراً واقع ہو سکتا ہے؟
ج:- جی ہاں مثلاً " تصوموا خیر لکم " میں " تصوموا " جملہ ہو کر مبتدا ہے- یعنی تقدیراً اسم ہے-

س:- مبتدا و خبر میں کسے معرفۃ و نکرۃ لاتے ہیں ؟
ج:- مبتدا معرفۃ اور خبر نکرۃ آتی ہے مگر اس کے کئی استثناء ہیں جو آگے ذکر کیے جائیں گے-

س:- مبتدا و خبر میں اصلاً کون مقدم ہوتا ہے ؟
ج:- مبتدا اصلاً مقدم ہوتا ہے مگر اس کے کئی استثنا ہیں-

س:- مبتدا و خبر کے معرفۃ و نکرۃ ہونے ، مقدم و موخر ہونے کے استثناء کون کون سے ہیں ؟
ج:- وہ اسطرح ہیں-
1) مبتدا کا نکرۃ ہونا
2) دونوں اسموں کا معرفۃ ہونا
3) خبر جملہ واقع ہونا
4) خبر کا مقدم ہونا
5) مبتدا کے لیئے کئ خبروں کا ہونا
6) مبتدا کا مسند الیہ کے بجائے صفت کا صیغہ ہونا

س:- مبتدا نکرۃ کس صورت میں واقع ہوگا ؟
ج:- جب اس میں تخصیص پیدا ہو جائے-

س:- تخصیص سے کیا مراد ہے؟
ج: تخصیص کا مطلب احتمالات کو کم یا ختم کرنا-

س:- تخصیص کا کیا فائدہ ہے؟
ج:- تخصیص سے اسم معرفۃ تو نہیں ہوتا مگر معرفۃ کے قریب ہوجاتا ہے گویا معرفۃ کی طرح ہوجاتا ہے-

س:- تخصیص کے کتنے طریقے ہیں ؟
ج:- مندرجہ ذیل چھ طریقے ہیں-
1) تخصیص بلوصف
2) تخصیص بلعِلم لِمُتَکَلِّم
3) تخصیص بلعموم

4) تخصیص بلعدول
5) تخصیص بتقدِم الخبر
6) تخصیص بنِسْبَتْ الی المتکلم

س:- تخصیص بلوصف سے کیا مراد ہے ؟
ج:- اگر اسم کی صفت بیان ہو تو اس میں تخصیص آجاتی ہے جسے بلوصف کہتے ہیں- مثلاً " و لَعَبْدٌ مومنٌ خیرٌ من مشركٍ "-

س:- تخصیص بلعِلم لِمُتَکلِّم سے کیا مراد ہے ؟
ج:- اس میں متکلم (جس سے کہ سوال کیا جائے) کو پہلے سے کچھ علم ہوتا ہے-

س:- تخصیص بلعِلم کس کے ساتھ واقع ہوتا ہے؟
ج:- یہ " حمزہ استفہام (أ) " و " ام متصلہ " کے ساتھ واقع ہوتی ہے- یعنی متکلم دو چیزوں کے بارے میں سوال کرتا ہے تائین کے بارے میں- وہ جانتا ہے کہ ان ہی دو چیزوں میں سے ایک ممکن ہے-

س:- مثال سے واضح کریں-
ج:- " أ رجل فی الدارِ أم امراۃ " (گھر میں مرد ہے یا عورت)

س:- تخصیص بلعموم سے کیا مراد ہے ؟
ج:- عموم کا مطلب ہے احتمالات کو بڑھانا-

س:- مگر تخصیص اورعموم متضاد نہیں ؟
ج:- بظاہر ایسا ہی لگتا ہے مگر بعض اوقات اتنا عموم پیدا ہو جاتا ہے کہ صرف ایک ہی احتمال باقی رہ جاتا ہے-

س:- یہ کس صورت میں واقع ہوتا ہے ؟
ج:- جبکہ نکرۃ تحتِ نفی واقع ہو مثلاً " ما احدٌ خیرٌ منكَ " (تیرے جیسا کوئی ایک بھی نہیں)

س:- اس مثال کی وضاحت کریں-
ج:- یہاں نکرۃ تحتِ نفی ہے یعنی عموم آگیا اور عموم کی وجہ سے تخصیص آگئی-

س:- تخصیص بلعدول سے کیا مراد ہے ؟
ج:- عدول (پھیرنا) جملہ فعلیہ سے جملہ اسمیہ کی طرف مثلاً - جملہ فعلیہ " اھرَّشرٌ ذاناب " (کتے کو شر نے بھوکایا ہے) ، جو کہ عدول ہو کر یوں ہوگا ، جملہ اسمیہ " شرٌ اھرَّ ذانابٍ "-

س:- " شرٌ اھرَّ ذانابٍ " کی ترکیب کریں -
ج:- " شرٌ " مبتدا- " اھر " فعل- " ذاناب " مفعول ، فعل مفعول جملہ فعلیہ ہو کر مبتدا کی خبر-

س:- تخصیص بتقدم الخبر سے کیا مراد ہے؟
ج:- اگر خبر کو مقدم کر دیا جائے اور مبتدا کو موخر تو اس کی وجہ سے بھی تخصیص آ جاتی ہے مثلاً " فی الدارِ رجلٌ "-

س:- اس صورت میں تخصیص ہونے کی کیا منطق ہے-
ج:- گویا " فی الدارِ " یہاں صفت کا کام دے رہی ہے رجلٌ کے لیئے جو کہ تخصیص کا سبب بن جائے گا-

س:- کیا جار مجرور مبتدا آسکتے ہیں ؟
ج:- نہیں یہ ہمیشہ خبر آئیں گے-

س:- تخصیص بنسبت الی المتکلم سے کیا مراد ہے؟
ج:- یعنی متکلم کی طرف کسی چیز کی نسبت کر دی جائے مثلاً " سلامٌ علیك "-

س:- " سلامٌ علیك " کی اصل کیا ہے؟
ج:- " سلمتُ سلامًا علیك " مگر " سلمتُ " حذف کر دیا گیا ہے-

س:- اگر دونوں اسم معرفۃ ہوں تو مبتدا کسے بنائیں گے؟
ج:- کوئی بھی مبتدا یا خبر ہو سکتا ہے مگر مبتدا مقدم ہوگا-

س:- " اللہ الہنا " کی ترکیب کریں-
ج:- لفظ اللہ — معرفۃ و مبتدا-
الہنا - اس کے دو جز ہیں " الہ " اور " نا " ضمیر ، الہ مضاف اور " نا " مضاف الیہ ، دونوں مل کر معرفۃ اور پھر خبر ہیں- اس طرح مبتدا و خبر ہو کر جملہ اسمیہ بنا-

س:- " محمدٌ نبیّنا " کی ترکیب کریں-
ج:- محمدٌ — معرفۃ و مبتدا-
نبیّنا — نبی مضاف اور " نا " ضمیر مضاف الیہ ، دونوں مل کر معرفۃ اور پھر خبر ، مبتدا و خبر مل کر جملہ اسمیہ-

س:- کیا مبتدا جملہ واقع ہو سکتے ہیں؟
ج:- نہیں کیونکہ جملہ نکرۃ کے حکم میں ہوتا ہے اگرچہ خبر جملہ آسکتی ہے-

س:- کون سی قسم کے جملے خبر آ سکتے ہیں؟
ج:- جملہ اسمیہ ، جملہ فعلیہ ، جملہ شرطیہ ، جملہ ظرفیہ

س:- جملے (خبر) کو مبتدا کے ساتھ کیسے جوڑتے ہیں؟
ج:- اسے ربط کے ذریعے جوڑتے ہیں- یہ ربط عموما ضمیر کی صورت میں ہوتا ہے اسے عائد کہتے ہیں-

س:- مبتدا کے بجائے موصوف سے جوڑنا ہو تو کیا طریقہ ہوگا؟
ج:- تب بھی عائد آتا ہے-

س:- جملہ اسمیہ سے کیا مراد ہے؟
ج:- وہ جملہ جو کسی اسم سے شروع ہو-

س:- " زیدٌ ابُوہُ قائمٌ " کی ترکیب کریں-
ج:- زیدٌ — مبتدا
ابُوہُ — ابو اسمائے مکبرۃ اور مضاف اس کے علاوہ فاعل و مبتدا (قائمٌ کے لیئے) ، ہُ ضمیر ، مضاف الیہ اور عائد مبتدا (زیدٌ) کے لیئے-
قائمٌ — اسم فاعل جس میں" ھو " ضمیر ابوہُ کو راجع ، اس کے علاوہ خبر ہے ابُوہُ کے لیئے-
ابُوہُ قائمٌ — شبہ جملہ و جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر خبر ہے مبتدا زیدٌ کے لیے یعنی یہ جملہ اسمیہ ہوا-

س:- جملہ فعلیہ سے کیا مراد ہے؟
ج:- وہ جملہ جو فعل سے شروع ہو-

س:- " زیدٌ قام ابُوہُ " کی ترکیب کریں-
ج:- زیدٌ ، مبتدا —
قام - فعل اور اس میں ھو ضمیر راجع ابوہ کو-

ابُوهُ - ابُو مضاف ، رفعی ، اسمائے ستہ مکبرۃ (یعنی " و " صرف رفع میں آئے گا) اور " ہ " ضمیر مضاف الیہ عائد ہے مبتدا زیدٌ کے لیئے- اس طرح " ابُوهُ " فاعل قام کے لیئے-

س:- جملہ شرطیہ سے کیا مراد ہے ؟
ج:- وہ جملہ جس میں شرط اور مشروط ہو-

س:- " زیدٌ اِنْ جاءِ نِی فاَکْرَمْتُہُ " کی ترکیب کریں-
ج:- زیدٌ – مبتدا
اِنْ – حرف شرط
جاءِ نِی – جاء فعل ، ھُوَ ضمیر جو زید کو راجع اور ربط ہے ، ي ضمیر مفعول ن وقایہ موجود ، یعنی جملہ فعلیہ ہوا اور شرط ہوا-
فاَکْرَمْتُہُ – ف جزائیۃ ، اکرم فعل – ت ضمیر فاعل ، ہ ضمیر راجع زید کو اور عائد ہے- اس طرح یہ جملہ فعلیہ ہوا اور جزاء ہوا - شرط و جزاء مل کر جملہ فعلیہ خبریہ بنا – پھر یہ خبر بنا مبتدا زید کے لیئے اس طرح جملہ اسمیہ خبریہ حاصل ہوا-

س:- ن وقایہ سے کیا مراد ہے؟
ج:- ماضی مبنی علی الفتح ہوتی ہے- اب ہم نے " ي " متکلم کو مفعول بنایا ہے یعنی ہم کہیں گے " جاءِي " یعنی ہمزۃ پر کسرۃ آگیا حالانکہ ماضی مبنی علی الفتح ہوتی ہے- تو اس کو کسرۃ سے بچانے کے لیئے درمیان میں " ن " لے آتے ہیں یعنی کسرۃ منتقل ہو گیا حمزۃ سے " ن " پر یعنی " ن " نے ماضی کو کسرۃ سے " بچایا یعنی وقایہ "-

س:- جملہ ظرفیہ سے کیا مراد ہے؟
ج:- وہ جملہ جس میں زمان و مکان کا معنی پایا جائے-

س:- ظرف کتنی قسم پر ہے؟
ج:- دو اقسام پر- ظرف حقیقی اور ظرف مجازی-

س:- ظرف حقیقی سے کیا مراد ہے؟
ج:- وہ یہ ہے کہ جس میں زمانے یا مکان و جگہ کا معنی پایا جائے-

س:- ظرف مجازی سے کیا مراد ہے؟
ج:- کبھی کبھی جار مجرور کو بھی ظرف کہتے ہیں مگر یہ ظرف مجازی کہلاتا ہے-

س:- ظرف کی خصوصیت کیا ہے؟
ج:- ظرف متعلِق ہونا چاہتا ہے کسی کے-

س:- ظرف جس کے متعلِق ہوتا ہے اسے کیا کہتے ہیں؟
ج:- متعلَق-

س:- ظرف کتنی چیزوں کے ساتھ متعلِق ہو سکتیں ہی؟
ج:- آٹھ ، وہ یہ ہیں-
1) فعل 2) مصدر 3) اسم فاعل 4) اسم مفعول 5) صفت مشبہ 6) اسم تفضیل 7) مبالغہ کا صیغہ
8) اسم فعل

س:- اگر جملے میں ان آٹھوں میں سے کوئی نہ ہو تو ظرف کس سے متعلق ہوگا ؟
ج:- اس صورت میں محذوف نکالتے ہیں فعل یا صفت کا صیغہ یا اسم فاعل یا مفعول کا صیغہ وغیرہ-

س:- " زیدٌ خَلْفَكَ " کی ترکیب کریں-

ج:- زیدٌ – مبتدا
خلفك – خلف مضاف ، ك ضمیر مضاف الیہ ، اس طرح یہ ظرف ہو کر خبر ہوا- پھر مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔
چونکہ آٹھ چیزوں میں سے کوئی نہیں اس لیے ظرف کے لیئے محذوف نکالیں گے – جو کہ ثَبَتَ یا ثَابِتٌ وغیرہ ہوگا- چناں چہ اگر ثَبَتَ ہو تو فعل اور اس میں " ھو " ضمیر فاعل جو کہ " زیدٌ " کو راجع- اب " خلفك " سے متعلِق – فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر یہ خبر " زیدٌ " کے لیئے- ربط درمیان میں " ھو " ضمیر آئی-

س:- " عمرٌ فی الدارِ " کی ترکیب کریں-
ج:- عمرٌ – مبتدا
فی الدارِ – جار مجرور ظرف اور پھر خبر ہوا- مبتدا خبر جملہ اسمیہ ہوا-
اکثر علما فعل محذوف نکالتے ہیں – مثلاً وہ یہاں ثَبَتَ یا اِسْتَقَرَّا نکالیں گے- جار مجرور ظرف اکثر علما نحو کے نزد یک فعل کے متعلق ہوتا ہے اور وہ فعل اِسْتَقَرَّا ہے مثلاً " عمرٌ فی الدارِ " جو کہ اصل میں " عمرٌ اِسْتَقَرَّا فی الدارِ " ہے-

س:- کیا عائد کی ضمیر کو حذف کیا جا سکتا ہے؟
ج:- جی ہاں جب جملہ میں ضمیر ، " مِنْ " حرف جار کا مجرور ہو تو اس کو حذف کیا جا سکتا ہے-

س:- مثال سے واضح کریں-
ج:- " السمنُ مَنوانِ بِدرھمٍ " کی اصل " السمنُ مَنوانِ مِنهُ بِدرھمٍ " (گھی کے دو سیر ایک درہم کے بدلے)-
یعنی " منه " کو حذف کردیا گیا- یہ لفظاً حذف ہوتا ہے ترکیب کرتے وقت اس کو شامل کر لیتے ہیں-

س:- اگر نکرۃ کے بعد جار مجرور آجائے تو جار مجرور کی کیا حیثیت ہوگی؟
ج:- صفت کی حیثیت ہو گی-

س:- وہ کس طرح-
ج:- کیونکہ جارمجرور متعلِق ہو جائے گا " ثَبَتَ " سے ، یعنی جملہ بن جائے گا اور جملہ نکرۃ کے حکم میں ہوتا ہے- نکرہ کے لیئے نکرۃ صفت بن جاتی ہے-

س:- اگر نکرۃ کے بعد فعل آجائے تو فعل کی کیا حیثیت ہوگی؟
ج:- وہ بھی عموماً صفت بنے گی کیونکہ فعل جملہ بنتا ہے اور جملہ نکرۃ کے حکم میں ہوتا ہے-

س:- " السمنُ مَنوانِ مِنهُ بِدرھمٍ " کی ترکیب کریں-
ج:- السمنُ – مبتدا
مَنوانِ – موصوف و نکرۃ
مِنهُ – جار مجرور ، صفت ، نکرۃ اور متعلق ثَبَتَ- " ھا " ضمیر " سمن " کو راجع- اور یہ پورا عائد ہے جو حذ ف ہے- متعلق ثبت میں تا ضمیر " منوان " کو راجع- اور یہ فعل ہے اور پھر فاعل ہے- اور پھر جملہ فعلیہ ہے- اور پھر صفت-
بِدرھمٍ – جر مجرور متعلق ثبت- تا ضمیر راجع منوان کو اور پھر یہ شبہ جملہ ہو کر خبر-

" مَنوانِ مِنهُ " مبتدا ثانی ہو کر خبر " بِدرھمٍ " کے ساتھ مل کر جملہ اسمیہ اور پھر خبر ہوا مبتدا " السمنُ " کے لیئے-
" مَنوانِ " نکرۃ ہے اس لیئے مبتدا نہیں بن سکتا تھا مگر اس میں تحصیص بلوصف آگیا کیونکہ " مِنهُ " صفت بھی ہے-

س:- معرفۃ کے بعد جار مجرور آئے تو جار مجرور کی کیا حیثیت ہو گی؟
ج:- عموماً معرفۃ کے لیئے حال بنے گا-

س:- معرفۃ کے بعد فعل آئے تو فعل کی کیا حیثیت ہو گی؟
ج:- عموماً معرفۃ کے لیئے حال بنے گا-

س:- " البرُ الکرُ مِنهُ بِستینِ درہماً " (گندم ایک کُر ساٹھ درہم کا ہے) کی ترکیب کریں-

ج:- البرُ- معرفۃ و مبتدا

الکرُ- معرفۃ و مبتدا ثانی (دوسرے اجزا سے مل کر)

مِنهُ – عائد و محذوف – متعلق ثابت یعنی صیغۃ اسم فاعل- یعنی اب " الکر " فاعل ہو گیا- یعنی موصوف صفت مل کر مبتدا ہوا-

بِستینِ درہماً – " ستین " ممیز – درھما اس کی تمیز دونوں مل کر مجرور- جار مجرور مل کر پھر متعلق کرنا ہے- اور یہ متعلق ثبت سے- " ھو " ضمیر اس میں فاعل جو راجع " الکر " کو – تو یہ جملہ فعلیہ ہو کر " الکر " کے لیے خبر-

مبتدا ثانی اپنی خبر سے مل کر خبر جملہ اسمیہ ہو کر خبر بنا " البر " (مبتدا) کے لیئے یعنی جملہ اسمیہ خبر یہ حاصل ہو-

س:- مبتدا خبر میں کیا خبر مقدم آسکتی ہے؟

ج:- جی ہاں-

س:- " فی الدارِ زیدٌ " کی ترکیب کریں-

ج:- فی الدارِ- جار مجرور – جو کہ کبھی مبتدا نہیں بنتے- اگرچہ خبر بنتے ہیں متعلق ہو کر- اس کو ثبت سے جوڑ د یں گے- یعنی ثبت فعل ہو ضمیر اس میں فاعل جو راجع " زید " کو- اس کا مطلب ہوا کہ اضمار قبل از ذ کر آگیا- مگر جواب آسان ہے- " زید " مبتدا ہے اور اس کا رتبہ مقدم ہوتا ہے- جبکہ ثبت اپنے متعلق سے مل کر خبر بنے گا جس کا رتبہ موخر ہے-

یعنی جملہ فعلیہ خبر ہو کر مبتدا (زید) کے ساتھ جملہ اسمیہ ہوا-

س:- کیا مبتدا کے لیے کئی خبریں آسکتی ہیں؟

ج:- جی ہاں-

س:- " زیدٌ عالمٌ فاضلٌ عاقلٌ " کی ترکیب کریں-

ج:- زیدٌ – مبتدا

عالمٌ – اسم فاعل- " ھو " ضمیر راجع " زید " کو اور فاعل ہے- اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر شبہ جملہ ہو کر خبر اول- اسی طرح " فاضل " خبر ثانی اور " عاقل " خبر ثالث-

س:- کیا مبتدا مسند الیہ کے بجائے کسی اور کا صیغہ آسکتا ہے؟

ج:- صرف ایک قسم ہے جس میں مسند بہ (صفت) واقع ہوتا ہے مگر اس کی کچھ شرائط ہیں-

س:- وہ کتنی شرائط ہیں اور کون کون سی؟

ج:- تین شرائط ہیں-

1) صفت کا صیغہ ہو گا- مثلاً اسم فاعل ، اسم مفعول ، صفت مشبہ ، اسم تفضیل وغیرہ میں سے-
2) حرف نفی یا حرف استفہام کے بعد آئے گا-
3) اس صفت کے صیغہ نے اسم ظاہر کو رفع دیا ہو-

س:- مثال د یں-

ج:- " ما قائمٌ الزایدان " و " أ قائمٌ الزیدان " بخلاف " ما قائمانِ الزیدانِ "-

س:- " ما / أ قائمٌ الزیدان " کی ترکیب کریں-

ج:- ما / أ- حرف نفی- حرف استفہام-

قائمٌ- اسم فاعل و مبتدا-

زیدٌ- " قائمٌ " کے لیے فاعل ، قائم مقام خبر کے-

مبتدا و خبر مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا

س:- " ما قائمانِ الزیدانِ " کیوں مختلف ہے؟

ج:- اس میں نحوی مجبور ہیں دوسری قسم مبتدا کے لیے بنانے پر- اس مثال میں " ما " نفی ہے- " قائمان " تثنیہ صیغہ ہے اور " هما " ضمیر اس میں پوشیدہ ہے جو اس کا فاعل ہے اور " الزیدان " کی جانب راجع ہے-
" قائمانِ " ، " الزیدانِ " کو رفع نہیں دے رہا کیونکہ " قائمان " کا فاعل " هما " ضمیر ہے جو اس میں پوشیدہ ہے-

س:- مبتدا و خبر کا خاکہ بنائیں-
ج:- خاکہ اس طرح ہے-

فصل 4 - اِنَّ اور اس کے اخوات کی خبر
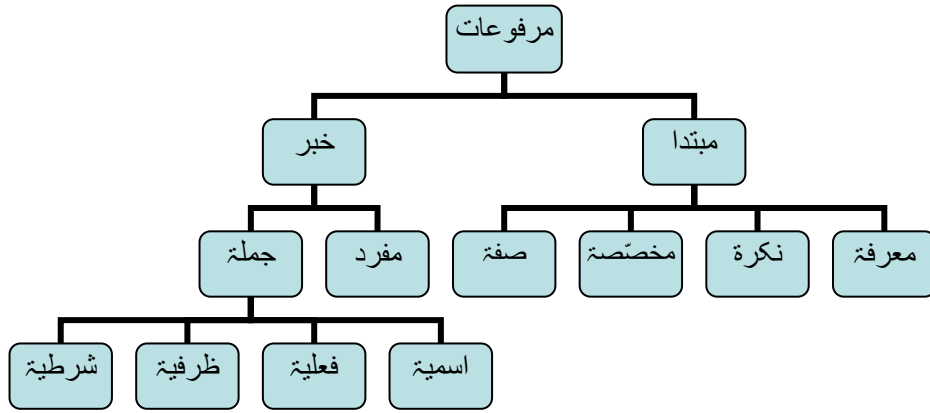
س:- اِنَّ کے اخوات کون کون سے ہیں؟
ج:- وہ اس طرح ہیں-
اَنَّ — عَلِمتُ اَنّ زیداً قائمٌ
کَأنَّ — کَأنَّ زیداً اسدٌ
لکنَّ — غابَ بکرٌ لکنَّ زیداً حاضِرٌ
لیتَ — لیتَ الشبابَ عائِدٌ
لعلَّ — لعلَّ السلطانَ حاضِرٌ

س:- انہیں مشبة بہ فعل کیوں کہا جاتا ہے؟
ج:- یہ اپنے اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں اور یہی عمل فعل کا بھی ہے کیونکہ فعل اپنے فاعل کو رفع اور مفعول کو نصب دیتا ہے- اسی مناسبت سے انہیں مشبة بہ فعل کہا جاتا ہے-

س:- کیا یہ افعال ہیں؟
ج:- نہیں بلکہ حروف ہیں-

س:- یہ کون سے جملہ پر داخل ہوتے ہیں؟
ج:- ہمیشہ جملہ اسمیہ پر-

س:- اِنَّ اور اس کے اخوات کا کیا عمل ہے؟
ج:- یہ حروف مبتدا اور خبر پر داخل ہوتے ہیں- مبتدا کو نصب اور خبر کو رفع د یتے ہیں-

س:- اِنَّ کے ساتھ جو خبر آتی ہے اسے کیا کہتے ہیں؟
ج:- اِنَّ کی خبر-

س:- " اِنَّ زیداً قائمٌ " کی ترکیب کریں-

ج:- اِنَّ – حرف مشبّۃ بہ فعل-
زیداً – " اِنَّ " کا اسم
قائمٌ – صیغہ اسم فاعل- " ھو " ضمیر جو " اِنَّ " کے اسم کو راجع-
اسم فاعل (قائمٌ) اپنے فاعل (زیداً) سے مل کر شبہ جملہ ہو کر " اِنَّ " کے لیے خبر بنا- اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیۃ خبریۃ ہوا-

س:- " اِنَّ " کی خبر کا کیا حکم ہے؟
ج:- اس کا حکم اس کے مفرد یا جملہ یا معرفۃ یا نکرۃ ہونے میں مبتدا کی خبر کے حکم جیسا ہے-

س:- کیا " اِنَّ " کی خبر کو اس کے اسم پر مقدم کرنا جائز ہے؟
ج:- نہیں مگر ایک صورت جائز ہے-

س:- وہ کون سی؟
ج:- " اِنَّ " کی خبر اگر ظرف ہو تو اسے مقدم کرسکتے ہیں مثلاً " اِنَّ فی الدارِ زیداً " مگر یہ ممکن نہیں " اِنَّ قائمٌ زیداً "-

س:- یہ ظرف مجازی ہوگا یا ظرف حقیقی؟
ج:- دونوں جائز ہیں-

س:- اگر " اِنَّ " کا اسم معرفۃ ہو یا نکرۃ ، کیا دونوں صورتوں میں خبر (جو ظرف ہے) کو مقدم کرنا جائز ہے؟
ج:- اگر " اِنَّ " کا اسم نکرۃ ہو تو واجب ہے اگر " اِنَّ " کا اسم معرفۃ ہو تو اختیار ہے-

س:- " اِنَّ " کا اسم نکرۃ کی مثال د یں-
ج:- اِنَّ فی الدارِ رجُلاً (یہ جائز ہے) ، اِنَّ رجُلاً فی الدارِ (یہ جائز نہیں ہے)-

فصل 5 – کانَ اور اُس کے اخوات کا اسم

س:- کان کے اخوات کون کون سے ہیں؟
ج:- 1) کانَ 2) صَارَ 3) اَصْبَحَ 4) اَمْسَی 5) اَضْحَی 6) ظَلَّ 7) بَاتَ 8) رَاحَ
9) آض 10) عَادَ 11) غَدا 12) مَازَالَ 13) ما بَرِحَ 14) مافَتِیءَ 15) ما اَنْفَكَّ
16) مَا دَامَ 17) لیس

س:- یہ افعال کس طرح کے جملہ پر داخل ہوتے ہیں؟
ج:- مبتدا و خبر پر-

س:- ان افعال کا عمل بیان کریں-
ج:- مبتدا کو رفع دیتے ہیں اور خبر کو نصب دیتے ہیں-

س:- اس مبتدا کو کیا کہیں گے؟
ج:- " کان " کا اسم-

س:- اس خبر کو کیا کہیں گے؟
ج:- " کانَ " کی خبر-

س:- " کانَ زیدٌ قائماً " کی ترکیب کریں-
ج:- کانَ – فعل از افعال ناقصہ

زیدٌ – مرفوع لفظاً " کان " کا اسم
زیدٌ – منصوب لفظاً ، اسم فاعل ، " ھو " ضمیر فاعل جو راجع " زیدٌ " کو- اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر شبہ جملہ ہو کر " کانَ " کی خبر- " کان " اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا-

س:- " کان " کی خبر کیا حکم ہے؟
ج:- " کان " کی خبر کو " کان " کے اسم پر مقدم کیا جاسکتا ہے مثلاً " کانَ قائماً زیدٌ "-

س:- کیا " کان " کی خبر کو افعال ناقصہ پر بھی مقدم کرسکتے ہیں؟
ج:- جی ہاں مگر پہلے گیارہ افعال میں (یعنی غدا تک) مثلاً " قائماً کانَ زیدٌ " یعنی جو افعال " ما " سے شروع ہوں ان میں خبر مقدم نہیں ہو سکتی اور " لیس " میں اختلاف ہے-

فصل 6 – " ما " و " لا " جو " لیس " کے مشابہ ہوتے ہیں کا اسم

س:- " ما و لا جو لیس کے مشابہ " سے کیا مراد ہے؟
ج:- یعنی جب " ما و لا " نفی کے معنی میں استعمال ہوں مثلاً " ما زیدٌ قائماً "-

س:- " ما و لا " جو لیس کے مشابہ ہیں ان کا عمل کیا ہے؟
ج:- ان کا اسم مرفوع اور خبر منصوب ہوتی ہے-

س:- اس اسم اور خبر کو کیا کہتے ہیں؟
ج:- " ما و لا " کا اسم اور " ما و لا " کی خبر-

س:- " لا رجُلٌ افْضَلَ مِنْكَ " کی ترکیب کریں- (مرد تجھ سے افضل نہیں)
ج:- لا – مشابہ لیس
رجُلٌ :- مرفوع لفظاً – " لا " کا اسم
افْضَلَ – منصوب لفظاً – اسم تفضیل – " ھو " ضمیر فاعل جو " لا " کے اسم کو راجع-
مِنْكَ - " مِن " جرف جار – " ك " ضمیر مجرور محلاً کیونکہ ضمیر مبنیات میں سے ہے- جار مجرور مل کر متعلق " افضل " سے-

" افضل " (اسم تفضیل) اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر شبہ جملہ ہو کر خبر ہوا " لا " کے لیے- " لا " اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا-

س:- افضلا کیوں نہیں کہا؟
ج:- کیونکہ اسم تفضیل غیر منصرف ہے- اس کے دو سبب وزن فعل اور صفت کا صیغہ ہے-

س:- " ما " اور " لا " کے استعمالات میں کیا فرق ہے؟
ج:- " لا " خاص ہے نکرۃ کے ساتھ - اور " ما " عام ہے معرفۃ کے و نکرۃ کے ساتھ-

فصل 7 – "لا " نفی جنس کی خبر

س:- " لا " نفی جنس سے کیا مراد ہے؟
ج:- یہ پوری جنس کی نفی کے لیے آتا ہے مثلاً " لا رجُلَ قائِمٌ " (کوئی مرد قائم نہیں ہے)

س:- " لا " نفی جنس کا عمل کیا ہے؟
ج:- اسم منصوب اور خبر مرفوع ہوتی ہے-

س:- مرفوعات کا خاکہ بنائیں-

ج:- خاکہ مندرجہ ذیل ہے-

- مرفوعات
  - الفاعل
  - نائب فاعل
  - خبر ان و اخواتها
  - اسم کان و اخواتها
  - اسم (ما و لا) مشابہ لیس
  - مبتدا
    - معرفة
    - نكرة مخصّصة
    - صفة
  - الخبر
    - مفرد
    - جملة
      - اسمية
      - فعلية
      - ظرفية
      - شرطية
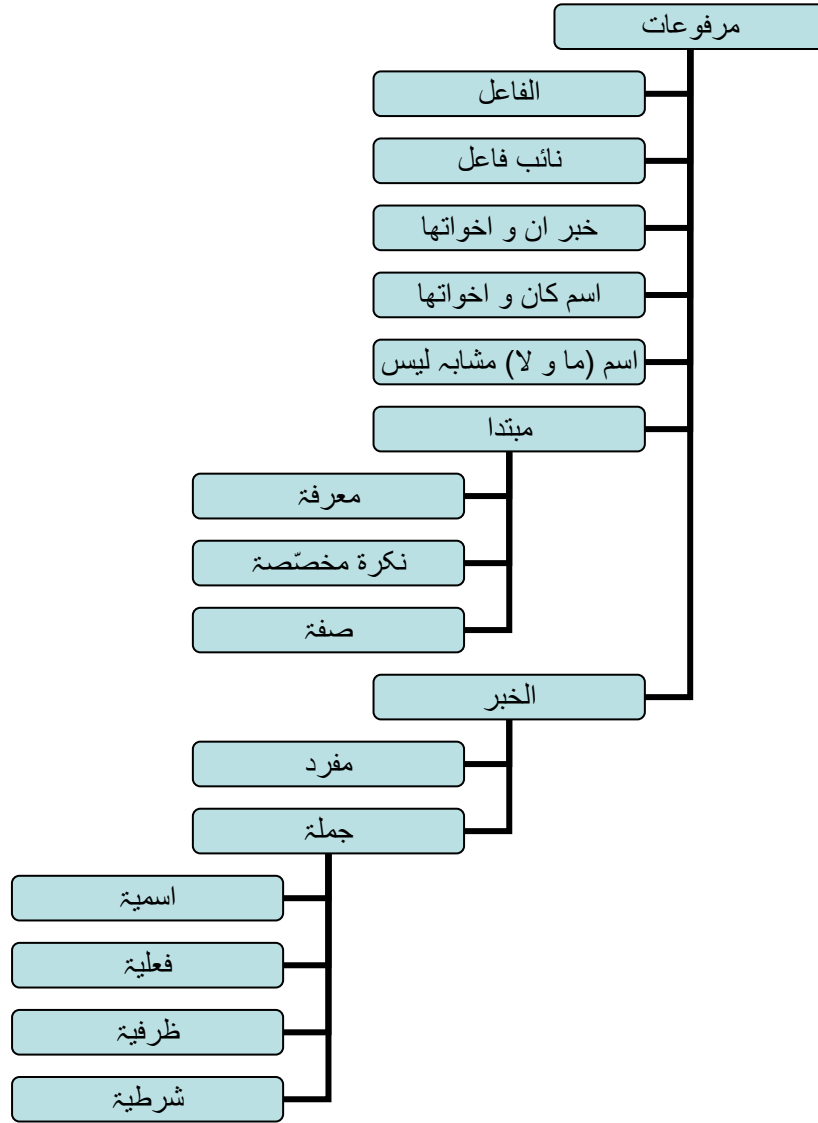
مقصد 2 – منصوبات

س:- منصوبات کی کتنی اقسام ہیں؟
ج:- یہ بارہ اقسام ہیں (جو بارہ فصلوں میں بیان کی گئی ہیں)

س:- ان میں سے مفاعیل کتنے ہیں؟
ج:- پانچ-

س:- وہ کون کون سے؟
ج:- 1) مفعول مطلق 2) مفعول بہ 3) مفعول فیہ 4) مفعول لہ 5) مفعول معہ

س:- باقی تمام اقسام کون سی ہیں؟
ج:- 6) حال 7) تمیز 8) مستثنی 9) اسم مشبہ بلفعل 10) خبر افعال ناقص 11) اسم لائے نفی جنس
12) خبر ما و لا جو مشابہ بلیس ہو

فعل 1 – مفعول مطلق

س:- مفعول مطلق سے کیا مراد ہے؟
ج:- یہ ایسا مصدر ہے جس سے پہلے اسی کے معنی کا فعل ہوتا ہے-

س:- اس کے واقع ہونے کے کتنے مقاصد ہیں؟
ج:- تین مقاصد ہیں-
1) تاکید کے لیے
2) نوع (قسم فصل) بیان کرنے کے لیے
3) عدد بیان کرنے کے لیے

س:- تاکید کی مثال دیں-
ج:-" ضَرَبْتُ ضَرْباً " میں " ضَرْباً " مفعول مطلق ہے یعنی " واقعی پٹائی کی ہے "-

س:- نوع کی مثال د یں-
ج:- جَلَسْتُ جِلْسَۃَ القاری (میں قاری کے بیٹھنے کی طرح بیٹھا)

س:- عدد بیان کی مثال دیں-
ج:- جَلَسْتُ جَلْسَۃً (ایک دفعہ بیٹھا)
جَلَسْتُ جَلْسَتَیْنِ (میں دو دفعہ بیٹھا)
جَلَسْتُ جَلْسَاتٍ (میں تین یا زیادہ دفعہ بیٹھا)

س:- ان مثالوں میں " جِلْسَۃَ " اور " جَلْسَۃً " آیا ہے اس کا کیا پس منظر ہے؟
ج:- یہ مصادر ہیں ، مندرجہ ذیل مصادر کے اوزان یاد رکھیں-
1) فِعْلَ (نوع بیان کرنے کے لیے آتا ہے)
2) فَعْلَ (عد د بیان کرنے کے لیے آتا ہے)
3) فُعْلَ (مقدار بیان کرنے کے لیے آتا ہے)

س:- کیا مفعول مطلق کا ما قبل فعل کے مادے یا باب سے ہونا ضروری ہے؟

ج:- جی نہیں مثلاً

انْبَتَ نباتاً (اس نے اگایا اگانا) مختلف ابواب-

قعدتُ جُلوساً (میں بیٹھا بیٹھنا) مختلف مادہ-

س:- کیا مفعول مطلق کے فعل کو حذف کرنا جائز ہے؟

ج:- جی ہاں-

س:- اس کی کتنی صورتیں ہیں؟

ج:- دو صورتیں ہیں-

1) حذف کرنا جہاں واجب ہو
2) حذف کرنا جہاں اختیار ہو

س:- وہ کون سی صورتیں ہیں جہاں فعل کو حذف کرنا واجب ہے؟

ج:- یہ سماعی ہیں-

1) " سَقْیاً " ، جو کہ ، " سَقاكَ اللہُ سقیاً " ہے (اللہ آپ کو سراب کرے سراب کرنا)
2) " شُكْراً " ، جو کہ ، " شكرتُكَ شكراً " ہے
3) حَمْداً ، جو کہ ، " حمْدتُك حمداً " ہے
4) دَعْیاً ، جو کہ ، " دعاكَ اللہُ دعْیاً " ہے (اللہ آپ کی حفاظت فرمائے حفاظت فرمانا)

س:- وہ کون سی صورتیں ہیں جہاں فعل کو حذف کرنا اختیاری ہے؟

ج:- اگر قرینہ (context) موجود ہو تو فعل کو حذف کرنے کا اختیار ہے مثلاً کسی آنے والے سے کہنا " خیرَ مَقْدَمٍ " جوکہ " قدِمْتَ قدُوماً خَیْرَ مقدمِ " (تیرا آنا بہتر ہو)

س:- " قدِمْتَ قدُوماً خَیْرَ مقد مِ " کی ترکیب کریں-

ج:- قدِمْتَ – قدم فعل – " ت " ضمیر فاعل ، مرفوع محلاً-

قدُوماً – منصوب لفظاً – موصوف

خَیْرَ – مضاف ، نکرۃ

مقدمِ – مضاف الیہ ، نکرۃ

مضاف ، مضاف الیہ (دونوں مل کر نکرۃ) مل کر صفت ہوا ، موصوف صفت مل کر مفعول مطلق ہوا کیونکہ " قُدُوم " ، " قدمت " سے ہے- تو" خیر مقدم " کو نہ دیکھو- صفت کی طرف نظر نہ ڈالو- یعنی مفعول مطلق کی بس صفت ذ کر ہوگئ ہے-

" خیر مقدم " مفعول ہے- موصوف محذوف کے اعتبار سے جو کہ " قدوماً " ہے- جو کہ " قدمتُ " کے معنی میں ہے-

س:- یہ قرینہ کتنی قسم کا ہو سکتا ہے؟

ج:- دو قسم پر-

1) قرینہ معنویہ حالیہ 2) قرینہ مقالیہ لفظیہ

س:- قرینہ معنویہ حالیہ کی مثال دیں-

ج:- خیرَ مَقْدَمٍ –

یہ اصل میں آنے والے کے لیے تھا اور اس طرح تھا ، " قدِمْتَ قدُوماً خَیْرَ مقد مِ " یہاں مخاطب کے حال کے قرینہ سے اولاً " قد مت " کو حذف کیا گیا ، کیونکہ اس کا آنے والا حال دلالت کرتا ہے ، کہ یہاں وہ فعل محذوف ہے جو اس کے آنے پر دلالت کرے پھر " قدوما " کو حذف کرکے اس کی صفت " خیر مقدم " کو اس کے قائم مقام کیا گیا-

س:- قرینہ مقالیہ لفظیہ کی مثال دیں-

ج:- جیسے " کَیْفَ ضَرَبْتَ " کا جواب " ضرباً شد یداً "

یہاں " ضربت " فعل محذوف ہے اور حذف کا قرینہ (context) سائل کا سوال ہے-

فصل 2 – مفعول بہ

س:- مفعول بہ سے کیا مراد ہے؟
ج:- وہ اسم جس پر فاعل کا فعل واقع ہو-

س:- واقع ہونے سے کیا مراد ہے؟
ج:- یعنی فعل کا متعلق ہونا اس چیز کے ساتھ کہ فعل بغیر اس کے نہ پایا جائے-

س:- مثال سے واضح کریں-
ج:- " ضرب زیدٌ عمراً " میں " عمر " مفعول بہ ہے-

س:- کیا یہ فاعل پر مقدم ہوسکتا ہے؟
ج:- جی ہاں مثلاً   " ضرب عمراً زیدٌ " –

س:- کیا فعل کو حذف کرسکتے ہیں؟
ج:- جی ہاں اگر صورت موجود ہو-

س:- وہ صورت کیا ہے؟
ج:- دو صورتیں ہیں-
1) جوازً حذ ف
2) وجوباً حذ ف

س:- جوازً حذف کی کیا صورت ہے؟
ج:- سائل کا جواب مثلاً
مَنْ اَضْرِبُ   (میں کس کو ماروں) ، جواب ، " زیداً "
أتُرِیْدُ مکۃَ   (کیا مکۃ کا ارادہ ہے) ، جواب ، " مکۃَ "

س:- وجوباً حذف کی کیا صورت ہے؟
ج:- اس کی چار اقسام ہیں-
1) سماعی
2) تحذیر (ڈرانا)
3) ما اُضْمِرَ عامِلہ
4) مُنادی

س:- سماعی سے کیا مراد ہے؟
ج:- جیسا عربوں سے سنا ہو-

س:- مثال د یں
ج:- " امراءً نفسہ " یعنی " أتْرك امراءً نفسہ " (اس کو اور اس کی جان کو چھوڑ)
" انتہوا خیرا لکم "
" اہلاً و سہلاً " یعنی " اتیت اہلاً وطِئِیْتَ سہلاً "

س:- تحذیر سے کیا مراد ہے؟
ج:- جب ڈرانے کے لیے کو جملہ کہا جائے ، یہاں " اِتّقِ " محذوف مانا جائے گا-

س:- مثال سے واضح کریں-
ج:- " اِیاكَ والاسد " یعنی " اِتّقِ نفسكَ اَنْ الاسد و اِتّقِ الاسد اَنْ نفسكَ "
" الجِدَارُ الجِدَارُ " یعنی " اِتّقِ الجدار " (دیوار گرنے سے بچو)

س:- ما اضْمِرَ عامِلہ سے کیا مراد ہے؟
ج:- وہ اسم جس کے عامل یعنی فعل کو اس وجہ سے حذ ف کر دیا گیا ہو، کہ اس اسم کے بعد ایک فعل مذ کور ہے جو اس فعل محذوف کی تفسیر ہو-

س:- مثال د یں-
ج:- " زیداً ضربتہ "

س:- مگر اس مثال میں " ضربتُ " ، " زید " کو نصب دے رہا ہے-
ج:- ہرگز نہیں ، کیونکہ " ضربتُ " میں ، " ہُ " ، مفعول ہے ، " ضربتُ " کے لیئے-

س:- ایسے میں جملہ کس طرح ہوگا-
ج:- " ضربتُ زیداً ضربتُہُ "-

س:- اس کی وضاحت کریں-
ج:- " ضربْتُ " کو حذف کر دیا کیونکہ دوبارہ " ضربتُ " آرہا ہے ، یعنی تفسیر آرہی ہے ، (" ھا " ضمیر زید ہی کو راجع ہے) پہلا " ہو " ، " مُفسَّر " دوسرا ہوا " مُفسِّر " ، ثانی نے اول کی تفسیر بیان کردی-

س:- منادی سے کیا مراد ہے-
ج:- یہ وہ اسم ہے جس کو حرف ندا داخل کرکے بلایا گیا ہو- " یا عبدَ اللہ "-

س:- حرف ندا کس کے قائم مقام ہوتا ہے؟
ج:- " ادعو " کے-

س:- حروف ندا کتنے اور کون کون سے ہیں؟
ج:- یا ، اَیا ، ھیّا ، ای ، ہمزۃ مفتوحۃ-

" اَیا " اور " ھیّا " بعید کے لیے - " ای " اور " ہمزۃ مفتوحۃ " قریب کے لیے - " یا " قریب اور بعید دونوں کے لیے ہے-

س:- منادی کتنی اقسام پر پایا جاتا ہے؟
ج:- یہ پانچ اقسام پر ہے-
1) منادی مفرد معرفۃ ہو-
2) منادی پر لام استغاثہ داخل ہو-
3) منادی مضاف ہو-
4) منادی نکرۃ غیر معینہ ہو-
5) منادی معرف بالام ہو-

س:- منادی مفرد معرفۃ ہو تو کیا حکم ہے؟

ج:- تو منادی علامت رفع پر مبنی ہوگا جیسے ضمہ یا ضمہ کی طرف دوسری علامتیں مثلاً الف اور واؤ وغیرہ- جیسے " یا زیدُ " ، " یا رجُلُ " ، " یا زیدان " ، " یا زیدون "-

س:- منادی مفرد معرفۃ میں " مفرد " سے کیا مراد ہے؟
ج:- لفظ " مفرد " چار چیزوں کے مقابلے میں آتا ہے (یعنی احتراز ہوگا)-
1) مرکب سے احتراز ہونا
2) تثنیہ و جمع سے احتراز ہونا
3) جملہ سے احتراز ہونا
4) مضاف و شبہ مضاف سے احتراز ہونا
پس اس تعریف میں " مفرد " سے مراد " 4 " سے احتراز ہے یعنی مضاف و شبہ مضاف نہ ہو-

س:- اس تعریف میں معرفۃ سے کیا مراد ہے؟
ج:- معرفۃ میں دو صورتیں یاد رکھیں-
1) " یا زیدُ " ، یہاں " زید " قبل ندا بھی معرفۃ تھا اور " یا " داخل ہونے کے بعد بھی معرفۃ ہے-
2) " یا رجلُ " ، یہاں " رجل " ، " یا " داخل ہونے کے بعد معرفۃ بنا-
پس اس تعریف میں معرفۃ سے مراد دونوں صورتیں ہیں-

س:- منادی پر لام استغاثہ داخل ہو تو کیا حکم ہے؟
ج:- منادی کو جر دیا جاتا ہے مثلاً " یا لَزیدٍ "-

س:- منادی پر الف استغاثہ داخل ہو تو کیا حکم ہے؟
ج:- منادی کو نصب د یا جاتا ہے مثلاً " یا زیدًا "-

س:- کیا دونوں استغاثہ ساتھ آسکتے ہیں؟
ج:- جی نہیں کیونکہ ایک جر دیتا ہے اور دوسرا نصب-

س:- الف استغاثہ کس صورت میں استعمال ہوتا ہے؟
ج:- تکلیف کے اظہار کے لیے کبھی " ہ " آخر میں لگاتے ہیں اور اسی طرح آواز اور زیادہ کھنچنے کے لیے مثلاً " یا زیداہ "-

س:- اگر عمر تکلیف میں ہو اور خالد زید کو عمر کے لیے آواز دے تو تینوں کی نشان دہی کے لیے کیا الفاظ استعمال ہونگے؟
ج:- (مُسْتَغیث ، خالد) ، (مُستَغاث ، زید) ، (مُسْتَغاث لَہُ ، عمر)-

س:- منادی مضاف یا شبہ مضاف ہو تو کیا حکم ہے؟
ج:- منادی کو نصب دیں گے مثلاً "یا عبدَ اللہ" مضاف اور مشابہ مضاف کی مثال " یا طالعًا جَبَلاً " (اے پہاڑ پر چڑھنے والے)-

س:- شبہ مضاف سے کیا مراد ہے؟
ج:- وہ کلمہ جو اپنی مراد بیان کرنے میں غیر کا محتاج ہو ، کو مشابہ مضاف کہتے ہیں یعنی جس کے معنی دوسرے کے ملائے بغیر سمجھ نہ آئیں اور نہ تام ہو-

س:- منادی نکرہ غیر معینہ ہو تو کیا حکم ہے؟
ج:- منادی کو نصب دیا جائے گا-

س:- مثال سے وا ضح کریں-
ج:- مثلاً نابینا آواز دے " یا رَجُلاً خُذْ بیدی " (اے مرد میرا ہاتھ پکڑ) یعنی نابینا کو نہیں پتہ کون مرد-

س:- یہاں معین اور غیر معین سے کیا مراد ہے؟
ج:- یعنی نابینا کو نہیں پتہ کون مرد ، یعنی وہ غیر معین ہے جبکہ اگر ہم کہیں " یا رجلٌ " تو یہ " رجل " معین ہے ، گرچہ نکرہ ہے-

س:- منادی معرف بالام ہو تو کیا حکم ہے؟
ج:- اگر معرف بالام کو ندا دینی ہو تو بیچ میں " ایُھَا " مرد کے لیے اور " ایَتُھا " عورت کے لیے آجائے گا مثلاً " یا ایُھا الرجلُ " ، " یا ایَتُھا المراۃُ "- یاد رہیں " ایُھا " اور " ایَتُھا " ، " یا " کے ساتھ آتے ہیں-

س:- کیا یہاں "ھا " ضمیر ہے؟
ج:- نہیں یہ بس تثنیہ ہے-

س:- منادی میں ترخیم سے کیا مراد ہے؟
ج:- ترخیم کا مطلب ہے نرمی لینا ، منادی کے آخر کے ایک یا دو حروف کو حذف کرنے کو ترخیم کہتے ہیں-

س:- مثال د یں-
ج:- 1) مالک کے لیے ، یا مال 2) منصور کے لیے ، یا منصُ 3) عثمان کے لیے ، یا عثم

س:- ترخیم کی کیا ضرورت پڑتی ہے؟
ج:- یہ اس لیے کرتے ہیں جب بلانے کا اصل مقصد کچھ اور ہو مثلاً یا مال پانی لے آ ، تو اصل میں " پانی لے آ " مقصد تھا تو ندا کو جلدی سے گزار دیا-

س:- منادی مرخم (جس میں ترخیم کی گئی ہو) کا کیا حکم ہے؟
ج:- جائز ہے کہ آخر حرف پر اس کی اصل حرکت رہنے دیں یا ضمہ لے آئیں-

س:- مثال دیں-
ج:- یا حارث سے " یا حارُ" ، " یا حارِ" دونوں ٹھیک ہیں-

س:- حروف ندا میں سے مندوب پر استعمال کر سکتے ہیں؟
ج:- جی ہاں-

س:- مندوب سے کیا مراد ہے؟
ج:- مندوب وہ ہے جس کی وجہ سے رنج کیا جائے-

س:- کن حروف کے ذریعے مندوب ہوگا؟
ج:- " یا " کے ذریعے اور " واؤ " کے ذریعے-

س:- مثال د یں-
ج:- " یا زیداہ " ، " وا زیداہ " (آخر میں آواز کو کھینچیں)-

س:- کیا " واؤ " مندوب کے ساتھ خاص ہے؟
ج:- جی ہاں-

س:- کیا " یا " مندوب کے ساتھ خاص ہے؟
ج:- نہیں یہ مندوب اور ندا دونوں کے ساتھ آتا ہے-

س:- مندوب کا کیا حکم ہے؟

ج:- اس کا حکم معرب و مبنی ہونے میں منادی کے حکم کی طرح ہے-

س:- " واؤ " اور " یا " کی استعمال میں کیا فرق ہے؟
ج:- " واؤ " اس غم پر بولا جائے گا جس میں کوئی چیز کے نہ ہونے کا غم ہو-

فصل 3- مفعول فیہ

س:- مفعول فیہ سے کیا مراد ہے؟
ج:- یہ وہ اسم ہے جس میں فاعل کا فعل واقع ہو، خواہ زمان ہو یا مکان اور اس کا نام ظرف ہے-

س:- مثال د یں-
ج:- " ضربتُ زیدًا فی المسجدِ الیومَ " (زمان و مکان ظرف ہیں)-

س:- ظرف کی کتنی قسمیں ہیں؟
ج:- دو- ظرف زمان و ظرف مکان پھر ہر ایک کی دو دو قسمیں ہیں-

س:- ظرف زمان کی دو قسمیں کون سی ہیں؟
ج:- ظرف زمان معین مثلاً یوم ، شہر ، سنہ ، ہفتہ ، (حد ہوگی) اور ظرف زمان مبہم مثلاً د ہر، وقت ، حین ، (حد نہیں ہوگی)

س:- ظرف مکان کی دو اقسام کون سی ہیں؟
ج:- ظرف مکان معین مثلاً مسجد ، دار ، جماعت ، کمرہ ، لاہور ، (حد ہے) اور ظرف مکان مبہم مثلاً سامنے ، اوپر ، نیچھے ، پیچھے (حد نہیں ہے)-

س:- مندرجہ بالا چار اقسام میں " فی " کس کے ساتھ آئے گا؟
ج:- حرف " ظرف مکان معین " کے ساتھ ، اور یہ مجرور ہوگا-

س:- باقی تین کے لیے کیا حکم ہے؟
ج:- باقی ساروں میں " فی " کا معنی مقدّر ہوگا اور منصوب ہونگے-

س:- تمام کی مثالیں د یں-

ج:- انا جالسٌ فی المسجدِ	(ظرف مکان معین)
جلستُ خلفك/امامك	(ظرف مکان مبہم)
قُمْتُ دہراً	(ظرف زمان مبہم)
سافرْتُ شہراً	(ظرف زمان معین)

فصل 4 – مفعول لہ

س:- مفعول لہ سے کیا مراد ہے؟
ج:- یہ وہ اسم ہے جس کی وجہ سے وہ فعل واقع ہو جو اس اسم سے پہلے مذکور ہے مثلاً " ضربتُ زیداً تادیباً " (میں نے زید کو ادب سکھانے کے لیے مارا)-

س:- یہاں اسم مفعول لہ کو نصب کیوں دیا گیا ہے؟
ج:- لام کی تقدیر کے ساتھ-

س:- مفعول لہ کی تعریف کی ذرااور وضاحت کریں-

ج:- مفعول لہ اپنے سے پہلے مذ کور فعل کے واقع ہونے کی وجہ بیان کرے مذکورہ مثال میں تادیبا وہ اسم ہے- چونکہ لام وجہ بتانے کے لیے آتا ہے اس لیے لام کا معنی یہاں مقدّر ہوگا-

س:- مفعول لہ کی کتنی اقسام ہیں؟

ج:- دو اقسام ہیں-

س:- کون کون سی؟

ج:- وہ یہ ہیں-

1) فعل سبب بنے مفعول لہ کا (معناً، ترکیب کی بات نہیں ہے)-   مثلاً " ضربتُ زیداً تادیباً " ، ضرب پہلے آیا پھر ادب آیا-
2) مفعول لہ سبب بنے فعل کا ، مثلاً " قعد تُ عن الحرب جُبناً " (بیٹھ رہا میں لڑائی میں بزدلی کی وجہ سے) ، بزدلی پہلے آئی اور بیٹھنا بعد میں-

فصل 5 – مفعول معہ

س:- مفعول معہ سے کیا مراد ہے؟

ج:- یہ وہ اسم ہے جو " واؤ " کے بعد ذکر کیا جائے جو کہ مع کے معنی میں ہو اور فعل کے معنی کے مصاحبت کے معنی میں ہو-

س:- مثال کے ساتھ وضاحت کریں-

ج:- " جاءنی زیدٌ و عمراً " یہاں سننے والے کو پتہ چل جائے گا کہ زید اور عمر ایک وقت میں آئے ، ایک زمانے میں اور ساتھ ساتھ آئے- اس جملے کا مطلب ہے (میرے پاس زید ، عمر کے ساتھ آیا)

" جاءنی زیدٌ و عمرٌ " یہاں دونوں ساتھ بھی آسکتے ہیں اور الگ الگ بھی آسکتے ہیں مگر سننے والے کو اندازہ نہیں ہوگا- اس جملے کا مطلب (میرے پاس زید اور عمر آئے)-

س:- مصاحبت کا کیا مطلب ہے؟

ج:- اس کا معنی ہے اکھٹے یا جمع ہو کر-

س:- مثال د یں

ج:- جاء البرد و الجبات   (سردی چادر کے ساتھ آئی)
جئتُ انا و زیداً   (میں آیا ، ساتھ میں زید بھی)
جئتُ انا و زیدٌ   (میں اور زید آئے)

س:- آخر کی دو مثالوں میں " انا " کیوں آیا؟

ج:- یہ بحث عطف " و " وغیرہ اور مفعول لہ دونوں کے لیے ہے-
ضمیر مرفوع متصل (فعل کے ساتھ جو ہو جیسے " تُ ") مرفوع ہے کیونکہ فاعل ہے اور فعل کے ساتھ متصل ہے- اب اگر میں ضمیر مرفوع متصل پر عطف (حرف عطف لانا) کرنا چاہتا ہوں تو " جِئتُ و زیداً " مگر یہ جائز نہیں کیونکہ ضمیر متصل کمزور ہوتی ہے- (یعنی وہ اکیلی نہیں رہ سکتی یعنی فعل کے بغیر نہیں آسکتی) جبکہ " زید " قوی ہے اور اکیلے آسکتا ہے یعنی قوی کا عطف کمزور سے کرنا چاہیں تو یہ جائز نہیں- طاقتور بنانے کے لیے ضمیر مرفوع مفصل لے آؤ یعنی " جئتُ انا و زیداً "-

س:- " جئتُ انا و زیداً " کی ترکیب کریں-

ج:- جئتُ – جاء فعل ، ت ضمیر مرفوع موکد
انا – تاکید ، موکد تاکید مل کر معطوف علیہ

و- حرف عطف
زیداً- معطوف

معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر " جاء " کے لیے فاعل ، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہوا-

س:- مفعول معنہ میں " و " کے بارے میں کیا بات یاد رکھنے کی ہے؟
ج:- یہاں " و " مع کے معنی میں ہوتا ہے اس کے علاوہ " و " حروف عطف میں بھی آتا ہے مثلاً " و " ، " او " ، " ف " وغیرہ-

س:- اگر " و " مع میں ہو یا عطف میں تو کتنی صورتیں بنیں گی؟
ج:- چار
1) اگر فعل لفظوں میں ہے اور عطف بھی جائز ہے-
2) اگر فعل لفظوں میں ہے اور عطف بھی جائز نہیں ہے-
3) اگر فعل معناً ہو اور عطف جائز ہو-
4) اگر فعل معناً ہو اور عطف جائز نہ ہو-

س:- اگر فعل لفظوں میں ہے اور عطف بھی جائز ہے تو کیا حکم ہے؟
ج:- اختیار ہے عطف کردیں یا مفعول معہ بنا دیں مثلاً " جئت انا و زیدٌ / زیداً "-

س:- اگر فعل لفظوں میں ہے اور عطف جائز نہیں ہے تو کیا حکم ہے؟
ج:- تو صرف مفعول معہ بنے گا مثلاً " جئت و زیداً " (عطف جائز نہیں کیونکہ ضمیر مرفوع متصل اکیلی ہے)-

س:- اگر فعل معناً ہو اور عطف جائز ہو تو کیا حکم ہے؟
ج:- تو پھر عطف کر دیں کیونکہ عامل (فعل) موجود نہیں تو مفعول معہ نہیں ہوسکتا مثلاً " ما لزیدٍ وعمرٍ " (کیا ہوا زید اور عمر کو)

س:- اگر فعل معناً ہو اور عطف جائز نہ ہو تو کیا حکم ہے؟
ج:- مفعول معہ کر دیں مثلاً " ما لك و زیداً " –
(ضمیر " ك " مجرور متصل ہے- جبکہ اس کے برابر کوئی ضمیر مجرور مفصل کا کوئی وجود نہیں یعنی مجرور متصل کا استعمال ما قبل کے ساتھ بڑا قوی ہوتا ہے گویا کہ یہ جز کلمہ ہے اور جز کلمہ پر عطف نہیں ہوتا)

س:- مفاعیل خمسۃ کا خاکہ بنائیں-
ج:- خاکہ اس طرح ہے-

مفاعیل خمسۃ
- مطلق
- بہ
- معہ
- لہ
- فیہ
  - ظرف
    - ظرف الزمان
      - مبھم
      - محدود
    - ظرف المکان
      - مبھم
      - محدود
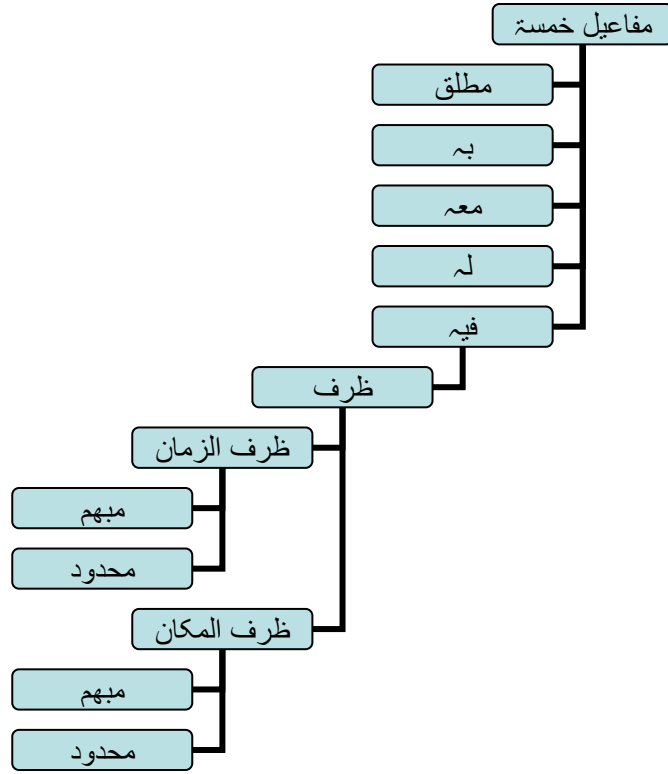
فصل 6 – حال

س:- حال سے کیا مراد ہے؟
ج:- یہ فاعل یا مفعول کی ہیت کو بیان کرتا ہے یا دونوں کی مثلاً
جاءنی زیدٌ راکباً (آیا میرے پاس زید اس حالت میں کہ وہ سواد تھا)
ضربتُ زیداً مشدوداً (مارا میں نے زید کو اس حالت میں کہ وہ بندھا ہوا تھا)
لقیتُ عمراً راکبین (ملامات کی میں نے عمر سے کہ ہم دونوں سوار تھے)

س:- " راکباً " حال ہے فاعل سے یا مفعول سے؟
ج:- فاعل سے-

س:- " مشدوداً " حال ہے فاعل سے یا مفعول سے؟
ج:- مفعول سے-

س:- " ھذا زیدٌ قائماً " میں کیا " قائماً " حال ہے؟
ج:- " ھذا زیدٌ " مبتدا خبر ہے معنی کے اعتبار سے ، " زید " مفعول بھی ہے چناں چہ " قائماً " حال ہے کیونکہ " زید " معنی کے اعتبار سے مفعول ہے-

س:- تو کیا فاعل یا مفعول معنی کے اعتبار سے بھی ہوتا ہے؟
ج:- جی ہاں-

س:- حال کسی بھی چیز کی ہیت بیان کرنے کے لیے استعمال ہوسکتا ہے؟
ج:- صرف ابن مالک کے مطابق ، ورنہ صرف مفعول اور فاعل کے لیے ہوگا

س:- " جاءنِی زیدٌ راکباً " کی ترکیب کریں-
ج:- جاءنِی – " جاء " فعل ، ن وقایہ ، ي ضمیر منسوب محلاً ، مفعول بہ

زیدٌ – مرفوع لفظاً – ذوالحال
راکباً – منسوب لفظاً ، اسم فاعل ، " ھو " ضمیر اس کا فاعل جو راجع ذوالحال کو ، صیغۃ اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر شبہ جملہ ہوکر حال ، ذوالحال اپنے حال سے مل کر فاعل ، فعل اپنے فاعل اور مفعول سے مل کر جملہ فعلیہ-

س:- اگر فاعل معنوی ہو " زیدٌ فی الدارِ قائماً " کی ترکیب کریں-
ج:- (زید ٹھرا ہوا ہے گھر میں اس حال میں کہ وہ قائم ہے)
زیدٌ – مرفوع لفظاً مبتدا
فی – حرف جار
الدارِ – مجرور لفظاً
جار مجرور مل کر متعلق ثابت – " ھو " ضمیر اس کے اندر مبتدا زید کو – یعنی یہ " ھو " ضمیر ذوالحال ہے- یعنی زید بھی معنی کے اعتبار سے فاعل ہوگیا-
قائماً – حال

س:- حال پر عامل فعل ہوتا ہے یا معنی فعل ہوتا ہے؟
ج:- دونوں- (حال منصوب ہوجاتا ہے)

س:- معنی فعل سے کیا مراد ہے؟
ج:- اس سے مراد اسم فاعل ، اسم ، اسم مفعول ، صفت مشبۃ ، فعل التفضیل اور مصدر ، جار مجرور اور اسماء افعال اور وہ چیز جس سے فعل کے معنی اخذ کئے جا سکتے ہوں- جیسے ندا حرف تنبیہ ، اسماء اشارۃ ، حرف تمنی ، حرف ترجی وغیرہ-

س:- حال معرفۃ ہوتا ہے یا نکرۃ ؟
ج:- نکرۃ

س:- اگر معرفۃ آجائے تو؟
ج:- تاویل کرکے اسے نکرۃ بنالیں گے مثلاً " جاءنی زیدٌ وحدہ "

س:- " جاءنی زیدٌ وحدہ " کی ترکیب کریں-
ج:- جاءنی – جاء فعل ، ن وقایہ ، " ي " ضمیر مفعول
زیدٌ – ذوالحال
وحدہ – منصوب مضاف ، " ہ " ضمیر مضاف الیہ ، دونوں مل کر حال " زید " سے-
اشکال پیدا ہوتا ہے کہ مضاف ، مضاف الیہ مل کر معرفۃ ہوتا ہے- تاویل کرنگے " وحدہ " بمعنی منفرداً کے لیے- منفرداً نکرۃ ہے-

س:- ذوالحال معرفۃ ہوتا ہے یا نکرۃ ؟
ج:- معرفۃ

س:- اگر ذوالحال نکرۃ ہو تو ؟
ج:- تو حال کا مقدم کرنا واجب ہوگا مثلاً " جاءنی راکباً رجلٌ " (میرے پاس آیا سوار ہو کر مرد)

س:- مقدم کرنے کی کیا وجہ ہے ؟
ج:- تاکہ التباس نہ ہو ، نصب کی حالت میں ، جیسے ، " رائیتُ رجلاً راکباً " ، اس مثال میں " راکباً " ، " رجلاً " کی صفت ہے- حالانکہ ، " جاءنی راکباً رجلٌ " ، میں التباس نہیں ہے مگر سب کو ایک ہی ضابط میں کرنے کے لیئے حال کو مقدم کرنا واجب کیا-

س:- کیا حال جملہ خبریہ ہو سکتا ہے؟
ج:- جی ہاں مثلاً ، " جاء نی زیدٌ و غُلامُہٗ راکبٌ " –

س:- " جاء نی زیدٌ و غُلامُہٗ راکبٌ " کی ترکیب کریں-
ج:- جاء نی – فعل ، " ن " وقایہ ، " ي " ضمیر محلاً مفعول –
زیدٌ – مرفوع لفظاً ، ذوالحال -
و - حالیہ (یہ حال پر کبھی کبھی آتا ہے)
غُلامُہٗ – غلام مرفوع لفظاً ، مضاف ، " ہ " ضمیر مجرور محلاً – مضاف الیہ (ضمیر مرفوع نظر آرہی ہے مگر یہ ما قبل ضمیر کی وجہ سے ہے)- مضاف ، مضاف الیہ مل کر مبتدا-
راکبٌ – صیغہ اسم فاعل ، " ھو " ضمیر فاعل جو راجع غلام (مبتدا) کو- اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر شبہ جملہ ہو کر خبر-
مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ ہو کرمنسوب محلاً حال ہوا- ذوالحال اپنے حال سے مل کر فاعل ، فعل اپنے فاعل اور مفعول سے مل کر جملہ فعلیہ ہوا-

س:- " جاء نی زیدٌ یرکبُ غلامہٗ " کی ترکیب کریں-
ج:- جاء نی زیدٌ – فعل ، " ن " وقایہ ، " ي " ضمیر محلاً مفعول –
زیدٌ – مرفوع لفظاً ، ذوالحال -
یرکبُ – فعل
غلامہٗ – غلام مرفوع لفظاً مضاف ، " ہ " ضمیر مجرور محلاً مضاف الیہ ، دونوں مل کر فاعل " یرکب " کے لیے-
" یرکب " فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر حال – ذوالحال اپنے حال سے مل کر فاعل ، فعل اپنے فاعل مفعول سے مل کر جملہ فعلیہ ہوا-

س:- کیا حال کا عامل حذف کرنا جائز ہے؟
ج:- جی ہاں اگر قرینہ (context) موجود ہو مثلاً مسافر سے کہیں ، " سالماً غانماً " (تم سلامتی کے ساتھ کامیاب ہو کر واپس آؤ) ، اصل میں یہ اس طرح ہے- " ترجعُ سالماً غانماً " (مگر " ترجع " کو حذ ف کردیا گیا ہے)-

س:- " ترجعُ سالماً غانماً " کی ترکیب کریں-
ج:- قرینہ – مسافر کا جانا قرینہ ہے-
ترجعُ – فعل " انت " ضمیر فاعل مرفوع محلا ذوالحال
سالماً – اسم فاعل ، " انت " ضمیر (ضمیر موقع کے حساب سے نکالتے ہیں) ، فاعل ، حال
غانماً – (مذ کورہ بالا "سالما " کی وضاحت دیکھیں)
یہاں دو حال ہیں ، ذوالحال اپنے دونوں حالوں سے مل کر فاعل ہوا- فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ لفظاً انشائیہ معناً-

فصل 7 – تمیز

س:- تمیز سے کیا مراد ہے؟
ج:- یہ ایسا نکرۃ ہے جس کو مقدار کے بعد ذکر کیا جاتا ہے-

س:- کُل کتنی اقسام کی مقداریں ہیں؟
ج:- پانچ قسموں کی-
1) عدد
2) کیَل (حجم ناپنا)
3) وزن
4) مساحت (پیمائش جیسے کپڑا)
5) اندازہ

س:- تمیز کا کیا فائدہ ہے؟

ج:- یہ ابہام کو دور کرتی ہے ، مثلاً دو لیٹر کہنے سے کچھ پتہ نہیں چلتا یہ دودھ بھی ہوسکتا ہے اور پانی بھی مگر کہا جائے دو لیٹر دودھ تو ابہام دور ہوگیا- مثلاً

" عندي عِشرون دِرہماً و قفیران برّاً " (میرے پاس بیس درہم ہیں اور دو قفیر گیہوں ہے)

" منوان سمناً " (دو سیر گھی)

" جریبان قطناً " (دو جریب کپاس) ، جریب قطع زمین ناپنے کا آلہ

" علی التمرۃ مثلُھا زُبْداً " (کھجور پر اسی جتنا مکھن ہے)

س:- کیا تمیز غیر مقدار پر آسکتی ہے؟

ج:- جی ہاں ، مثلاً " ھذا خاتمٌ حدیداً یعنی " حدیداً " لانے سے ابہام دور ہوگیا ، اسی طرح " ھذا سوارٌ ذھباً " (یہ کنگن سونے کا ہے)-

س:- غیر مقدار پر تمیز آئے تو کیا کوئی اور حکم بھی آسکتا ہے؟

ج:- جی ہاں ، اکثر تمیز کو کسرۃ دے دیتے ہیں- یعنی اضافت نے آتے ہیں- مثلاً " ھذا خاتمٌ حد یدٍ " ، " ھذا سوارٌ دھبٍ "-

س:- اس کے علاوہ تمیز کس صورت میں واقع ہوسکتی ہے؟

ج:- کبھی کبھی یہ جملے کے بعد ابہام کو دور کرنے کے لیے واقع ہوتی ہے مثلاً

" طاب زیدٌ نفساً " (زید خوش ہوا اپنے نفس کے لحاظ سے)

" نفساً " نے اس ابہام کو دور کر د یا- اپنے آپ خود بخود خوش ہوا یا سبب علم کے خوش ہوا یا سبب والد کے اس کو خوشی ہوئی-

فصل 8 – مستثنی

س:- مستثنی سے کیا مراد ہے؟

ج:- وہ لفظ ہے جو " الاّ " اور اس کے اخوات کے بعد ذکر کیا گیا ہو تاکہ جان لیا جائے کہ اس کی جانب وہ چیز منسوب نہیں جو اس کے ما قبل کی جانب منسوب کی گئی ہے-

س:- استثنی کے لیے کون کون سے الفاظ استعمال ہوتے ہیں؟

ج:- 1) اِلّا 2) خلا 3) عدا 4) ما خلا 5) ما عدا 6) لیس 7) لا یکون 8) غیرُ 9) سِوی 10) سَوأ 11) حاشا

س:- مستثنی کی کتنی قسمیں ہیں؟

ج:- متصل اور منقطع

س:- مستثنی متصل سے کیا مراد ہے؟

ج:- وہ مستثنی ہے کو " اِلّا " و اخوات کے ذریعے متعدد (ما قبل) سے خارج کیا گیا ہو-

س:- مثال سے وضاحت کریں-

ج:- مثلاً " جاء نی القوم اِلّا زیداً " ، قوم ایک جماعت ہے جس میں سے بہت سے انسان کے افراد شامل ہیں ان میں سے ایک فرد زید بھی ہے- کلام میں " اِلّا " زید کہہ کر بتایا گیا ہے کہ قوم کی جانب جو حکم دیا گیا ہے- زید اس حکم سے خارج ہے-

س:- مستثنی منقطع سے کیا مراد ہے؟

ج:- وہ مستثنی ہے جو " الاّ " اور اس کے اخوات کے بعد مذکور ہو مگر ما قبل سے اس کو خارج نہ کیا گیا ہو-

س:- خارج نہ کرنے کی کیا وجہ ہے؟

ج:- خارج نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ ما قبل میں شامل ہی نہ تھا تو خارج کرنے کے کوئی معنی نہیں-

س:- مثال سے وضاحت کریں-

ج:- " جاءنی القوم الّا حماراً " – " الّا " کے ذریعے " حمار " کو مستثنی کیا گیا ہے – مگر " حمار " ، " الّا " کے ما قبل یعنی قوم میں شامل نہیں تھا-

س:- " الّا " کے ما قبل اور بعد جو آتا ہے اس کے کیا نام ہیں؟

ج:- " الّا " سے جو پہلے آتا ہے وہ مستثنی منہ کہلاتا ہے اور بعد مستثنی آتا ہے

س:- استثنی کے لیے کون کون سے حروف استعمال ہوتے ہیں؟

ج:- 1) الّا 2) خلا 3) عدا 4) ما خلا 5) ما عدا 6) لیس 7) لا یکون 8) غیر
9) سِوی 10) سوا 11) حاشا

س:- " الّا " کا اور کیا مقصد ہے؟

ج:- یہ تفصیل ہوتا ہے-

س:- حروف استثنی کا اعراب کس طرح ہوتا ہے؟

ج:- " الّا " کے بعد چھ منصوب ہیں اور آخر کے چار مجرور ہیں-

س:- اعراب کا نقشہ مستثنی کے لیے بنائیں اگر " الّا " موجود ہو-

ج:-

اگر مستثنی

منقطع ہو

تو منصوب ہو گا

متصل ہو

1) کلام موجب ہو (نفی ، نہی ، استفہام نہ ہو)
   تو منصوب ہو گا
2) کلام غیر موجب ہو (نفی یا نہی یا استفہام ہو)
   a. مستثنی مقدم ہو
      تو منصوب ہوگا
   b. مستثنی غیر مقدم ہو
      i. مستثنی منہ مذکور ہو
         تو نصب بھی جائز ہے اور بدل بنانا بھی جائز ہے (ما جاءنی احدٌ الّا زیداً اور الّا زیدٌ)
      ii. مستثنی منہ غیر مذ کور ہو
         تو عامل کے حکم میں ہوگا- (ما جاءنی الّا زیدٌ ، ما رائیتُ الّا زیداً ، ما مررتُ الّا بزیدٍ)

س:- بذات خود " غیرُ " کا اعراب کس طرح سے ہے؟

ج:- یہ " الّا " کے ذریعے کیے گئے مستثنی کے اعراب کی طرح ہے-

س:- " جاءنی القومُ غیرَ زیدٍ " میں ، " غیر " کے اعراب کی وجہ بتائیں-

ج:- متصل ، موجب ، منصوب

س:- " جاءنی القومُ غیرَ حمارٍ " میں ، " غیر " کے اعراب کی وجہ بتائیں-

ج:- منقطع ، منصوب

س:- " ما جاءنی غیرَ زیدٍن القومُ " میں ، " غیر " کے اعراب کی وجہ بتائیں-

ج:- متصل ، غیر موجب ، مستثنی مقدم ، منصوب-

س:- " ما جاءنی احدٌ غیرُ زیدٍ " میں ، " غیر " کے اعراب کی وجہ بتائیں-
ج:- متصل ، غیر موجب ، غیر مقدم ، مذکور ، بدل بنا دیا-

س:- " ما جاءنی غیرُ زیدٍ " میں ، " غیر " کے اعراب کی وجہ بتائیں-
ج:- متصل ، غیر موجب ، غیر مقدم ، غیر مذکور ، عامل کے حکم میں-

س:- لفظ " غیر " اصل وضع میں کس لیے آتا ہے؟
ج:- یہ صفت کے لیے وضع کیا گیا تھا ، مگر کبھی استثناء کے لیے بھی استعمال کر لیا جاتا ہے-

س:- لفظ " الّا " اصل وضع میں کے لیے آتا ہے؟
ج:- یہ استثناء کے لیے وضع کیا گیا تھا ، مگر کبھی صفت کے لیے بھی استعمال کر لیا جاتا ہے-

س:- یہ صفت اور استثناء کی جگہ کیوں استعمال ہو رہے ہیں؟
ج:- اس لیے کہ صفت اور استثناء کے معنی ایک دوسرے کے قریب ہیں لہذا ایک دوسرے کی جگہ استعمال کرنا جائزہے-

س:- " الّا " کی صفت کے معنی میں ہونے میں کیا شرط ہے؟
ج:- " الّا " اسی وقت صفت کے معنی میں ہوگا جب استثناء کے معنی مستعذر ہوں ، مثلاً " لا الہ الا اللہ " ، اس مثال میں دونوں استثناء (متصل ، منقطع) لاگو نہیں آسکتے- اس لیے " الّا " کو غیر کے معنی میں لیا جائے گا-

فصل 9 – کان اور اس کے اخوات کی خبر

س:- مثال د یں اور ترکیب کریں-
ج:- " کان زیدٌ قائماً "
کان – فعل ناقص
زید – اس کا اسم
قائم – مسند اس کی خبر

س:- مبتدا کی خبر اور " کان " کی خبر کے حکم میں کیا فرق ہے؟
ج:- دونوں کا حکم ایک ہی ہے مگر صرف ایک فرق ہے ، افعال ناقص کی خبر میں یہ جائز نہیں کہ خبر نکرۃ ہو اور اپنے مبتدا معرفۃ پر مقدم ہوجائے-

س:- " کان " کی تقد یِم خبر کب جائز ہے؟
ج:- جب اسم و خبر دونوں کا یا ان میں سے ایک کا اعراب لفظی ہو- مثلاً " کان ھذا زیدٌ " –

س:- اگر دونوں کا اعراب تقدیری ہو تو کیا ترتیب ہوگی؟
ج:- تو اول اسم اور دوسرا خبر ہوگا مثلاً " کانت الحبلی السکری "-

س:- کیا " کان " کی خبر فعل ماضی ہوسکتی ہے؟
ج:- نہیں ، کیونکہ " کان " خود فعل ماضی پر دلالت کرتا ہے-

س:- مگر اگر " کان " کے شروع میں " قد " داخل ہو تو؟
ج:- تو پھر خبر ماضی آتی ہے مثلاً " قد کان قعَدَ "-

س:- اور کوئی صورت جبکہ خبر ماضی آتی ہے؟
ج:- اگر " کان " کی خبر شرط واقع ہو تو خبر ماضی آسکتی ہے- مثلاً " انْ کان قمیصہ قدمن دبرٍ "-

فصل 10 – اِنَّ اور اس کے اخوات کا اسم

س:- یہ کون سا اسم ہے؟
ج:- وہ (اسم) " اِنَّ " کے دخول کے بعد مسند الیہ ہوتا ہے (یعنی پورانا اسناد جاتا رہتا ہے) مثلاً " اِنَّ زیداً قائمٌ "-

فصل 11 – لائے نفی جنس

س:- لائے نفی جنس کے لیے آتا ہے؟
ج:- یہ جنس کی صفت کی نفی کے لیے آتا ہے (مگر وہ حذ ف ہےلفظوں میں) مثلاً " لا رجُلاً فی الدارِ " ، یعنی یہاں پر جنس " رجل " کے " فی الدار " ہونے کی نفی ہوئی ہے نہ کہ " رجل " کی-

س:- کیا ہر اسم لائے نفی جنس منصوب ہوتا ہے؟
ج:- نہیں-

س:- کون سا منصوب ہوتا ہے؟
ج:- اس کے لیے تین شرطیں ہیں-
1) اسم لائے نفی جنس کے ساتھ ملا ہوا ہو (درمیان میں فاصلہ نہ ہو)
2) نکرۃ ہو
3) مضاف ہو یا مشابہ مضاف ہو

س:- مشابہ مضاف سے کیا مراد ہے؟
ج:- ایسا اسم جو اپنا معنی بیان کرنے میں غیر کا محتاج ہو

س:- لائے نفی جنس کا اسم جو منصوب ہوتا ہے ، کی مثال د یں اور ترکیب کریں-
ج:- " لا غُلامَ رجلٍ فی الدارِ "
لا - لائے نفی جنس
غلام رجل – " غلامَ " منصوب لفظاً مضاف ، " رجُلٍ " مجرور لفظاً مضاف الیہ دونوں مل کر لا کا اسم
فی الدار – جار مجرور ثبت سے متعلق ہو کر خبر

س:- مشابہ مضاف کی مثال دیں-
ج:- " لا عشرین درہماً فی الکیس " (تھیلی میں بیس درہم نہیں ہیں) ، یہاں " عشرین مشابہ مضاف ہے ، یہ اصل میں عشرون تھا مگر " لا " نے نصب د یا –

س:- اگر تیسری شرط پوری نہ ہو (یعنی مفرد نکرۃ ہو) تو کیا اعراب ہوگا؟
ج:- فتحہ پر مبنی ہوگا مثلاً " لا رَجُلَ فی الدارِ "

س:- اعراب بتائیں اگر " لا " کے بعد معرفۃ ؟
ج:- مرفوع ہوگا ، مثلاً " لا زیدٌ فی الدارِ و لا عمرُو "

س:- اعراب بتائیں اگر " لا " کے بعد نکرۃ ہو تو مگر درمیان میں فاصلہ ہو؟

ج:- مرفوع ہوگا ، مثلاً " لا فيها رجلٌ و لا امراةٌ "-

س:- وہ کون سی صورت ہے جس میں پانچ طرح سے اعراب جائز ہے؟
ج:- لائے نفی جنس کا تکرار ہو بذریعہ مطف اور ہر " لا " کے بعد مفرد نکرۃ فاصلہ کے بغیر ہو مثلاً " لا حولَ و لا قوۃَ اِلّا باللهِ "-

س:- وہ پانچ اعراب کون کون سے ہیں؟
ج:- وہ یہ ہیں

1) " لا حولَ و لا قوۃَ اِلّا باللهِ " (تنوین نہیں پڑھنی ، مبنی)-
2) دونوں کو رفع دیا جائے ، " لا حولٌ و لا قوۃٌ " (دونوں معرب)-
3) اول کو فتحۃ اوردوسرے کو نصب دیا جائے ، " لا حولَ و لا قوۃً " (اول مبنی دوسرا معرب)-
4) اول کو فتحۃ ثانی کو رفع د یا جائے ، " لا حولَ و لا قوۃٌ "-
5) اول کو رفع ثانی کو فتحۃ د یا جائے ، " لا حولٌ و لا قوۃَ "-

س: کیا " لا " کا اسم حذف کرنا جائز ہے؟
ج:- اگر قرینہ (context) موجود ہو تو مثلاً " لا باس عليك " ، " لا عليك "-

فصل 12 – ما و لا جو لیس کے مشابہ ہو

س:- ما و لا جو لیس کے مشابہ ہوں کی مثال د یں-
ج:- " ما زيدٌ قائماً " (زید قائم نہیں ہے) ، " لا رجُلٌ حاضراً " (مرد حاضر نہیں ہے)

س:- ما و لا عمل سے کب بیکار ہوجاتے ہیں؟
ج:- تین صورتوں میں

1) اگر خبر " الا " کے بعد واقع ہو ، " ما زيدٌ الّا قائمٌ "
2) خبر اسم پر مقدم ہو ، " ما قائمٌ زيدٌ "
3) " ما " کے بعد " اِنْ " زائد لایا جائے مثلاً " ما اِنْ زيدٌ قائمٌ "

س:- کیا یہ اب بھی نفی کا معنی دیں گے؟
ج:- جی ہاں-

س:- کیا کچھ قبائل ایسے بھی ہیں جو ما و لا کو عامل نہیں مانتے؟
ج:- جی ہاں ، بنو تمیم والے عامل نہیں مانتے-

س:- منصوبات کا خاکہ بنائیں-
ج:- یہ مندرجہ ذیل ہے-

- منصوبات من الاسماء
  - مفاعیل
    - مطلق
      - بیان العدد
      - بیان النوع
      - للتاکید
    - بہ
      - یجب حذف فعلہ
        - جوازاً
        - وجوباً
          - سماعیاً
          - قیاسیاً
            - التحذیر
            - الاشتغال
            - المنادی
              - نکرۃ غیر مقصودۃ
              - مشابہ مضاف
              - مضاف
              - مفرد
    - لہ
    - معہ
    - فیہ (ظرف)
      - ظرف زمان
        - مبہم
        - محدود
      - ظرف مکان
        - مبہم
        - محدود
  - ملحق بالمفاعیل
    - حال
      - مفرد
      - جملۃ
    - تمیز
      - نسبۃ
      - مفرد
        - مساحۃً
        - مقداراً
        - کیلاً
        - وزناً
        - عدداً
    - مستثنی
      - متصل
      - منقطع
    - خبر کان و اخواتھا
    - اسم اِنَّ و اخواتھا
    - اسم لائے نفی جنس
    - خبر ما و لا جو لیس کے مشابہ ہو
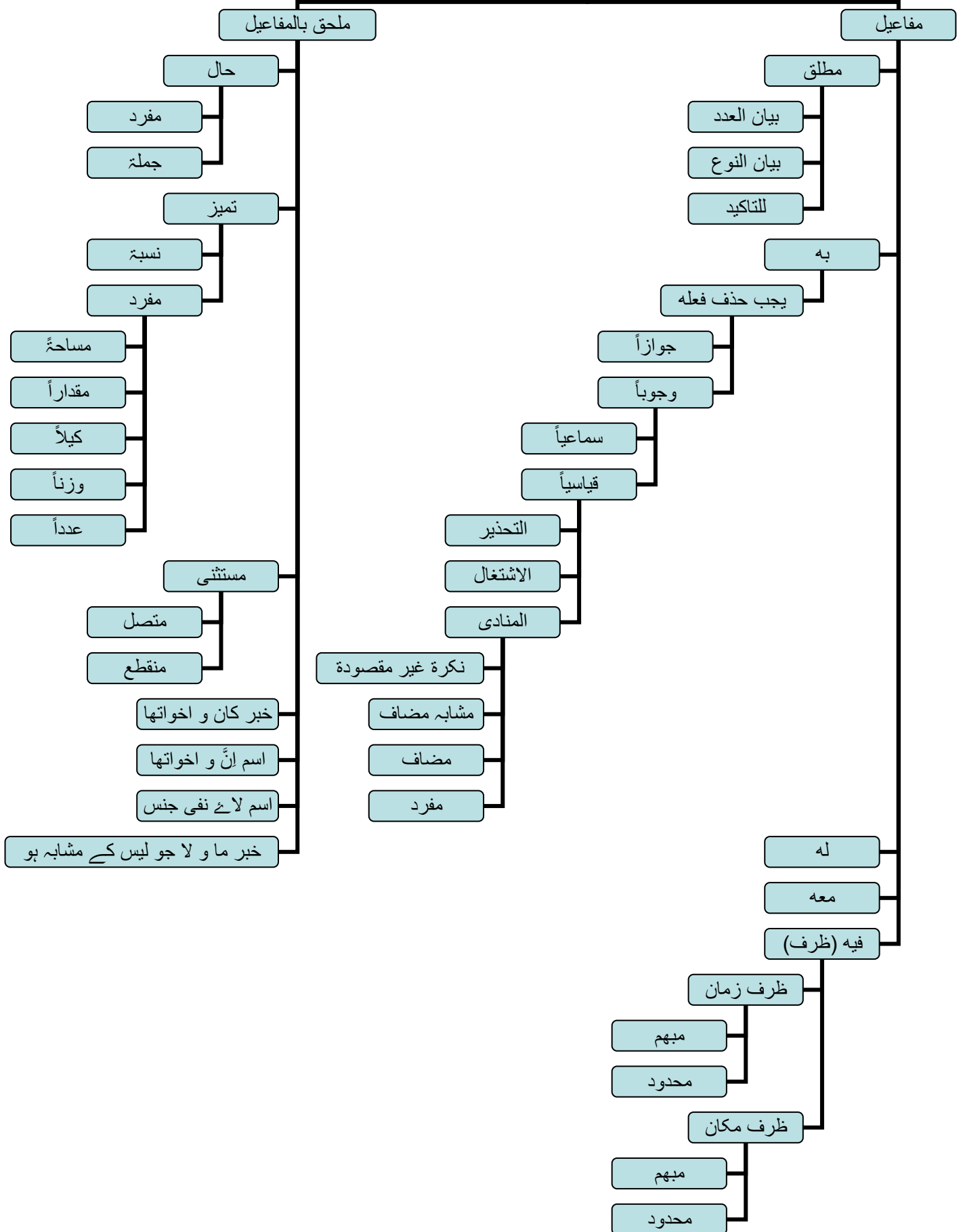
مقصد 3 - مجرورات

س:- اسمائے مجرور کتنے ہیں؟
ج:- صرف مضاف الیہ-

س:- مضاف الیہ سے کیا مراد ہے؟
ج:- وہ اسم ہے جس کی جانب کوئی چیز بواسطہ حرف جر منسوب کی جائے اور حرف جو لفظوں میں مذکور ہو مثلاً " مررتُ بزیدٍ " ، واسطہ " باء " حرف جر کا ہے اور " باء " حرف جار لفظوں میں مذکور ہے- نحو کی اصطلاح میں اسے جار مجرور کہتے ہیں- اسی طرح ، "زیدٌ فی الدارِ " —

س:- حرف جر کتنے طریقوں پر واقع ہوتا ہے؟
ج:- دو ، لفظاً اور تقدیراً —

س:- جر لفظاً سے کیا مراد ہے؟
ج:- " زیدٌ فی الدارِ " (اس صورت میں جار مجرور کہتے ہیں)

س:- جر تقدیراً سے کیا مراد ہے؟
ج:- " غلامُ زیدٍ "-

س:- مگر یہاں حرف جر تو ہے ہی نہیں؟
ج:- اصل میں " غلامٌ لِزیدٍ " تھا مگر " ل " حذف کردیا-

س:- اس صورت میں اسے نحو کی اصطلاح میں کیا کہیں گے؟
ج:- مضاف الیہ

س:- کیا مضاف اور مضاف کے قائم مقام پر تنوین آتی ہے؟
ج:- نہیں ، مثلاً
غلامُ زیدٍ (غلام سے تنوین کو حذف کردیا جاتا ہے)
غلاما زیدٍ (غلامان تھا ، چونکہ " ن " تنوین کے قائم مقام تھا اس لیے گر گیا)
مسلمو مصرٍ (مسلمون تھا ، چونکہ " ن " تنوین کے قائم مقام تھا اس لیے گر گیا)

س:- مضاف کے قائم مقام سے کیا مراد ہے؟
ج:- نون تثنیہ اور نون جمع-

س:- اضافت کی کتنی اقسام ہیں؟
ج:- دو ، اضافت لفظی اور اضافت معنوی-

س:- اضافت لفظی سے کیا مراد ہے؟
ج:- یعنی مضاف ایسا صفت کا صیغہ ہو جو اپنے معمول کی جانب مضاف واقع ہو تو اسے اضافت لفظی کہتے ہیں- مثلاً " زیدٌ ضاربٌ عمراً "-

س:- کیا مثال کی اضافت ہوسکتی ہے؟
ج:- جی ہاں ، " زیدٌ ضاربٌ عمرٍ "

س:- صفت کے صیغہ سے کیا مراد ہے؟

ج:- اسم فاعل ، اسم مفعول ، صفت مشبہ-

س:- اسم فاعل کا کیا عمل ہے؟
ج:- اسم فاعل ، فاعل کو رفع دیتا ہے اور مفعول کو نصب دیتا ہے-

س:- اسم مفعول کا کیا حکم ہے؟
ج:- اسم مفعول نائب فاعل کو رفع دیتا ہے-

س:- صفت مشبہ کا کیا عمل ہے؟
ج:- یہ فاعل کو رفع دیتی ہے-

س:- " زیدٌ ضاربٌ عمرٍ " کرنے یعنی اضافت لانے کا کیا فائدہ ہوتا ہے؟
ج:- تخفیف کا فائدہ ہوتا ہے مثلاً تنوین ، نون تثنیہ ، نون جمع وغیرہ کلام سے حذف کر دیئے جاتے ہیں-

س:- چونکہ یہاں اضافت آگئی ہے تو کیا اسے معرفۃ مانا جائے گا؟
ج:- نہیں ، یہ اب بھی نکرۃ رہے گا ، اِنْفِصَال کی وجہ سے ، یعنی نہ تخصیص مانی جائے گی نہ معرفۃ مانا جائے گا-

س:- اضافت معنوی سے کیا مراد ہے؟
ج:- یعنی مضاف صفت کا صیغہ نہ ہو جو اپنے معمول کی جانب مضاف واقع ہو ، مثلاً " غلامُ زیدٍ "-

س:- اگر صیغہ صفت کا ہو اور معمول کی طرف مضاف واقع نہ ہو تو کیا صورت ہوگی؟
ج:- تو یہ اضافت معنوی ہوگی ، یعنی اضافت لفظی کے علاوہ سب اضافت معنوی ہے-

س:- اضافت معنوی میں کون سے حروف مقدر ہوتے ہیں؟
ج:- فی ، مِن ، لِ -

س:- " فی " کس صورت میں مقدر ہوگا؟
ج:- اگر مضاف الیہ مضاف کے لیے ظرف ہو-

س:- " مِن " کس صورت میں مقدر ہوگا؟
ج:- اگر مضاف الیہ ، مضاف کے لیے جنس ہے تو " مِن " مقدر ہوگا- مثلاً " خاتِمٌ فِضَۃٍ " (چاندی کی انگوٹھی)-

س:- " لِ " کس صورت میں مقدر ہوگا؟
ج:- اگر ظرف و جنس نہیں ہے مضاف الیہ ، مضاف کے لیے تو " لِ " مقدر ہوگا-

س:- اضافت معنوی کا کیا فائدہ ہوتا ہے؟
ج:- اس کے دو فائدے ہیں-
1) اگر وہ معرفۃ کی جانب مضاف ہو تو مضاف معرفۃ بن جاتا ہے ، مثلاً " غلامُ زید " ، یعنی " غلام " دراصل " زید " کی طرف اضافت کی وجہ سے معرفۃ ہے-
2) اگر مضاف کی اضافت اسم نکرۃ کی جانب کی گئی ہو تو اس میں تخصیص پیدا ہوجاتی ہے ، " غلامُ رجلٍ " کہہ کر عورت کو خارج کر د یا گیا ہے-

س:- اضافت معنوی کو اضافت معنوی کیوں کہتے ہیں؟
ج:- کیونکہ اس سے معنی میں فرق واقع ہوتا ہے-

س:- اسم صحیح سے کیا مراد ہے؟
ج:- وہ اسم جس میں حرف علت میں سے کوئی نہ ہو-

س:- جاری مجری صحیح سے کیا مراد ہے؟
ج:- وہ اسم جس کے آخر میں " یاء " ما قبل مکسور ہو ، جیسے غلامی - یا ما قبل اس کے ساکن ہو مثلاً " دلوٌ " اور " ظَبْیٌ "-

س:- اسم صحیح یا قائم مقام صحیح کی " یاء " متکلم کی طرف اضافت کس طرح ہوگی؟
ج:- آخر کو کسرۃ دیں اور " یاء " کو ساکن کر دیں مثلاً
غُلامٌ سے غُلامِي
دلوٌ سے دلوِی
ظبیٌ سے ظبیِ

س:- اس کے علاوہ بھی کوئی شکل ہے؟
ج:- جی ہاں ، " یاء " کو فتحہ دے سکتے ہیں ، مثلاً غلامِیَ ، دلوِیَ ، ظبیَ-

س:- اگر اسم کے آخر میں الف ہو تو " یاء " متکلم کی طرف اضافت کس طرح ہوگی؟
ج:- الف اضافت کرتے وقت باقی رہے گا-
عصاً سے عَصَایَ
رحیً سے رحایَ

س:- کیا اس کے علاوہ بھی کوئی شکل ہوسکتی ہے؟
ج:- بعض نحوی الف کو " یاء " سے بدل کر " یاء " میں ادغام کے قائل ہیں-
عصاً سے عصِیَّ
رحیً سے رحِیَّ

س:- اگر اسم کے آخر میں یاء ما قبل مکسور ہو تو " یاء " متکلم کی طرف اضافت کس طرح ہوگی؟
ج:- دونوں " یاء " کا ادخام ہوگا- اور دوسری " یاء " کو فتحہ د یا جائے گا (تاکہ دونوں میں التباس نہ آئے اور دو ساکن بھی جمع نہ ہوں مثلاً " قاصی میں قاضِیَّ-

س:- اگر اسم کے آخر میں " واؤ " ما قبل مضموم ہو تو " یاء " متکلم کی طرف اضافت کس طرح ہوگی؟
ج:- " واؤ " کو " یاء " سے تبدیل کرکے یاء میں ادغام ہوگا مثلاً " مسلمِیَّ "-

س:- اگر اسم اسمائے ستہ میں سے ہو تو " یاء " متکلم کی جانب اضافت کس طرح ہوگی؟
ج:- اخی ، ابی ، حمی ، ہنی کہیں گے ، جو کہ اصل میں اخوٌ ، ابوٌ ، حموٌ ، ہنوٌ تھا

س:- ذو کا ذکر کیوں نہیں کیا؟
ج:- اس کی اضافت حرف جنس کی طرف ہوتی ہے کبھی ضمیر کی طرف نہیں ہوتی ، یعنی " یاء " متکلم کی طرف نہیں ہوتی-

س:- کیا اسمائے ستہ کے لام کلمہ کو حذف کرنا جائز ہے؟
ج:- جائز ہے اگر ان کی " یاء " متکلم کی طرف اضافت نہ ہو-

س:- تو پھر اعراب کہاں جائے گا؟
ج:- وہ عین کلمہ پر جاری ہوگا مثلاً اخٌ ، ابٌ ، حمٌ ، ہنٌ ، فمٌ اود ذوٌ -
" جاءنی اخٌ " ، " رائیتُ اخاً " ، " مررتُ باخٍ "

س:- مجرورات کا خاکہ بنائیں-

ج:

- الاسم المجرور
  - المجرور بالاضافۃ
    - لفظیۃ
    - معنویۃ
      - بمعنی (ل)
      - بمعنی (من)
      - بمعنی (فی)
  - المجرور بحرف الجر
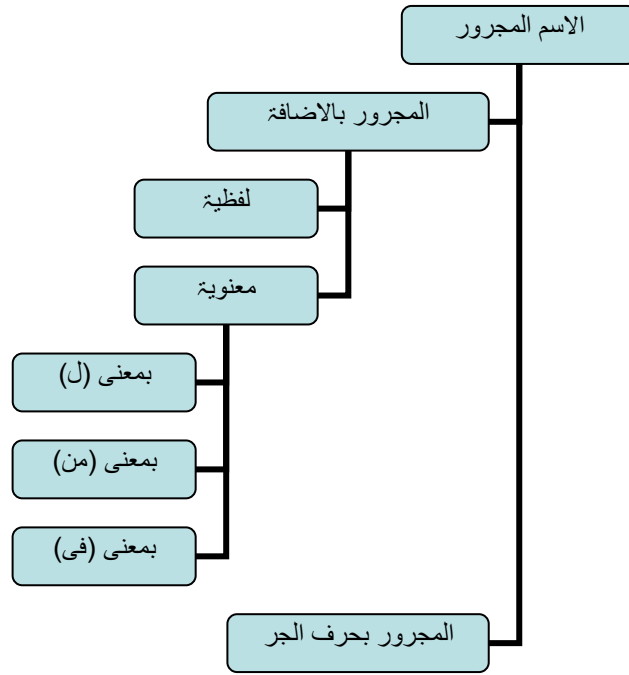
باب کا خاتمہ

س:- تابع سے کیا مراد ہے؟

ج:- وہ اسم جس کو دوسرے اسم کے ساتھ بغیر عامل کے اعراب دیا جاتا ہے کو تابع کہتے ہیں ، یعنی اس پر براہ راست کوئی عامل داخل نہیں ہوتا-

س:- توابع کی کتنی اقسام ہیں؟

ج:- 5 پانچ اقسام ہیں-

1) نعت 2) عطف باحروف 3) تاکید 4) بدل 5) عطف بیان

س:- تابع کی ایک مثال دیں-

ج:- جاءنی زیدُٗ العالِمُ

یہاں پر فاعلیت " زید " اعراب کا تقاضا کررہی ہے چونکہ " عالم " ، " زید " کے تابع ہے اس لیے اس پر بھی وہی اعراب آئے گا جو " زید " پر آیا ہے-

س:- کیا خبر اور مفعول ثانی توابع کے اندر آتے ہیں؟

ج:- جی نہیں-

فصل 1 – نعت

س:- نعت کا دوسرا نام کیا ہے؟

ج:- وصف ، صفت ، نعت یہ ایک ہی چیز کے مختلف نام ہیں-

س:- صفت سے کیا مراد ہے؟

ج:- یہ وہ اسم تابع ہے جو اپنے متبوع کے معنی پر دلالت کرتی ہے یا متبوع کے متعلق پر دلالت کرتی ہے-

س:- صفت کی کتنی اقسام ہیں؟

ج:- دو ، صفت بحالہِ اور صفت بحالِ متعلقہِ –

س:- صفت بحالہِ سے کیا مراد ہے؟

ج:- یہ اپنے متبوع کے معنی پر دلالت کرتی ہے ، " جاءنی رجلٌ عالمٌ " -

س:- یہ اپنے متبوع سے کن چیزوں میں تابع ہے؟

ج:- چار چیزوں میں

1) اعراب (رفع ، نصب ، جر)
2) جنس (مذکر ، موتث)
3) عدد (واحد ، جمع ، تثنیہ)
4) وسعت (معرفة ، نکرة)

س:- صفت بحالِ متعلقہِ سے کیا مراد ہے؟

ج:- یہ اپنے متبوع کے متعلق کا وصف بیان کرتی ہے " جاءنی رجلٌ عالمٌ ابوہٗ "-

س:- یہ اپنے متبوع میں کن چیزوں میں تابع ہے؟

ج:- دو چیزوں میں

1) اعراب (رفع ، نصب ، جر)
2) وسعت (معرفة ، نکرة)

س:- مثال " جاءنی رجلٌ عالمٌ ابوہٗ " کی وضاحت کریں-

ج:- اس میں " رجل " موصوف ہے عالم صیغہ صفت ہے " ابوہ " اس کا فاعل ہے صیغہ اپنے فاعل سے مل کر شبہ جملہ ہو کر صفت ہے موصوف صفت سے مل کر " جاء " کا فاعل ہے-

اس مثال میں " عالم " تابع صفت نے عَلَمْ والے معنی پر دلالت کی جو " رجل " متبوع کے متعلق یعنی " ابْ " میں موجود تھا-

س:- صفت بحالِ متعلقہِ کا دوسرا نام کیا ہے؟

ج:- صفت بحالِ متعلق الموصوف-

س:- صفت بحالِ متعلق الموصوف کی ایک اور مثال د یں-

ج:- " مِنْ هذِهِ القَرْيَةِ الظَّالِمِ اهلُهَا "-

س:- اس مثال کی وضاحت کریں-

ج:- اس مثال میں " القریۃ " متبوع موصوف " الظالم " صیغہ صفت ہے " اھلھا " مضاف الیہ سے مل کو اس کا فاعل ہے صیغہ صفت کا اپنے فاعل سے مل کر شبہ جملہ ہو کر تابع صفت ہے " القریۃ " کا-

" الظالم " صفت اپنے موصوف " القریۃ " کے ساتھ اعراب و وسعت میں موافق ہے-

س:- اگر صفت موصوف ، نکرة ہو تو کیا فائدہ ہوگا؟

ج:- تخصیص کا – " جاءنی رجلٌ عالمٌ " ، سارے غیر خارج ہوگئے-

س:- اگر دونوں معرفۃ آئیں تو کیا فائدہ ہوگا؟
ج:- وضاحت کا ، " جاءنی زیدُنِ العالِمُ " ، " زید " کو تم جانتے تھے مگر اس میں مزید وضاحت ہوگئی-

س:- معرفۃ صفت لانے کا کوئی اور بھی فائدہ ہے؟
ج:- یہ مدح یا مذمت کی لیے بھی آجاتی ہے اگر صفت کا پہلے سے علم ہو ، مثلاً " بسم اللہ الرحمن الرحیم " اور " اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم "-

س:- کیا صفت تاکید کے لیے آسکتی ہے؟
ج:- جی ہاں ، " رجلٌ واحدٌ " حالانکہ " رجل " سے پتہ چل رہا تھا کہ وہ واحد ہے مگر زور دینے کے لیے " واحد " لایا گیا-

س:- جملہ نکرۃ ہوتا ہے یا معرفۃ؟
ج:- نکرۃ کے حکم میں ہوتا ہے-

س:- کیا اسے معرفۃ کی صفت بنا سکتے ہیں؟
ج:- نہیں ، یہ نکرۃ کی صفت بنتا ہے ، مثلاً " جاءنی رجلٌ ھو اخوك "-

س:- مثال کی وضاحت کریں-
ج:- " ھو اخوك " ، مبتدا خبر مل کر جملہ خبریہ ھو کر صفت ہے " رجل " کے لیے – " رجل " موصوف نکرۃ اور صفت بھی نکرۃ-

س:- " مررتُ برجلٍ ابوہ عالِمٌ " کی ترکیب کریں-
ج:- مررتُ – فعل ، " تُ " ضمیر مرفوع محلاً فاعل
برجلٍ – " ب " حرف جار ، " رجلٍ " مجرور لفظاً موصوف (کیونکہ آگے جملہ آرھا ہے نکرۃ کے بعد جملہ آئے تو اس کے لیے عموماً صفت بنتا ہے)
ابوہ – مضاف ، مضاف الیہ مل کر مبتدا مرفوع لفظاً-
عالِمٌ – صیغہ اسم فاعل ، " ھو " ضمیر فاعل جو راجع " ابوہ " کو ، شبہ جملہ ہو کر خبر ، مبتدا خبر ہو کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر صفت " رجل " کے لیے ، صفت کا اعراب وہی ہوتا ہے جو موصوف کا ہوتا ہے ، معلوم ہوا جملہ بھی مجرور ہے مگر چونکہ جملہ مبنی ہوتا ہے اس لیے جر نظر نہیں آرہا ، یعنی محلاً مجرور ہے ، جار مجرور مل کر متعلق ہوئے " مررت " فعل سے فعل اپنے فاعل اور مفعول سے مل کر جملہ فعلیہ ہوا- (" ہ " ضمیر عائد ہے)-

س:- " مررتُ برجلٍ قام ابوہ " کی ترکیب کریں-
ج:- قام ابوہ – صفت ہوا (مذکورہ بالا کی طرح) " ہ " ضمیر عائد ہے " رجل " کی طرف –
رجل – موصوف-
باقی مذ کورہ بالا کی طرح-

س:- کیا ضمیر موصوف یا صفت بن سکتی ہے؟
ج:- جی نہیں-

س:- ضمیر موصوف کیوں نہیں بن سکتی ہے؟
ج:- ضمیر خود معرفۃ ہوتی ہے اس لیے موصوف نہیں بنتی-

فصل 2 – عطف بالحروف (عطف نسق)

س:- عطف بالحروف سے کیا مراد ہے؟

ج:- یہ وہ تابع ہے کہ اس کی جانب وہ چیز منسوب کی جائے جو اسکے متبوع کی جانب منسوب کی گئی ہے اور دونوں اس نسبت سے مقصود ہوتے ہیں-

س:- کیا اس تابع اور متبوع کے درمیان کوئی شرط عائد ہوتی ہے؟
ج:- جی ہاں ، تابع اور متبوع کے درمیان حروف عطف میں سے کوئی ایک ہوگا-

س:- حروف عطف کون کون سے ہیں؟
ج:- واؤ ، فا ، ثم ، حتی ، اوْ ، امْ ، لا ، لکن ، بَلَ ، اِمَّا-

س:- مثال د یں-
ج:- قام زیدٌ و عمرٌ ، " عمر " تابع ہے ، " واؤ " عاطفہ کے ذریعے جو چیز " زید " کی طرف منسوب ہے ، یعنی قیام ، وہی " عمر " کی جانب بھی منصوب ہے-

س:- عطف بالحروف کو عطف نسق کیوں کہتے ہیں؟
ج:- عطف نسق (ترتیب) اس لیے کہتے ہیں کیونکہ یہ ترتیب کا فائدہ دیتا ہے ، مثلاً " جانی زیدٌ و عمرٌ ثم بکرٌ "-

س:- ضمیر مرفوع متصل سے کیا مراد ہے؟
ج:- وہ ضمیر جو فعل کے ساتھ لگی ہوئی ہو مثلاً " ضربتُ " میں " تُ "-

س:- ضمیر مرفوع متصل پر عطف کس طرح ہوگا؟
ج:- ضمیر منفصل کا لانا واجب ہے مثلاً " ضربتُ انا و زیدٌ "-

س:- ضمیر منفصل نہ لانا چاہیں تو؟
ج:- تو درمیان میں فاصلہ ہونا ضروری ہے مثلاً " ضربتُ الیومَ و زیدٌ "-

س:- اگر ضمیر مجرور پر عطف کیا جائے تو کس بات کا خیال رکھا جائے گا؟
ج:- حرف جر کا اعادہ واجب ہے مثلاً " مررتُ بِك و بزیدٍ " ، کوفہ والوں کے نزدیک اعادہ ترک کر سکتے ہیں-

س:- معطوف اپنے معطوف علیہ کے حکم میں کب ہو گا؟
ج:- یہ چار صورتوں میں ہوتا ہے-
1) معطوف علیہ صفت واقع ہو
2) معطوف علیہ خبر واقع ہو
3) معطوف علیہ صِلہ واقع ہو
4) معطوف علیہ حال واقع ہو

س:- اگر معطوف علیہ صفت ہو تو مثال دیں-
ج:- " جاءنی زیدٌ العاقلُ و العالمُ "-

س:- اگر معطوف علیہ خبر ہو تو مثال دیں-
ج:- " زیدٌ عاقلٌ و عالمٌ "-

س:- اگر معطوف علیہ صِلہ ہو تو مثال د یں-
ج:- " قام الذی صلی و صام " (" صلی " ، " الذی " کا صلہ ہے تو " قام " بھی " الذی " کا صلہ واقع ہے)-

س:- اگر معطوف علیہ حال واقع ہو تو مثال دیں-

ج:- " جاءنی زیدٌ مشدوداً م معروباً "-

س:- اگر ہم مذکورہ بالا چاروں صورتوں کو ایک خلاصہ میں بیان کریں تو کس طرح کریں گے؟
ج:- اگر معطوف ، معطوف علیہ کا تبادلہ (interchange) کرنے سے معنی خراب نہ ہو تو عطف جائز ہے ورنہ نہیں-

س:- اگر دو مختلف عامل ہوں اور دونوں کے معمول بھی دو ہوں تو کیا عطف جائز ہے؟
ج:- جائز ہے مگر ایک شرط ہے ، وہ یہ کہ معطوف علیہ مجرور مقدم ہو اور معطوف بھی مجرور مقدم ہو ، ان دونوں کا عطف جائز ہے مثلاً " فی الدارِ زیدٌ و الحجرةِ عمرٌ "-

فصل 3 - تاکید

س:- تاکید سے کیا مراد ہے؟
ج:- تاکید وہ تابع ہے جو اپنے متبوع کی تائید و تاکید پر دلالت کرے ، اس چیز میں جو متبوع کی جانب منسوب کی گئی ہو ، یا تاکید متبوع کے افراد میں سے ہر ہر فرد کے لیئے حکم کے شامل ہونے پر دلالت کرے-

س:- مثال د یں-
ج:- " جاءنی امیر المومنین ، امیر المومنین " - (امیر المومنین ہی آئے)
" جاءنی طُلابُ درجةِ ثانیة كلُّهُم "- (سارے آئے)

س:- تاکید کی کتنی اقسام ہیں؟
ج:- دو – تاکید لفظی اور تاکید معنوی-

س:- تاکید لفظی سے کیا مراد ہے؟
ج:- لفظی تاکید لفظ کو مکرر لانا حقیقةً-

س:- مثالوں سے وضاحت کریں-
ج:- " جاءنی زیدٌ زیدٌ " ، " جاء جاء زیدٌ " ، یا حکماً مقرر ہو مثلاً " ضربتَ انت " ، " ضربتُ انا " ، " ضربتُك ایّاك "-

س:- تاکید معنوی سے کیا مراد ہے؟
ج:- تاکید معنوی کے لیے الفاظ متعین ہیں-

س:- وہ کتنے الفاظ ہیں اور کون کون سے ہیں؟
ج:- نو الفاظ ہیں-
1) نَفْسٌ
2) عَیْنٌ
3) کلِا
4) کِلْتَ
5) كُلٌّ
6) اَجْمَعُ
7) اَکْتَعُ
8) اَبْتَعُ
9) اَبْصَعُ

س:- " نفس " اور " عین " کا استعمال بیان کریں-

ج:- یہ دونوں واحد ، تثنیہ و جمع کے لیے ان کے صیغوں اور ضمیروں کی تبدیلی کے ساتھ آتے ہیں-

س:- واحد کی مثال د یں-
ج:- " جاءنی زیدٌ نفسہُ (" زیدٌ " واحد ، " نفسہُ " واحد ، ضمیر بھی واحد)-

س:- تثنیہ کی مثال د یں-
ج:- " جاءنی الزیدان انْفُسَہُما " ، " الزیدان " تثنیہ ، " انفس " جمع ، مگر ضمیر " ھما " کی تثنیہ ہے ، چونکہ عرب تثنیہ کی اضافت ضمیر کی طرف کرنا پسند نہیں کرتے اگرچہ یہ جائز ہے مثلاً " جاءنی الزیدان نفساھما " یعنی تثنیہ کو پھر جمع سے بدل دیتے ہیں-

س:- جمع کی مثال دیں-
ج:- جاءنی الزیدون انفسہم-

س:- " عَیْنٌ " کی مثال د یں-
ج:- جاءنی زید عینہ ، جاءنی زیدان اعینھما / عیناھما ، جاءنی زیدون اعینھُم-

س:- مونث کی لیے بھی مثالیں د یں-
ج:- جاءتنی ہند نفسھا ، جاءتنی الہندان نفسھما / نفساھما ، جاءتنی الہندات انفُسھنَّ-

س:- " کلا " اور " کلتا " کب استعمال ہوتے ہیں؟
ج:- خاص کر تثنیہ کے لیے آتے ہیں مثلاً " قام الرجلان کِلاھُما " ، " قامت المراتان کِلتاھُما "-

س:- " کل " کب استعمال ہوتا ہے؟
ج:- یہ حرف جمع اور واحد کے ساتھ آتا ہے ، اس میں حرف ضمیر بدلتی ہے- مثلاً
" جاءنی القوم کلھم " ، " اشترائتُ غلاما کلہ " ، " قامتِ النساءُ کلھنَّ "-

س:- " اَجْمَعُ " ، " اَکْتَعُ " ، " اَبْتَعُ " اور " اَبْصَعُ " کب استعمال ہوتے ہیں؟
ج:- یہ حرف جمع اور واحد کے ساتھ آتے ہیں ، اس میں صرف ضمیر بدلتی ہے مثلاً
" جاءنی القوم اجمعون / اکتعون / ابتعون / ابصعون " ، " قامت النساء جُمعُ / کُتعُ / بُصَعُ "-

س:- ضمیر مرفوع متصل کی تاکید " نفس " اور " عین " کے لیے لانا ہو تو کس طرح کریں گے؟
ج:- اس کی تاکید ضمیر منفصل سے ضروری ہے مثلاً " ضربتَ انتَ نفسُكَ " (تو نے خود اپنے آپ کو مارا)-

س:- " کل " اور " اجمع " کے ذریعے تاکید کس چیز کی آتی ہے؟
ج:- وہ چیز جس کے اجزاء اور بعض (حصّے) نکل سکتے ہوں اور ان کا حِصّی طور پر ایک دوسرے سے جدا ہونا ضروری ہو-

س:- مثال سے وضاحت کریں-
ج:- جیسے لفظ " قوم " ہے ، کہ ہر ہر فرد اس کا جدا ہو سکتا ہے اور ہر فرد یا چند افراد قوم کو بعض کہا جاسکتا ہے-

س:- کیا اس مثال میں " کل " استعمال کرنا جائز ہے؟ جیسے " اشتریتُ العبدَ کله " (یعنی میں نے پورا غلام خریدا)-
ج:- جائز ہے ، کیونکہ غلام کے اجزاء حقیقی نہیں ہوسکتے مگر اس کی ملکیت میں اجزاء نکل سکتے ہیں مثلاً نصف ملکیت ، چوتھی ملکیت وغیرہ-

س:- اس طرح کی صورت کو کیا کہتے ہیں؟
ج:- افتراق حکمی-

س:- کیا اس مثال میں " کل " استعمال کرنا جائز ہے؟ جیسے " اکرمتُ العبدَ کله "-
ج:- نہیں کیونکہ " اکرام " پورے غلام کا ہوگا آدھے یا چوتھائی کا ممکن نہیں-

س:- " اَجْمَعُ " کے تابع کون سے الفاظ ہیں جو اکیلے نہیں آسکتے؟
ج:- " اَكْتَعُ " ، " اَبْتَعُ " ، " اَبْصَعُ " یہ " اَجْمَعُ " کے بغیر نہیں آسکتے، گرچہ مرضی ہے کہ کوئی ایک یا دو یا تین لاؤ-

س:- کیا یہ " اَجْمَعُ " پر مقدم ہوسکتے ہیں؟
ج:- نہیں کیونکہ تابع کا ذ کر بغیر متبوع کے لازم آئے گا اور یہ جائز نہیں-

س:- تاکید کے لیے خاکہ بنائیں-
ج:-

فصل 4 - بدل
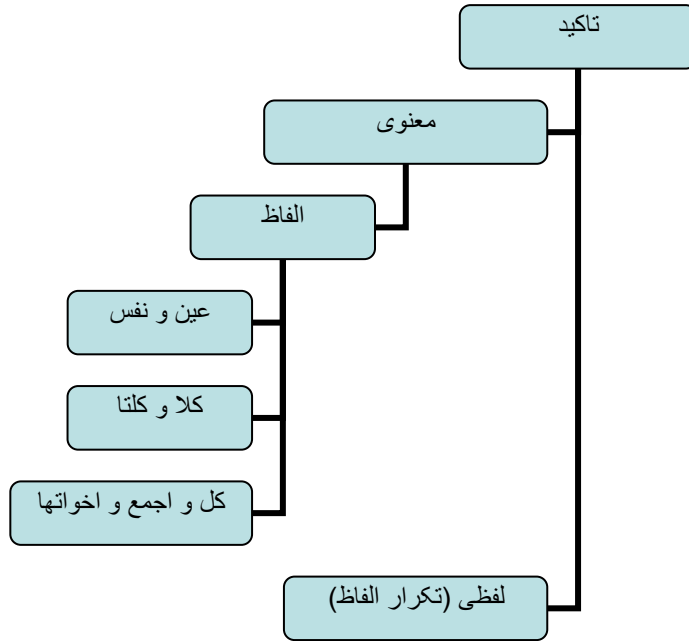
س:- بدل سے کیا مراد ہے؟
ج:- بدل وہ تابع ہے کہ اس کی طرف وہی چیز منسوب کیجائے جو اس کے متبوع کی جانب منسوب کی گئی ہے اور نسبت سے بدل ہی مقصود ہو نہ کہ متبوع-

س:- اسی طرح کی تعریف عطف بالحروف کی بھی ہوتی ہے تو پھر فرق کیا ہوا؟
ج:- عطف بالحرف میں دونوں مقصود بالنسبت ہونگے ، بدل میں حرف ثانی (بدل) مقصود بالنسبت ہوگا-

س:- بدل کی کتنی اقسام ہیں؟
ج:- چار-
1) بدل کل
2) بدل البعض
3) بدل اشتمال
4) بدل غلط

س:- بدل کُل س کیا مراد ہے؟
ج:- وہ تابع ہے جس کا مد لول بعینہِ متبوع کا مدلول ہو یعنی " جس پر متبوع دلالت کرتا ہے بعینہِ اس پر بدل بھی دلالت کرتا ہے"-

س:- مثال سے وضاحت کریں-
ج:- " جاءنی زید اخوك " (" اخوك " بدل ہے ، جس شخص پر " زید " دلالت کرتا ہے " اخوك " بھی اسی پر بعینہِ دلالت کرتا ہے)-

س:- بدل البعض سے کیا مراد ہے؟
ج:- وہ تابع ہے کہ جو متبوع کے بعض پر دلالت کرے ، یعنی اس کا مدلول متبوع کے مدلول کا بعض اور جز ہو-

س:- مثال سے وضاحت کریں-
ج:- " ضربتُ زیداً رأسه " ("رأسه " ، " زید " کا بدل بعض ہے اس لیے کہ سر " زید " کا بعض اور اس کا جزء ہے)-

س:- بدل اشتمال سے کیا مراد ہے؟
ج:- وہ تابع ہے جس کا مدلول متبوع کا متعلق ہو-

س:- مثال سے وضاحت کریں-
ج:- سلب زیدٌ ثوبه (چھینا گیا " زید " یعنی اس کا کپڑا)-

س:- بدل غلط سے کیا مراد ہے؟
ج:- وہ تابع ہے جو غلطی کے بعد کلام میں ذکر کیا جائے ، مثلاً " جاءنی زیدٌ جعفرٌ " (میرے پاس " زید " آیا ، نہیں جعفر آیا)-
" رائیتُ رجلاً حماراً " (میں نے مرد دیکھا ، نہیں حمار کو دیکھا)-

س:- مثالوں کی وضاحت کریں-
ج:- متکلم نے " جاء " کی نسبت " زید " کی جانب غلطی سے کردی تھی- بعد میں اس کو آگاہی ہوئی تو بدل غلط کے طور پر " جعفر " کہہ دیا- بتانا یہ ہے کہ " جاء " کی نسبت " زید " کی جانب غلط ہے ، اصل نسبت " جعفر " کی جانب ہے ، اسی طرح دوسری مثال ہے-

س:- اگر مبدل منہ نکرۃ ہو تو بدل نکرۃ ہوگا یا معرفۃ؟
ج:- نکرۃ اور معرفۃ دونوں آسکتے ہیں-

س:- اگر مبدل منہ معرفۃ ہو تو بدل نکرۃ ہوگا یا معرفۃ؟
ج:- نکرۃ اور معرفۃ دونوں آسکتے ہیں-

س:- ان چار صورتوں میں صفت لانا کب واجب ہوتا ہے؟
ج:- اگر مبدل منہ معرفۃ ہو اور بدل نکرۃ تو بدل کی صفت لانا واجب ہے-

س:- مثال سے وضاحت کریں-
ج:- اللہ تعالی کا قول ، " بالناصیۃِ ناصیۃٍ کاذبۃٍ " ، یہاں " بالناصیۃِ " مبدل منہ ہے اور " ناصیۃٍ " نکرۃ ہے ، اس لیے اس کے بعد " کاذبۃٍ " کا اضافۃ کیا گیا ہے-

س:- باقی تین صورتوں میں کیا قاعدہ ہوگا؟
ج:- ان میں کوئی مسئلہ نہیں ہے-

فصل 5 – عطف بیان

س:- عطف بیان سے کیا مراد ہے؟
ج:- وہ تابع ہے جو اپنے متبوع کی وضاحت کرے مگر صفت کا صیغہ نہ ہو

س:- مثال سے وضاحت کریں-
ج:- درحقیقت متبوع کے دو نام ہوتے ہیں ایک مشہور اور دوسرا غیر مشہور مثلاً " قام ابو حفص عمر " ، یہاں " ابو حفص " ، " قام " کا فاعل ہے اسی کی جانب فعل کی نسبت ہے مگر نام غیر مشہور تھا اس لیے " عمر " کا اضافہ کر دیا گیا جو " ابو حفص " کے مقابلے میں زیادہ مشہور ہے-

س:- عطف بیان اور بدل میں فرق کیسے کرتے ہیں؟
ج:- فرق کرنا بڑا مشکل کام ہے ، بدل تکرار عامل کے درجہ میں ہوتا ہے-

س:- توابع کا خاکہ بنائیں-
ج:-

- التوابع
  - النعت (الصفۃ)
    - الصفۃ لحال الموصوف
    - الصفۃ لحال متعلق بالموصوف
  - العطف بالحروف (عطف النسق)
  - البدل
    - غلط
    - اشتمال
    - بعض
    - کُل
  - عطف بیان
  - التاکید
    - لفظی
    - معنوی
      - کل و اجمع و اخواتھا
      - کلا م کلتا
      - عین و نفس
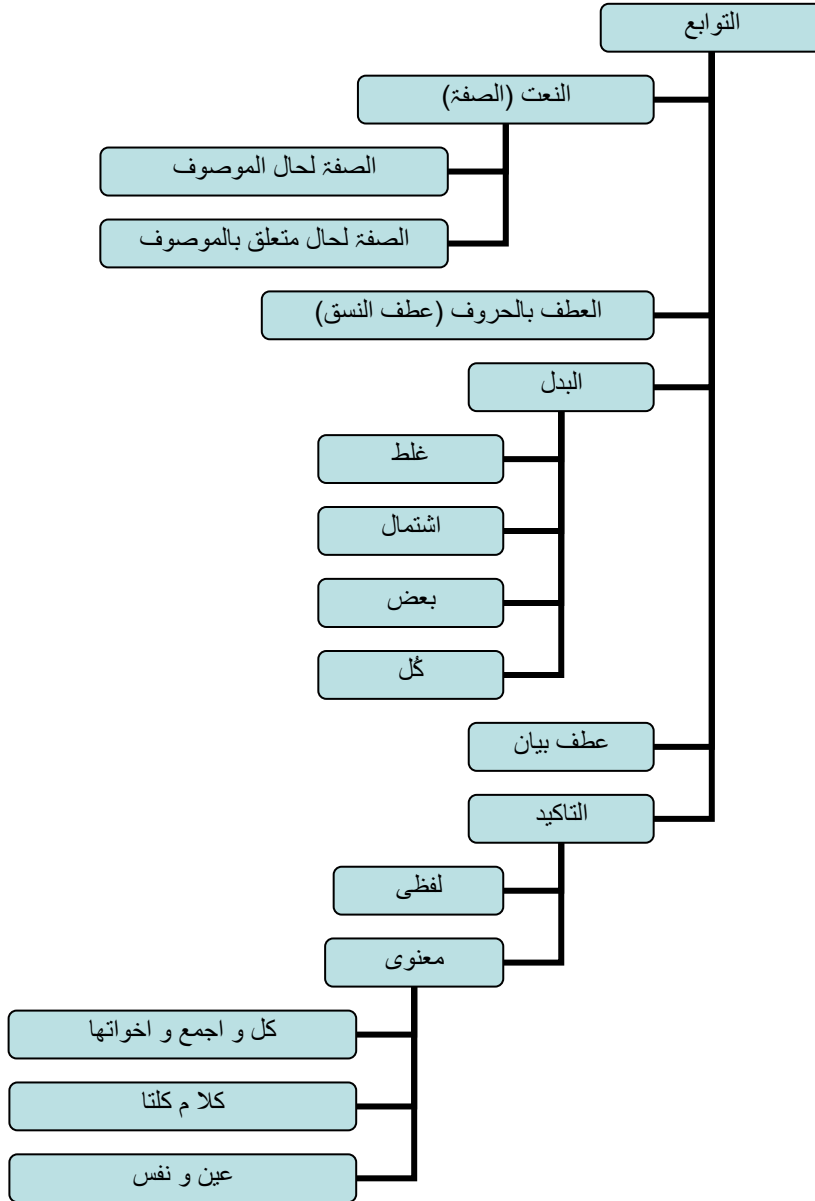
الباب الثانی - اسم المبنی

س:- اسم المبنی سے کیا مراد ہے؟
ج:- وہ اسم جو کسی غیر کے ساتھ مرکب واقع نہ ہو۔

س:- اسم المبنی کتنے قسم پر ہے؟
ج:- دو قسموں پر۔

س:- پہلی قسم کی مثالیں دیں۔
ج:- پہلی قسم یہ ہے۔
1) ا ، ب ، ت ، ث (یہاں حروف کے نام مراد ہیں جیسے الف ، با وغیرہ)
2) واحد ، اثنان ، ثلاثۃ
3) " زید " کا لفظ (اکیلا یہ سکون پر مبنی ہے مگر بالقوہ معرب بھی ہے)

س:- دوسری قسم کی مثالیں دیں۔
ج:- مبنی الاصل کے مشابہ

س:- مبنی الاصل کے مشابہ سے کیا مراد ہے؟
ج:- " مشابہ " سے مراد " مناسبت مؤثّرہ " ہے یعنی مبنی الاصل کے ساتھ اس اسم کی مناسبت مؤثر ہو۔

س:- " مناسبت مؤثّرہ " کی کتنی اقسام ہیں؟
ج:- اهل کتاب نے تین بیان کی ہیں مگر یہ سات ہیں۔
1) اسم اپنے معنی پر دلالت کرنے میں کسی قرینہ کا محتاج ہو مبنی کی طرح مثلاً " اسم اشارۃ " (محتاج مشارٌ الیہ کا) ، " اسم موصول " محتاج صلہ کا)۔
2) تین حروف سے کم ہو (یعنی اب یہ حرف کے مشابہ ہوگیا چونکہ حرف عموماً تین حروف سے کم ہوتا ہے اور حرف مبنی الاصل ہوتا ہے)۔
3) وہ اسم حرف کے معنی کو متضمن ہو مثلاً " احدَ عشرَ " جو کہ اصل میں " احدٌ عشرٌ " تھا۔

س:- تیسری صورت کی وضاحت کریں۔
ج:- یعنی " و " ، " عشرٌ " کے اندر چھپ گیا اور " و " خود مبنی الاصل ہے جب یہ " عشرٌ " کے اندر چھپا تو اسے بھی مبنی بنادیا۔ چونکہ " احدَ " اس کے ساتھ جڑ گیا تو درمیان بن گیا اور یاد رہے اعراب صرف آخر میں آتا ہے نہ کہ درمیان میں لحاظ اسے بھی مبنی کردیا۔

س:- باقی کی چار صورتیں جو کتاب میں نہیں بیان کی گئیں کون کون سی ہیں؟
ج:- وہ یہ ہیں۔
4) وہ اسم مبنی الاصل کے موقع میں واقع ہو جیسے " نزال " اسم فعل اور " انزل " امر حاضر معروف کے موقع میں واقع ہوتا ہے۔
5) وہ اسم اس اسم کے مشابہ ہو (ہم شکل ہو) جو مبنی الاصل کے موقع میں واقع ہوتا ہے جیسے " فجار " ، " نزال " کے مشابہ ہے اور " نزال " ، " انزل " کے موقع میں واقع ہوتا ہے۔
6) وہ اسم اس اسم کے موقع میں واقع ہو جو اسم مبنی الاصل کے مشابہ ہے جیسے منادی مضموم یا " زید " یا " رجل " وغیرہ میں " زید " اور " رجل " ، " ك " خطاب اسمی جو کہ " ادعوك " میں مفعول بہ ہے اس کے موقع میں واقع ہے اور " ك " ضمیر خطاب جو کہ اسم ہے یہ مشابہ ہے " ك " حرفی کے جو کہ حروف جارہ میں سے ہو کر مبنی الاصل ہے۔

7) وہ مبنی الاصل کی طرف مضاف ہو خواہ بالواسط یا بلا واسطہ جیسے " یومئذٍ " یہ اصل میں " یوم اذکان کذا " تھا ، " یوم " مبنی بر فتحۃ ہے یہ مضاف ہے جملہ " کان کذا " کی طرف بواسطہ " اذ " اور جملہ صاحب مفصل کے نزدیک مبنی الاصل ہے-

س:- دوسری قسم یعنی مبنی الاصل کے مشابہ کا کیا حکم ہے؟
ج:- اگر یہ ترکیب میں آ جائے تو مبنی رہے گا اس پر اعراب ظاہر نہیں ہو گا-

س:- مبنی کی حرکات کو کیا کہتے ہیں؟
ج:- ضمہ ، فتحہ ، کسرۃ-

س:- معرب کی حرکات کو کیا کہتے ہیں؟
ج:- رفع ، نصب ، جر-

س:- حرکات کے لیے ، ان دونوں میں مشترک الفاظ کون س ہیں؟
ج:- ضمۃٌ ، فتحۃٌ ، کسرۃٌ-

س:- مبنی (دونوں غیر مرکب اور مشابہ مبنی الاصل) کی کتنی اقسام ہیں؟
ج:- آٹھ اقسام ہیں-
1) مضمرات
2) اسماء اشارہ
3) اسماء موصول
4) اسماء افعال
5) اسماء اصوات
6) اسماء مرکبات
7) اسماء کنایات
8) بعضِ ظروف

فصل 1 – مضمرات

س:- مضمر کے لغوی معنی کیا ہیں؟
ج:- چھپی ہوئی چیز ، چھپنے کی چیز-

س:- مضمر کے اصطلاحی معنی کیا ہیں؟
ج:- وہ اسم جو دلالت کرے متکلم ، مخاطب ، امر غائب پر جس کا ذکر پہلے آچکا ہے ، خواہ لفظاً ، معناً ، حکماً-

س:- ضمائر کتنی اقسام پر ہے؟
ج:- دو ، متصل اور منفصل-

س:- متصل سے کیا مراد ہے؟
ج:- وہ ضمیر جو مفرد (علیحدہ) استعمال نہ کی جائے-

س:- اس کی کتنی اقسام ہیں؟
ج:- تین- مرفوع متصل ، ضمیر منصوب متصل ، مجرور متصل-

س:- مرفوع متصل کون کون سی ہیں؟
ج:- ضربتُ سے ضربْن تک - یعنی ضربتُ ، ضربْنا ، ضربتَ ، ضربتُما ، ضربتُم ، ضربتِ ، ضربتُنَّ ، ضرب ، ضربا ، ضربوا ، ضربتْ ، ضربتَا ، ضربْن-

س:- کیا یہ حرف معروف کے لیے ہے؟
ج:- نہیں بلکہ یہ مجہول کے لیے بھی ہے-

س:- ضمیر منصوب متصل کون کون سی ہیں؟
ج:- ضربنی سے ضربھنَّ تک - یعنی ضربنی ، ضربنا ، ضربكَ ، ضربكما ، ضربكم ، ضربكِ ، ضربكما ، ضربْن ، ضربہ ، ضربهما ، ضربهم ، ضربها ، ضرهما ، ضربهنَّ اور انَّنِی سے انَّهُنَّ تک-

س:- یہ منصوب کس طرح سے ہوئیں؟
ج:- ضربنی - ضرب فعل ، " هو " ضمیرفاعل ، " ن " وقایہ ، " ي " ضمیر منصوب ، محلاً مفعول- (یاد رہے مفعول منصوب ہوتا ہے)

س:- مجرور متصل کون کون سے ہیں؟
ج:- یہ اسم یا حرف کے ساتھ متصل ہوتی ہیں-
غلامی سے غلامهنَّ - یعنی غلامی ، غلامنا ، غلامك ، غلامكما ، غلامكنَّ ، غلامہ ، غلامهما ، غلامهم اور غلامها ، اور غلامهما ، غلامهنَّ اسم طرح لی ، لنا سے لهنَّ تک-

س:- اس میں سے جار مجرور کس طرح ہے؟
ج:- " لِ " جار ہے اور " ي " ضمیر مجرور ہے-

س:- مرفوع متصل کس کے ساتھ واقع ہوتی ہے؟
ج:- صرف فعل کے ساتھ-

س:- منصوب متصل کس کے ساتھ واقع ہوتا ہے؟
ج:- فعل اور حرف کے ساتھ-

س:- مجرور متصل کس کے ساتھ واقع ہوتی ہے؟
ج:- اسم اور حرف کے ساتھ-

س:- ضمیر منفصل سے کیا مراد ہے؟
ج:- وہ ضمیر جو اکیلی آسکتی ہے ، یعنی فاعل یا مفعول کی ضمیر جو اپنے فعل سے جدا ہو-

س:- اس کا اعراب کیا ہوتا ہے؟
ج:- مرفوع ، منصوب-

س:- مرفوع کون کون سی ہیں؟
ج:- انا ، نحن ، انت ، انتما ، انتم ، انتِ ، انتما ، انتنَّ ، هو ، هما ، هم ، هی ، هما ، هنَّ-

س:- منصوب منفصل کون کون سی ہیں؟
ج:- مفعول کی وہ ضمیر جو فعل سے علیحدہ ہو مثلاً ایای ، ایانا ، ایاكَ ، ایاكما ، ایاكم ، ایاكِ ، ایاكما ، ایاكنَّ ، ایاہ ، ایاهما ، ایاهم ، ایاها ، ایاها ، ایاهنَّ-

س:- ضمیر مرفوع متصل کن صیغوں میں مطلقاً مستتر ہوتا ہے؟

ج:- مضارع متکلم میں – " اضْرِبُ " ، " نَضْرِبُ "
مضارع مخاطب مذکر میں – " تَضْرِبُ "
مضارع غائب مذکر و مونث میں – " یَضْرِبُ " ، " تَضْرِبُ "

س:- کیا یہ صیغہ صفت مثلاً اسم فاعل ، اسم مفعول ، صفت مشبہ اور التفضیل میں بھی مطلقاً مستتر ہوتی ہے؟
ج:- جی ہاں-

س:- مطلقاً سے کیا مراد ہے؟
ج:- یعنی جمع اور واحد دونوں شامل ہیں-

س:- ضمیر مرفوع متصل کن صیغوں میں مستتر ہوتی ہے؟
ج:- ماضی غائب ، جیسے " ضرب " ، " ضربَتْ "-

س:- جب ضمیر متصل موجود ہے تو ضمیر متصل کی کیا ضرورت ہے؟
ج:- کلام کو مختصر رکھنے کے لیے متصل آتی ہے مگر بعض اوقات منفصل لانا ضروری ہوتا ہے-

س:- کن صورتوں میں ضروری ہوتا ہے؟
ج:- یہ چار صورتیں ہیں-

س:- پہلی صورت بیان کریں-
ج:- جہاں ضمیر کو عامل پر مقدم کیا جائے-

س:- ایسا کرنا کیوں ضروری ہوتا ہے؟
ج:- عموماً تخصیص کے لیے-

س:- اس صورت کی مثال دیں-
ج:- " ایاك نعبد " جو کہ اصلاً " نعبدك "-

س:- ترکیب کریں-
ج:- ایاك – ضمیر منصوب منفصل ، منصوب محلاً ، مفعول مقدم -
نعبد – فعل ، " نحن " ضمیر فاعل-
فعل اپنے فاعل اور مفعول سے مل کر جملہ فعلیہ ہوا-

س:- دوسری صورت کون سی ہے؟
ج:- جب عامل اور مفعول کے درمیان فاصلہ ہو-

س:- فاصلہ کیوں ہوتا ہے؟
ج:- عموماً تخصیص کی وجہ سے-

س:- مثال دیں-
ج: " ما ضربك الاّ انا "-

س:- ترکیب کریں
ج:- ما – حرف نفی-
ضربك – ضرب فعل ، " ك " ضمیر منصوب محلاً اور مفعول-

الاّ – حرف استثنی-
انا – ضمیر مرفوع محلاً (ضمیر منفصل) فاعل-
فعل اپنے فاعل اور مفعول سے مل کر جملہ فعلیہ ہوا

س:- تیسری صورت کون سی ہے؟
ج:- ابتداء عامل معنوی ہے-

س:- مثال دیں-
ج:- " انا زیدٌ "-

س:- ترکیب کریں-
ج:- انا – مرفوع منفصل محلاً ، مبتدا - زیدٌ – خبر مرفوع لفظاً - مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا-

س:- چوتھی صورت کون سی ہے؟
ج:- عامل حرف ہو جیسے " ما "-

س:- مثال دیں–
ج:- " ما انت قائماً "-

س:- ترکیب کریں-
ج:- ما – مشابہ بلیس
انت - مرفوع محلاً منفصل ، ما کا اسم
قائماً – اسم فاعل ، منصوب لفظاً ، " انت " ضمیر اس کا فاعل
اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر شبہ جملہ ہوکر " ما " کی خبر ، " ما " اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا-

س:- ضمیر شان اور ضمیر قصّہ میں کیا فرق ہے؟
ج:- ایک ضمیر خواہ وہ مفرد ہو یا غائب البتہ ضمیر مجرور نہ ہو ، وہ جملہ سے پہلے ذکر ہوتی ہے اور جملہ اس کی تفسیر ہوتا ہے-
اگر مذکر ہو تو ضمیر شان اور اگر مونث ہو تو ضمیر قصّہ-

س:- کیا یہ جملہ تفسیر انشائیہ ہوتا ہے؟
ج:- نہیں صرف خبریہ ہوتا ہے-

س:- مثال دیں-
ج:- " قل ھو اللہ احد " (" ھو " ضمیر شان) ، " انھا زینب قائمۃ " (" ھا " ضمیر قصہ ہے)

س:- ضمائر کا خاکہ بنائیں-
ج:-

س:- ضمیر فصل سے کیا مراد ہے؟
ج:- ذرا غور کریں ، " زید هو القاسم "-
بظاہر یہ موصوف صفت لگ رہے ہیں مگر ہم مبتدا خبر بنانا چاہتے ہیں ، جب خبر معرف ہو تو موصوف صفت کا شبہ ہوتا ہے ، اس شبہ کو دور کرنے کے لیے درمیان میں ایک ضمیر کی صورت کا صیغہ لے آتے ہیں جو کہ مبتدا کے مطابق ہوتا ہے ، اس کو ضمیر فصل کہتے ہیں-

س:- اس کے علاوہ بھی کسی صورت میں ضمیر فصل استعمال ہوتی ہے؟
ج:- جب اسم تفصیل " من " کے ساتھ استعمال ہو رہا ہو اور خبر بن رہا ہو تب بھی فصل لے آتے ہیں-

س:- مثال دیں-
ج:- " زيد هو افضل منك " (" هو " ضمیر فصل ہے)-

س:- اس کی وجہ بیان کریں-
ج:- اگر خبر معرفۃ ہو تو اس پر " ال " نہیں آسکتا اسی طرح اسم تفضیل " من " کے ساتھ استعمال ہو چکا ہے اس لیے اس پر " ال " داخل نہیں ہوسکتا- " كنت انت الرقيب عليهم " (" انت " فصل ہے)-

فصل 2 – اسماء اشارۃ
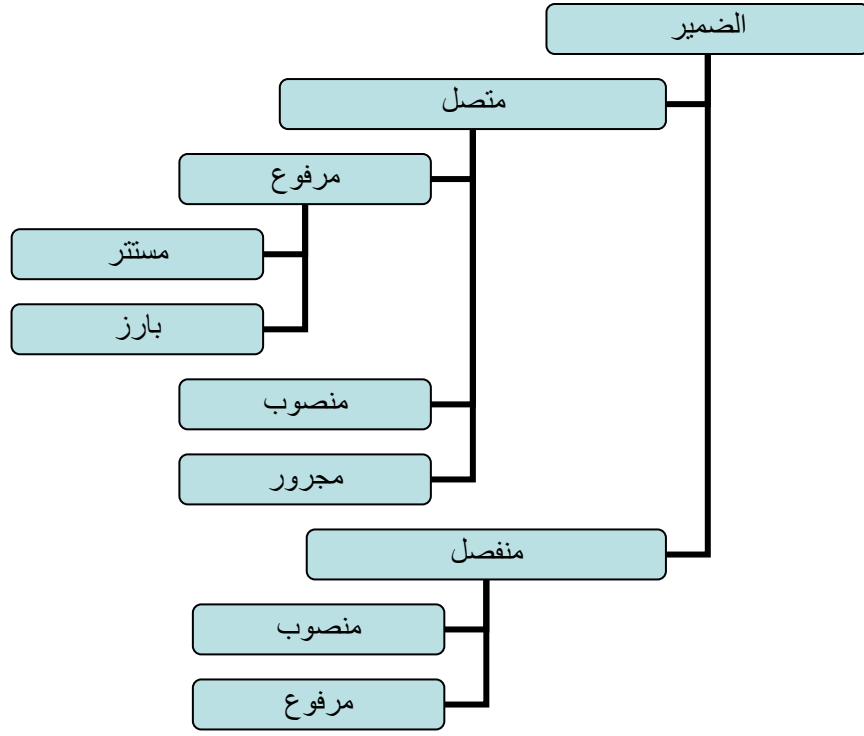
س:- اسم اشارۃ سے کیا مراد ہے؟
ج:- وہ اسم جو مشارٌ الیہ پر دلالت کرے-

س:- یہ پانچ انواع اور چھ معنی ہے اس سے کیا مراد ہے؟
ج:- یعنی مشارٌ الیہ مذکر و مونث مفرد یا مثنی یا مجموع ہوگا ، چونکہ مجموع مذکر و مونث میں مشترک ہے اس لیے الفاظ پانچ اور معنی چھ ہوئے-

س:- مذکر مفرد کے لیے اسم اشارۃ بتائیں؟
ج:- " ذا "-

س:- مذکر مثنی کے لیے اسم اشارۃ بتائیں-
ج:- " ذانِ " ، تثنیہ مذکر بحالت رفع -
" ذینِ " ، تثنیہ مذکر بحالت نصب و جر-

س:- مگر اسم اشارۃ تو مبنی ہے پھر اعراب کا کیا سوال ہے؟
ج:- اس کو اتفاقی مان لیا گیا ہے-

س:- مذکر جمع کے لیے اسم اشارۃ بتائیں-
ج:- " اولآءِ " اور " اولاءِ "-

س:- مونث مفرد کے لیے اسم اشارۃ بتائیں-
ج:- تا ، تی ، ذی ، تِہ ، ذِہ ، تِہی ، ذِہی (ایک ہی صنف ہے تو ایک الفاظ مانا)-

س:- مونث مثنی کے لیے اسم اشارۃ بتائیں-
ج:- " تانِ " - تثنیہ مونث کے لیے بحالت رفع-
" تَینِ " - تثنیہ مونث کے لیے بحالت نصب وجہ-

س:- مگر اسم اشارۃ تو مبنی ہے پھر اعراب کا کیا سوال ہے؟
ج:- اس کو اتفاقی مان لیا گیا ہے-

س:- مونث جمع کے لیے اسم اشارۃ بتائیں-
ج:- " اولآءِ " اور " اولاءِ "-

س:- وہ کون سا حرف ہے جو تثنیہ کے طور پر اسم اشارۃ کے شروع میں آتا ہے؟
ج:- ھا (ھذا ، ھذانِ ، ھذینِ ، ھاتا ، ھاتینِ اور ھؤلآءِ)

س:- وہ کون سا حرف ہے جو حرف خطاب کے طور پر اسم اشارۃ کے آخر میں آتا ہے؟
ج:- ك-

س:- حرف خطاب لانے کا کیا فائدہ ہوتا ہے؟
ج:- یہ مخاطب کی تعداد کا پتہ دیتا ہے-

س:- تو کیا یہ حرف ضمیر ہے؟
ج:- جی نہیں ، اسے ضمیر نہیں مانا جاتا-

س:- وہ کیسے؟
ج:- کیونکہ اس کا ترجمہ نہیں کیا جاتا-

س:- مثال دیں-
ج:- " ذاك زيدٌ " ، " ذاكما زيدٌ " ، " ذاكم زيدٌ " سب کا ترجمہ ہوگا " وہ زید ہے "-

س:- تو پھر ان تینوں میں فرق کیا ہے؟
ج:- تعداد کا پتہ چل گیا-

س:- حرف خطاب لگانے کے بعد کل کتنی تعداد ہوگئیں؟
ج:- 25-
ذاكَ ، ذاكما ، ذاكم ، ذاكِ ، ذاكما ، ذاكنَّ ، ذانِك ، ذانِكما ، ذانِكم ، ذانِك ، ذانِكنَّ-
تاك ، تاكما . . .
تانك ، تانكما . . .
اولئك ، اولئكما ، اولئكم ، اولئك ، اولئكنَّ-

س:- " ذا " ، " ذالك " اور " ذاك " میں کیا فرق ہے؟
ج:- ذا – مشارٌ الیہ قریب کے لیے-
ذالك - مشارٌ الیہ بعید کے لیے-
ذاك - مشارٌ الیہ متوسط کے لیے-

فصل 3 – اسم موصول

س:- اسم موصول سے کیا مراد ہے؟
ج:- موصول وہ اسم ہے جو جملہ کا جز تام نہیں بن سکتا جب تک کہ اس کے بعد صلہ نہ پایا جائے-

س:- صلہ سے کیا مراد ہے؟
ج:- صلہ ہمیشہ جملہ ہوتا ہے-

س:- صلہ اور موصول کو کیسے جوڑتے ہیں؟
ج:- عائد (ضمیر) کے ذریعے ، صلہ میں ضمیر ہوتی ہے جو موصول کو لوٹتی ہے-

س:- " جاء الذی ضربك " کی ترکیب کریں-
ج:- جاء – فعل
الذی – مرفوع محلاً ، اسم موصول (فاعل)-
ضربك – ضرب فعل ، " ھو " ضمیر فاعل جو راجع اسم موصول کو-
" ك " منصوب محلاً مفعول ، فعل اپنے فاعل اور مفصول سے مل کر جملہ فعلیہ ہوا پھر صلہ ہوا-
موصول صلہ مل کر جاء کے لیے فاعل ، فعل اپنے فاعل سے مل کو جملہ فعلیہ ہوا-

س:- " ضربتُ الذی رائیتہ " کی ترکیب کویں؟
ج:- ضربتُ – ضرب فعل ، " تُ " ضمیر مرفوع محلاً فاعل-
الذی – اسم موصول منصوب محلاً مفعول-
رائیتہ – رائیت فعل ، " ت " ضمیر فاعل مرفوع محلاً ، " ھا " ضمیر منصوب محلاً راجع اسم موصول کو ، فعل اپنے فاعل اور مفعول سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر صلہ ہوا-
موصول اپنے صلہ سے مل کر مفعول ہوا ، فعل اپنے فاعل اور مفعول سے مل کر جملہ فعلیہ ہوا

س:- مذکر کے لیے اسم موصول کون سا ہے؟
ج:- " الذی " – واحد کے لیے-
" الذان " ، " الذَیْنِ " – تثنیہ کے لیے (رفع ، نصب و جر)
" الذِیْنَ " ، " اُلی " – جمع کے لیے-

س:- اسم موصول تو مبنی ہے پھر تثنیہ میں نصب و جر کیوں؟
ج:- اتفاقیہ مانا جاتا ہے-

س:- مونث کے لیے اسم موصول کون سا ہے؟
ج:- " التی " – واحد کے لیے
" اللتان " ، " اللتَیْنِ " – تثنیہ کے لیے (رفع ، نصب و جر)
" اللاتی " ، " اللواتی " ، " اللائی " – جمع کے لیے

س:- اسم موصول تو مبنی ہے پھر تثنیہ میں نصب و جر کیوں؟
ج:- اتفاقیہ مان لیا گیا ہے-

س:- کیا " الذی " کے علاوہ بھی کوئی الفاظ اسم موصول کے طور پر آتے ہیں؟
ج:- " ما " (غیر ذوی العقول کے لیے آتا ہے) ، " مَن " (ذوی العقول کے لیے آتا ہے) ، " ایٌّ " ، " ایّۃٌ "-

س:- کیا " ال " بھی " الذی " کے معنی میں آسکتا ہے؟
ج:- آسکتا ہے مگر اس شرط ہے اور وہ یہ کہ اس کا صلہ اسم فاعل اور اسم مفعول کے علاوہ ممکن نہیں-

س:- مگر اوپر ہم نے پڑھا کہ صلہ جملہ ہونا چاہیے-
ج:- اسم فاعل اور اسم مفعول تقدیراً جملہ فعلیہ ہوتے ہیں-

س:- اسم فاعل کی مثال دیں-
ج:- " جاءنی الضارب زیداً " ، یہاں " ال " الذی کے معنی میں ہے-

س:- اسم مفعول کی مثال دیں-
ج:- " جاءنی المضروب غلامه " ، یہاں " ال " الذی کے معنی میں ہے-

س:- " ایٌ " ، " ایۃٌ " کا ضابط بیان کریں-
ج:- اصل میں معرب ہیں ، ان کے استعمال کی چار صورتیں ہیں جس میں صرف ایک مبنی ہے-

س:- وہ چار صورتیں کیا ہیں؟
ج:- وہ یہ ہیں-
- یہ کبھی اضافت کے ساتھ استعمال ہونگے اور کبھی بغیر اضافت کے
- دونوں صورتوں میں صلے کا اول جز مذکور ہوگا یا نہیں ہوگا

اس طرح یہ چار صورتیں ہوئیں-

س:- تو مبنی ہونے کی کیا صورت ہے؟
ج:- یہ اضافت کے ساتھ ہوں اور صلے کا اول جز مذکور نہ ہو-

س:- مثال دیں-
ج:- " ثم لننز عن من کل شیعۃ ایھم اشد علی الرحمن عتیاً ای ھو اشد " ، یہاں " ای " مبنی ہے چونکہ اضافت کے ساتھ استعمال ہوا-

فصل 4 – اسمائے افعال

س:- اسمائے افعال سے کیا مراد ہے؟
ج:- یہ ہوتے تو اسم ہیں مگر معنی فعل کا ادا کرتے ہیں-

س:- اگر یہ معنی فعل کا ادا کرتے ہیں تو کس زمانے میں؟
ج:- ماضی یا امر-

س:- مثال دیں-
ج:- " رُوَیْداً زیداً " (یعنی " امْهِل زیداً " ، زید کو مہلت دے دو) ، یعنی " رُوَیْداً " اسم ہے " امْهِل " کے معنی میں ہے-
" هیهات زید " (زید دور ہوا) ، یہ " بَعُدَ " کے معنی میں ہے-

س:- اس طرح کرنے کا کیا فائدہ؟
ج:- کلام میں اختصار اور مبالغہ پیدا ہوتا ہے-

س:- وہ کیسے؟
ج:- اس لیے کہ یہ مفرد ، مونث ، جمع سب کے لیے اسی طرح رہے گا مختصر تو ہوا مگر اشکال (شک) آگیا-

س:- وہ کون سا اسم کا وزن ہے جو امر کے معنی میں آتا ہے؟
ج:- فعالِ-

س:- کیا ہم خود بنا سکتے ہیں؟
ج:- جی ہاں ، مگر صرف ثلاثی مجرد سے ، تمام ثلاثی مجرد سے نہیں مگر اکثر سے-

" اِضْرِبْ " سے " ضراب " (تو مار)
" اُنْصُرْ " سے " نصار " (تو مدد کر)

فصل 5 – اسمائے اصوات

س:- اسمائے اصوات سے کیا مراد ہے؟
ج:- ہر وہ لفظ جس سے کہ ، کسی کی آواز کی حکایت کی گئی ہو یا وہ الفاظ جس سے جانوروں کو آواز دی جاتی ہے-

س:- مثال دیں-
ج:- " غاقِ " (کوے کی آواز)
" میاؤں " (بلی کی آواز)
" نخِ " (اونٹ کو بٹھانے کے لیے بولتے ہیں)

فصل 6 – مرکبات

س:- مرکبات سے کیا مراد ہے؟
ج:- وہ اسم جو کم از کم دو کلموں سے مل کر بنا ہو اس طرح کہ دونوں کے درمیان نسبت نہ ہو-

س:- اگر نسبت ہوگی تو کیا فرق پڑے گا؟
ج:- جملہ بن جائے گا-

س:- مرکب کی کتنی صورت ہوسکتی ہیں؟
ج:- 1) ثانی اسم میں حرف متضمن ہو 2) ثانی اسم میں حرف متضمن نہ ہو

س:- ثانی اسم میں حرف متضمن ہو تو کیا اعراب ہوگا؟
ج:- واجب ہے دونوں کو مبنی علی الفتح بنایا جائے جیسے-
" احَدَ عَشَرَ " اصل میں " احدُ و عشرُ " (" و " ثانی میں چھپ گیا)-

س:- تو کیا " اثنی عشر " بھی مبنی ہے؟
ج:- جی نہیں-

س:- ایسا کیوں ہے؟ اور اس کا اعراب کیا ہے؟
ج:- یہ معرب ہے ، یعنی پہلا مبنی نہیں ہے کیونکہ اس کی مشابہت تثنیہ کے ساتھ ہوتی ہے تو حکم بھی تثنیہ والا دے دیا اور تثنیہ کی طرح " ن " گرا دیا-

س:- ثانی اسم میں حرف متضمن نہ ہو تو کیا اعراب ہوگا؟
ج:- اسم میں کئی لغت ہیں بلیغ یہ ہے کہ پہلے کو مبنی علی الفتح بنا دیں اور ثانی کو معرب بنائیں ، غیر منصرف (یعنی ان پر کسرۃ اور تنوین داخل نہ ہو)-

س:- مثال دیں-
ج:- " بَعْلَبَكَّ " سے " جاءنی بَعْلَبَكَّ " ، " رائیتُ بَعْلَبَكَّ " ، " مررتُ بَعْلَبَكَّ "-

فصل 7 – کنایات

س:- کنایات کون سے اسم کو کہتے ہیں؟
ج:- یہ وہ اسم ہیں جو عدد مبہم یا حدیث مبہم پر دلالت کریں یعنی ابہام اور خفاء دور کریں-

س:- عدد سے ابہام کو دور کرنے والے اسم کون سے ہیں؟
ج:- " کم " اور " کذا "-

س:- حدیث سے خفاء کو دور کرنے والے اسماء کون سے ہیں؟
ج:- " لَیْتَ " و " ذَیْتَ "-

س:- کوئی حدیث کی مثال دیں-
ج:- یہ آدمی ایسا ایسا ہے-

س:- کوئی عدد کی مثال دیں-
ج:- میں نے اتنے اتنے روپے دیے-

س:- " کَم " کی کتنی قسمیں ہیں؟
ج:- دو – استفہامیہ اور خبریہ-

س:- " کم " استفہامیہ (سوال پوچھنا) کے بعد تمیز کس طرح آتی ہے؟
ج:- " کم " استفہامیہ کے بعد تمیز آتی ہے جو کہ مفرد منصوب ہوتی ہے مثلاً " کم رجلاً عندك " (آپ کے پاس کتنے آدمی ہیں)-

س:- " کم " خبریہ کے بعد تمیز کس طرح آتی ہے؟

ج:- " کم " خبریہ کی تمیز مفرد مجرور یا جمع مجرور آتی ہے ، اضافت کی وجہ سے ، اس کے معنی کثرت بیان کے ہیں مثلاً
" کم رجال لَقِیْتُم " (کتنے ہی (بہت سے) آدمیوں سے میں نے ملاقات کی)
" کم مال اَنْفقتُہ " (کتنا ہی مال میں نے خرچ کیا)

س:- کیا استفہامیہ اور خبریہ میں " مِنْ " داخل ہوسکتا ہے؟

ج:- جی ہاں-

س:- مثال دیں-

ج:- " کم مِنْ رجلٍ لقیتہ "-

س:- کیا تمیز کو حذف کر سکتے ہیں؟

ج:- جی ہاں اگر قرینہ موجود ہو تو-

س:- مثال دیں-

ج:- " کم مالُك " یعنی " کم دینارٍ مَالُك "-
" کم ضربتُ " یعنی " کم ضربتٍ ضربتُ "-

س:- " کم " خبریہ اور استفہامیہ کا اعراب کیا ہوتا ہے؟

ج:- " کم " دونوں صورتوں میں محلاً منصوب ، مجرور یا مرفوع ہوتا ہے-

س:- منصوب ہونے کی کیا پہچان ہے؟

ج:- اگر " کم " کے ما بعد فعل اس کی ضمیر میں مشغول نہیں مثلاً " زیداً ضربتُ " تو وہ اس پر عامل مانا جائے گا ، یعنی منصوب ہوگا-

س:- اور اگر فعل اس کی ضمیر میں مشغول ہے تو پھر؟

ج:- تو اس کے لیے محذوف نکالنا پڑے گا مثلاً " زیداً ضربتُہ "-

س:- " زیداً ضربتُہ " میں محذوف کیسے نکالیں گے؟

ج:- فعل " ہ " ضمیر پر عامل ہے چناں چہ " زیداً " کے لیے " ضربتُ " محذوف عامل ہے یعنی " ضربتُ زیداً ضربتُہ "

س:- اگر وہ ضمیر فعل کے لیے مفعول ہو تو؟

ج:- تو " کم " بھی مفعول بن جائے گا ، یعنی منصوب بھی ہوگا-

س:- کیا محذوف نکالنے سے بچا جا سکتا ہے؟

ج:- ہاں اگر " کم " کو مبتدا بنا دیں ، چونکہ یہ لفظاً نہیں محلاً ہے تو مرفوع بھی کرسکتے ہیں-

س:- " کم غلاماً ضربتُ " کی ترکیب کریں (" کم " استفہامیہ)-

ج:- کم – ممیز ، منصوب محلاً
غلاماً – تمیز ، منصوب لفظاً
ضربت – فعل (ضمیر میں مشغول نہیں)
ممیز تمیز مل کر مفعول ، فعل اپنے فاعل مفعول سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا کیونکہ استفہامیہ ہوا-

س:- " کم رجُلٍ ضربتُ " (خبریہ) کی ترکیب کریں-

ج:- کم – مبہم ممیز
رجل – تمیز ، مجرور لفظاً

ممیز تمیز مل کر مفعول فعل کے لیے ، فعل اپنے فاعل مفعول مقدم سے مل کر فعلیہ خبریہ ہوا-

س:- " کم رجُلاً ضربتَہ " کی ترکیب کریں-
ج:- کم – مبہم ممیز
رجلاً – تمیز
ممیز تمیز مل کر محلاً مرفوع مبتدا
ضربتہ – یہ جملہ فعلیہ ہو کر مبتدا کی خبر ہوا- مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا-

س:- " کم " کے لیے مجرور ہونے کی کیا پہچان ہے؟
ج:- " کم " مجرور ہو گا اگر ما قبل 1) حرف جر 2) مضاف ہو-

س:- " بِکَمْ دِرْھَمًا اِشترائیتَ " کی ترکیب کریں-
ج:- ب – حرف جر-
کم – مجرور ، مجرور محلاً ، ممیز-
درھما – منصوب لفظاً تمیز-
ممیز، تمیز مل کر مجرور ، جار مجرور مل کر متعلق " اشترائیت " فعل سے- فعل اپنے فاعل اور مفعول سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا (اگر استفہامیہ ہے)-

س:- " بِکَمْ دِرْھَمٍ اِشترائیتُ " (کتنے ہی درھم کے ساتھ میں نے خریدا... خبریہ جملہ)-
ج:- ب – حرف جر-
کم – مجرور ، مجرور محلاً ، مضاف -
درھم – مضاف الیہ-
مضاف ، مضاف الیہ مل کر مجرور ، جار مجرور مل کر متعلق " اشترائیت " سے ، اسی طرح " غلام کم رجلاً ضربتَ " ، " مال کم رجلٍ سلبتُ "-

س:- " کم " کے مرفوع ہونے کی کیا پہچان ہے؟
ج:- اگر منصوب اور مجرور نہ ہو تو مرفوع ہوگا-

س:- مرفوع ہونے کی کتنی صورتیں ہیں؟
ج:- دو ، مبتدا ہو گا یا خبر-

س:- خبر اور مبتدا کن صورتوں میں ہوگا؟
ج:- اگر " کم " کے ما بعد ظرف ہے تو خبر بنے گا ورنہ مبتدا مثلاً
کم یوماً سَفرُك (" یوماً " ظرف ہے اس لیے خبربن جائے گا اور " سفرك " مبتدا موخر بن جائے گا)

س:- " کم رجلاً اخوك " کی ترکیب کریں-
ج:- کم – مرفوع محلا ، مبہم ممیز
رجلاً – منصوب لفظاً ، تمیز
ممیز تمیز مل کر مبتدا
اخوك – مضاف ، " ك " ضمیر مجرور محلاً مضاف الیہ ، مضاف اور مضاف الیہ مل کر خبر-
مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا-

س:- " کم یوماً سَفرُك " کی ترکیب کریں-
ج:- کم – مرفوع محلاً ، مبہم ممیز
یوماً – منصوب لفظاً ، تمیز ، ظرف (مفعول فیہ) ، مبہم ممیز اپنی تمیز سے مل کر خبر مقدم –

سفرك – مرفوع لفظاً مضاف ، " ك " ضمیر مجرور محلاً مضاف الیہ - مل کر مبتدا موخر دونوں مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا-

فصل 8 – ظروف (جو مبنی ہیں)

س:- ظروف سے کیا مراد ہے؟
ج:- یہ زمان و مکان پر دلالت کرتے ہیں (مفعول فیہ)-

س:- کیا سارے ظروف مبنی ہوتے ہیں؟
ج:- نہیں-

س:- وہ کون سے ظروف ہیں جن کے مضاف الیہ کو حذف کردیا گیا ہو؟
ج:- قبلُ ، بعدُ ، فوقُ ، تحتُ –

س:- ان کو کیا کہتے ہیں؟
ج:- مقطوع الاضافۃ یا غایات (انتہا)-

س:- ان کو غایات کیوں کہتے ہیں؟
ج:- کیونکہ بات کی انتہا ہونی تھی مضاف الیہ پر مگر اس کو حذف کردیا گیا تو انتہا ان پر ہوگئی-

س:- ان کے استعمال کے کتنے طریقے ہیں؟
ج:- تین-

س:- وہ کون کون سے؟
ج:- یاد رہے یہ مضاف الیہ کو چاہتے ہیں اگر مضاف الیہ

1) عبارت (لفظاً) ذکر ہوگا (معرب ہوگا)-
2) نیت میں موجود ہے (یعنی عبادت سے حذف ہے) (مبنی علی الضمہ ہوگا)-
3) نہ عبارت میں ہے اور نہ نیت میں (معرب ہوگا)

س:- کوئی مثال دیں-
ج:- " لِاللهِ الامر مِن قبلُ و مِن بعدُ " ، جو کہ اصلاً اسطرح ہے ، " مِن قَبلِ کُلِ شيءٍ و مِن بعدِ کُلِ شيءٍ " ، چونکہ حذف آیا اس لیے مبنی کردیا-

س:- اس کے علاوہ کون کون سے مبنی ظروف ہیں؟
ج:- حیث ، اِذا ، اِذْ ، اَیْنَ و انّٰی ، متی ، کیف ، ایَّانَ ، مُذْ اور مُنْذُ ، لدی اور لدن ، قطُّ ، عوضُ-

س:- " حیث " کیا غایات میں سے نہیں ہے؟
ج:- نہیں بلکہ غایات کے متشابہ ہے-

س:- مگر یہ بھی مضاف ہوکر استعمال ہوتا ہے؟
ج:- یہ بات ٹھیک ہے مگر مضاف الیہ کے لیے جملے کا تقاضا کرتا ہے چونکہ اضافت مفرد کی طرف ہوتی ہے اور جملہ مفرد نہیں ہوتا- گویا یہ اضافت لاضافت کی طرح ہے-

س:- تو اس کا اعراب کیا ہوگا ؟
ج:- اکثر اوقات مبنی علی الضمہ بناتے ہیں، " سنتدرجهم من حيث لا يعلمون "-

س:- کیا اس کی اضافت مفرد کے ساتھ نہیں ہوسکتی؟
ج:- کبھی کبھی ہوجاتی ہے-

س:- اس صورت میں اعراب کیا ہوگا؟
ج:- اکثر کے نزدیک یہ اب بھی مبنی علی الضمہ ہوگا ، بہت قلیل کے نزدیک یہ معرب ہوگا-

س:- مثال دیں-
ج:- " اما تری حیثُ (جس جگہ) سُھیلٍ طالعاً " (یہاں حیث بمعنی مکان کے آیا ہے)-

س:- " إذا " کا کیا استعمال ہے؟
ج:- یہ مستقبل کے معنی دیتا ہے اور جب یہ ماضی پر داخل ہو تو مستقبل کے معنی ہوجاتا ہے مثلاً " اذا جاء نصراللہ " (جب آئے گی اللہ کی مدد)-

س:- اس کے مبنی ہونے کی شرط کیا ہے؟
ج:- اس کے مبنی ہونے کی شرط وہ ہی ہے جو " حیث " کی ہے-

س:- کیا اس میں شرط کے معنی بھی پائے جاتے ہیں؟
ج:- جی ہاں-

س:- کیا " إذا " کے بعد جملہ کے بجائے ، جملہ اسمیہ آسکتا ہے؟
ج:- " آتيك إذا الشمسُ طالعةٌ " ، مگر جملہ فعلیہ ما بعد پسندیدہ ہے-

س:- اس جملہ کی ترکیب کریں-
ج:- آتيك – " اتی " فعل ، " انا " ضمیر فاعل ، " ك " ضمیر منصوب محلاً مفعول-
إذا – منصوب محلاً ، ظرف مبنی ، مضاف-
الشمسُ – مرفوع لفظاً مبتدا-
طالعةٌ – مرفوع لفظاً خبر ، ضیغہ اسم فاعل ، " ھی " ضمیر فاعل جو مبتدا کو راجع مونث سماعی ، اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر شِبہ جملہ ہو کر خبر-
مبتدا خبر جملہ اسمیہ ہو کر مضاف الیہ ، دونوں مل کر مفعول فیہ ہوا " اتی " کے لیے ، فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہوا-

س:- اس کے علاوہ کوئی اور استعمال ؟
ج:- یہ مناجات (کسی چیز کا اچانک ناگہانی رونما ہونا) کے لیے آتا ہے-

س:- جب مناجات کے لیے آئے تو کیا پسندیدہ ہے؟
ج:- کہ اس کے بعد مبتدا آئے مثلاً " خرجتُ فاذا اسَبعُ و اقفٌ " (میں نکلا پس اچانک بھیڑیا کھڑا تھا)-

س:- " اذ " کا کیا استعمال ہے؟
ج:- یہ ماضی کے لیے آتا ہے اور مستقبل کو بھی ماضی کے معنی میں کردیتا ہے-

س:- اس کے بعد جملہ اسمیہ آتا ہے یا جملہ فعلیہ؟
ج:- دونوں ممکن ہیں-

س:- دونوں کی مثال دیں-

ج:- " جئتُكَ اِذْ طلعت الشمسُ " (میں تیرے پاس آیا جب کے سورج طلوع ہوا)
" اِذ الشمس طالعۃٌ " (میں تیرے پاس آیا جب کہ سورج طلوع ہونے والا تھا)

س:- " ایْنَ " اور " انَّی " کا کیا استعمال ہے؟
ج:- یہ دونوں مکان اور شرط کے معنی میں آتے ہیں-

س:- مکان کے معنی کی مثال دیں-
ج:- " این تمشی " (تو کہا جاتا ہے) ، " انَّی تقعد " (تو یہاں بیٹھے گا)-

س:- شرط کی معنی کی مثال دیں-
ج:- " این تجلِس اَجلِس " (جہاں تو بیٹھے گا میں بیٹھونگا)
" انّی تقُم اقُم " (جہاں تو کھڑا ہوگا وہاں میں کھڑا ہونگا)

س:- " این تَمْشِی " کی ترکیب کریں-
ج:- این – مفعول فیہ ، منسوب محلاً
تَمْشِی – فعل ، " انت " ضمیر فاعل
فعل اپنے فاعل اور مفعول سے مہ کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا-

س:- " متی " کا کیا استعمال ہے؟
ج:- شرط اور استفہام کے لیے آتا ہے- مثلاً
" متی تصُم اصُم " (جب تو روزہ رکھے گا میں رکھوں گا)
" متی تسافر اسافر " (جب تو سفر کرے گا میں کرونگا)

س:- " کیف " کا کیا استعمال ہے؟
ج:- حال و کنیت کا سوال کرنے کے لیے مثلاً " کیف انت "-

س:- " اَیَّانَ " کا کیا استعمال ہے؟
ج:- یہ متی کی طرح زمان کے لیے استفہام کی صورت میں آتا ہے-

س:- پھر " اَیَّانَ " اور " متی " میں کیا فرق ہے؟
ج:- " متی " کسی معمولی یا خاص چیز کے (مستقبل حال یا ماضی) سوال کے لیے آتا ہے-
" اَیَّانَ " کسی عظیم چیز کے لیے خاص ہے (اور مستقبل کے لیے آتا ہے) جیسے " اَیَّانَ یوم الدین " (قیامت کا دن کب آئے گا)-

س:- " مُذْ " اور " مُنْذُ " کا کیا استعمال ہے؟
ج:- یہ اول مدت اور جمیع مدت کو بیان کرتے ہیں-

س:- اول مدت کو کب بیان کرتے ہیں؟ مثال دیں-
ج:- جب " متی " کا جواب بننے کی صلاحیت رکھتے ہوں جیسے " ما رائیتُہ مُنْذُ \ مُذْ یوم الجمعۃ " اس شخص کے جواب میں " متی رائیتَ زیداً "-

س:- جمیع مدت کو کب بیان کرتے ہیں مثال دیں؟
ج:- جب " کم " کا جواب بننے کی صلاحیت ہو جیسے " ما رائیتُہ مُنْذُ \ مُذْ یومان " جو جواب ہے " کم مدۃٌ ما راتِیْتَ زیداً "

س:- کیا یہ حروف اور ظروف کے طور پر استعمال ہوسکتے ہیں؟
ج:- جی ہاں یعنی مبتدا بنتے ہیں-

س:- " لدی " اور " لدن " کا کیا استعمال ہے؟
ج:- یہ " عِنْدَ " کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں " المالُ لديْك " (تیرے پاس مال ہے)

س:- " المالُ لديك " کی ترکیب کریں-
ج:- المالُ – مرفوع لفظاً مبتدا
لديك – لدی منصوب محلاً مضاف ، " ك " مجرور محلاً مضاف الیہ-
مضاف اور مضاف الیہ مل کر متعلق ثبت ، ثبت فعل ، " ھو " ضمیر فاعل جو راجع مبتدا (المال) کو-
یہ جملہ فعلیہ ہو کر خبر ، مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ ہوا

س:- " عند " اور " مُذْ ، مُنْذُ " میں کیا فرق ہے؟
ج:- " عند " کے لیے شیئ کا حاضر ہونا ضروری نہیں (مثلاً پیسے گھر پر بھی ہو سکتے ہیں)

س:- کیا " لدن " کی دوسری لغات بھی ہیں؟
ج:- جی ہاں مثلاً لَدْنِ ، لُدْنَ ، لَدَنْ ، لَدْ ، لُدْ ، لِدْ-

س:- " قطُّ " استعمال بیان کریں؟
ج:- " قطُّ " (کبھی بھی) ماضی منفی کے لیے آتا ہے مثلاً " ما رائتُه قطُّ " (میں نے اس کو ہر گز " کبھی نہیں " دیکھا)-

س:- " عوضُ " (ہرگز ، کبھی نہیں) کا کیا استعمال ہے؟
ج:- یہ مستقبل کے لیے آتا ہے ، مثلاً " لا اِضْرِبهُ عوضُ " (میں کبھی بھی اس کی پٹائی نہیں کرونگا)-

س:- " ھذا یومَ یَنْفَعُ الصَّدِقِینَ صِدْقُهْم " میں " یوم " پر فتح کیوں ہے؟
ج:- جب ظروف کی جملے کی طرف یا " اذ " کی طرف اضافت کی جاۓ تو ان کا مبنی علی الفتحۃ ہونا جائز ہے-

س:- " یومِئِذٍ " اور " یومَئِذٍ " کس طرح بنا ہے؟
ج:- یہ " یوم اذ کان کذا " تھا ، " کان کذا " کو حذف کردیا اور اس کی جگہ تنوین لے آۓ-

س:- مثل اور غیر کا اعراب کیا ہے جبکہ یہ " ما " ، " اَنْ " اور " اَنَّ " کے ساتھ استعمال ہوں؟
ج:- فتحہ پر مبنی ہونگے ، " ضربته مثلَ ما ضَرَبَ زیدٌ " ، " غیرَ انَّ ضربَ زیدٌ "-

س:- کیا " اَمْسِ " کسرۃ کے ساتھ آتی ہے؟
ج:- اہل حجاز کے نزدیک کسرۃ کے ساتھ ہے-

باب کا خاتمۃ

فصل 1- اقسام اسم

س:- خاتمہ میں کن چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے؟
ج:- اسم کے احکامات کا ، معرب اور مبنی کے علاوہ-

س:- اسم کی کتنی قسمیں ہیں؟

ج:- دو ، معرفۃ و نکرۃ-

س:- معرفۃ سے کیا مراد ہے؟

ج:- معرفۃ وہ اسم ہے جو وضع کیا جائے کسی معین چیز کے لیے-

س:- معرفۃ کتنی اقسام پر ہے؟

ج:- چھ ، مگر اسماء اشارۃ اور موصولات کو الگ گنے تو ساتھ-

1) مضمرات
2) اعلام
3) مبہمات (اسما اشارات و اسما موصولات)
4) معرف باللام
5) اس میں سے کسی کی طرف مضاف ہونا ، اضافت معنوی کی صورت میں-
6) معرفۃ بہ ندا

س:- اسمیات کا خاکہ بنائیں-

ج:-

الاسم
معرفۃ
المضمر
العَلَم
المبہمات (اشارۃ و موصولات)
المعرف باللام
المضاف الی احدھما
المعرف بالنداء
نکرۃ
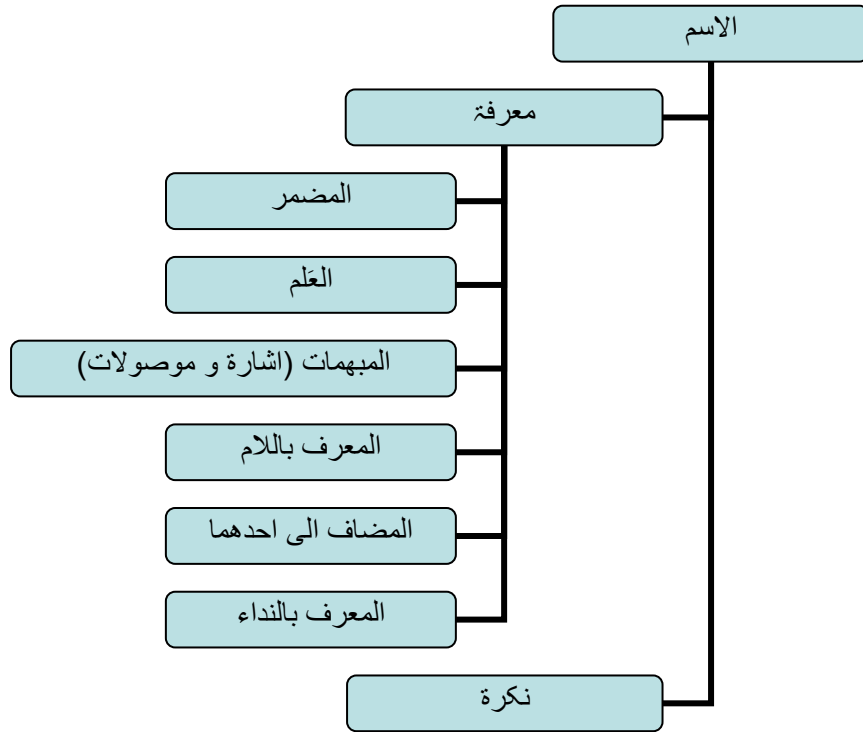
س:- اوپر عَلَمْ (اعلام) کا ذکر ہوا اس سے کیا مراد ہے؟

ج:- وہ سم جو وضع کیا گیا ہو کسی معین شئ کے لیے ، صرف ایک شئ کے لیے ، کوئی غیر (دوسری شئ) اس میں شامل نہ ہو- مثلاً " زید "-

س:- مگر " زید " تو بہت سارے لوگوں کا نام ہے یہ " عَلَمْ " تو نہ ہوا؟

ج:- کسی " زید " کی طرف سوچتے ہوئے کسی دوسرے " زید " کو نہیں سوچا جاتا-

س:- معرفۃ میں سب سے کامل اور اکمل " تعریف " کس ترتیب میں ہے؟

ج:- 1) ضمیر متکلم 2) ضمیر مخاطب 3) ضمیر غائب 4) عَلَم 5) مبہمات 6) معرف بالام
7) معرف بہ نداء

س:- مضاف پر مضاف الیہ کا کیا اثر ہوتا ہے؟

ج:- مضاف اس درجے کا ہوگا جس درجے کا مضاف الیہ ہوگا ، مثلاً مضاف الیہ " عَلَم " تھا تو مضاف بھی " عَلَم " ہوگا ، " غلامُ هذا " ، " غلامُ زيدٍ "-

س:- اسم نکرة سے کیا مراد ہے؟

ج:- وہ اسم جو وضع کیا گیا ہو غیر معین چیز کے لیے مثلاً " رجل " اور " فرس "-

فصل 2 – اسماء عدد

س:- اسماء عدد سے کیا مراد ہے؟

ج:- یہ وہ اسماء ہیں جو اشیاء یا افراد کی مقدار (Number) بیان کریں-

س:- بنیادی عدد کتنے ہیں؟

ج:- بنیادی عدد بارہ ہیں " واحد " سے " عشرة " تک اور " مِائة " (سو) ، " اَلْف " (ہزار)-

س:- " واحد " اور " اِثْنِيْن " کے لیے کیا اصول ہے؟

ج:- مذکر کے لیے عدد مذکر اور مونث کے لیے عدد مونث آ‌ئے گا ، مثلاً " الواحد " ، " اثنان " اور " الواحدة " ، " الاثنتان" -

س:- " ثلاثة " سے " عشرة " تک کیا اصول ہے؟

ج:- یہ خلاف قیاس ہے یعنی مذکر کے لیے " تاء " کے ساتھ مونث اور مونث کے لیے مذکر، مثلاً " ثَلاثَةُ رِجالٍ . . . عَشَرَةُ رِجالٍ اور ثَلاثُ نِسْوَةٍ . . . عَشْرُ نِسْوَةٍ-

مذکر - ثَلاثَةُ رِجالٍ ، اَرْبَعَةُ رِجالٍ ، خَمْسَةُ رِجالٍ . . . عَشَرَةُ رِجالٍ -

مونث – ثلاثُ نِسْوَةٍ ، اربعُ نِسْوَةٍ ، خَمْسُ نِسْوَةٍ . . . عَشْرُ نِسْوَةٍ –

س:- اور " عشر " کے بعد کس طرح ہو گا-

ج:-

مذکر – اَحَدَ عَشَرَ رَجُلاً (11) ، اثنا عَشَرَ رَجُلاً (12) ، ثَلا ثَةَ عَشَرَ رَجُلاً (13) ، . . . ، تِسْعَةَ عَشَرَ رَجُلاً (19) ، عِشْرُونَ رَجُلاً (20) ، اِحْدَی و عِشْرُونَ رَجُلاً (21) ، اِثْنَان و عِشْرُونَ رَجُلاً (22) ، ثَلاثَةَ و عِشْرُونَ رَجُلاً (23) ، . . . ، تِسْعَةَ و تِسْعُونَ رَجُلاً (90) ، مِائَةُ رجُلٍ (100) ، . . . ، مائتَا رجُلٍ (200) ، . . . ، اَلْفُ رجُلٍ (1000) ، . . . ، الفا رجُلٍ (2000) –

مونث – اِحْدَی عَشْرَةَ اِمْرَأَةً (11) ، اِثْنَتَا عَشْرَةَ اِمْرَأَةً (12) ، ثَلاثَ عَشْرَةَ اِمْرَأَةً (13) ، . . . ، تِسْعَ عَشْرَةَ اِمْرَأَةً (19) ، عِشْرُونَ اِمْرَأَةً (20) ، اِحْدَی و عِشْرُونَ اِمْرَأَةً (21) ، اِثْنَتَان و عِشْرُونَ اِمْرَأَةً (22) ، ثَلاثَ و عِشْرُونَ اِمْرَأَةً (23) ، . . . ، تِسْعَ و تِسْعُونَ اِمْرَأَةً (90) ، مِائَة اِمْرَأَةً (100) ، . . . ، مائتَا اِمْرَأَةً (200) ، . . . ، الفُ اِمْرَأَةً (1000) ، . . . ، الفا اِمْرَأَةً (2000) -

س:- اگر عدد سو اور ہزار سے بڑھ جائے تو کس طرح عمل ہو گا ؟

ج:- سب سے پہلے ہزار پھر سو پھر احاد پھر عشرات ، یعنی پہلے ہزار پھر سیکڑہ پھر اکائی پھر دہائی لکھی جائے گی ، مثلاً

"عندي الف و ماتہ واحد و عشرون رجلاً " (میرے پاس ایک ہزار ایک سو اکیس مرد ہیں)-

" عندي الفان و مائتان و اثنان و عشرون " (میرے پاس دو ہزار دو سو بائیس مرد ہیں)-

" اربعة آلاف و تسعمائة و خمس اربعون امراة " (چار ہزار نو سو پچیس عورتیں)-

س:- " واحد " اور " اِثْنَيْن " کے لیے تمیز کا قاعدہ ہے؟

ج:- یہ دونوں خود عدد پر دلالت کرتے ہیں ، اس لیے ان میں عدد ممیز کی حاجت نہیں ہوتی ہے ، مثلاً " عندي رجل " ، " عندي رجلان "۔

س:- " واحد " اور " اثنان " کے علاوہ اعداد کے لیے تمیز کا کیا بیان ہے ؟
ج:- ان کے لیے تمیز دینے والا ضروری ہے ، پس " ثلث " سے " عشر " تک کا تمیز دینے والا مجرور اور جمع کا صیغہ ہوگا- مثلاً " ثلاثہ رجالٍ " ، " ثلاث نسوۃٍ " - یہاں " رجالٍ " اور " نسوۃٍ " ممیز ہیں ، مجرور اور جمع کے صیغے ہیں-

س:- اگر سو کا ممیز ہو تو قاعدہ کیا ہوگا ؟
ج:- اگر سو کا ممیز ہو تو وہ مجرور مفرد واقع ہوگا مثلاً " ثلاث مائۃٍ "-

س:- " احد عشر " سے ننانوے تک کیا قاعدہ ہوگا ؟
ج:- اس کے لیے ممیز مفرد و منصوب ہوگا مثلاً " احد عشر رجلاً " ، " احدی عشرۃ امراۃ " ، " تسع و تسعون امراۃ " ، " تسعۃ و تسعون رجلاً "-

س:- " مِائۃ " اور " الف " اور دونوں کے " تثنیہ " کا اور " الف " کے جمع کا کیا قاعدۃ ہے؟
ج:- اس کے لیے مفرد اور مجرور ہوگا مثلاً " مائۃ رجلٍ " ، " مائۃ امراۃٍ " ، " الف رجلٍ " ، " الف امراۃٍ "-

فصل 3 – الاسم مذکر و مونث کا بیان

س:- مونث کون سا اسم ہوتا ہے ؟
ج:- مونث وہ اسم ہے جس میں علامت تانیث لفظاً موجود ہو ، یا اسم تقدیراً مونث ہوگا ، مذکر اس کے برخلاف ہے-

س:- علامات مونث کون سی ہیں؟
ج:- وہ یہ ہیں
1) تاء (طلحۃ)
2) الف مقصورۃ (حبلی ، عورت کا نام)
3) الف ممدودۃ (حمراء)

س:- الف ممدودۃ کا تجزیہ کریں-
ج:- الف ممدودۃ دراصل دو عدد ہیں ، پہلا آواز کو لمبا کرنے کے لیے اور دوسرا تانیث کے لیے ، اور قاعدہ ہے کہ الف زائدۃ کے بعد اگر حرف علت آئے تو اسے حمزاء سے بدلتے ہیں اس لیے " حمراء " ہوا-

س:- مقدر میں علامت تانیث کیا ہے؟
ج:- یہ صرف " تاء " ہے مثلاً " ارض " اور " دار " میں ، کیونکہ انکی تعضیر " أُرَيْضۃٌ " اور " دُوَيْرَۃٌ " آتی ہے ، اور تعضیر میں صیغہ کے حروف اصلی سب واپس آجاتے ہیں-

س:- مونث کی کتنی قسمیں ہیں؟
ج:- مونث حقیقی اور مونث لفظی-

س:- مونث حقیقی سے کیا مراد ہے؟
ج:- جس کے مقابل کوئی حیوان مذکر ہو ، مثلاً " امراۃ "-

س:- مونث لفظی سے کیا مراد ہے؟
ج:- یعنی اس کے مقابل کوئی حیوان نہ ہو بس اہل زبان اسی طرح بولتے ہیں مثلاً " عین "-

فصل 4 – مثنّی (تثنیہ)

س:- تثنیہ یا مثنّی سے کیا مراد ہے؟
ج:- یہ ایسا اسم ہے جو دو کے ہونے پر دلالت کرے جیسے دو آدمی ، دو عورتیں ، دو دروازے وغیرہ ، یہ وہ اسم ہے جس کے آخر میں " الف " یا " یاء " ما قبل مفتوح ، اور نون مکسور آخر میں آئے- مثلاً
رَجُلانِ (رفع)
رَجُلَیْنِ (نصب)

س:- اگر حرف علت آخر میں آئے تو کیا پھر بھی اسی طریقہ سے تثنیہ بنے گا ؟
ج:- نہی بلکہ یہ طریقہ صرف صحیح کی صورت میں ہے یعنی جب حرف علت آخر میں نہ ہو-

س:- اگر اسم کے آخر میں اسم مقصورۃ ہو تو تثنیہ بنانے کا کیا طریقہ ہو گا ؟
ج:- اگر آخر میں اسم مقصورۃ آرہا ہو تو دو صورتیں ہوں گی-
1) الف مقصورۃ " واؤ " سے بدلا ہوا ہو اور ثلاثی (تین حرفی) ہو تو- اصل کی جانب لوٹ جائے گا یعنی " واؤ " واپس آجائے گا- جیسے " عصا " سے " عصوان " –

2) الف مقصورۃ " یاء " سے یا کسی اور سے بدلا ہوا ہو (" واؤ " کے علاوہ) اور ثلاثی (تین حرفی) یا رباعی (چار حرفی) ہو تو وہ " الف " ، " یاء " سے بدل جائے گا مثلاً
" رحی " سے " رحیان " (اس کا " الف " ، " یاء " سے بدلا گیا ہے)
" ملھی " سے " ملھیان " (ملھی کا " الف " ، " واؤ " سے بدلا کیا ہے)
" حباری " سے " حباریان "
" حبلی " سے " حبلیان "

س:- اگر اسم کے آخر میں الف ممدودۃ ہو تو تثنیہ بنانے کا کیا طریقہ ہے؟
ج:- اس کی تین صورتیں ہیں-
1) اگر ہمزہ اصلی ہو تو اسے باقی رکھا جائے گا مثلاً " قرّاءٌ " سے " قرّآنِ " –
2) اگر تانیث کیلئے تھا تو وہ " الف " ، " واؤ " سے بدل جائے گا مثلاً " حمراءٌ " سے " حمراوانِ "-
3) اصل سے ہی " واؤ " یا " یاء " سے بدلا ہوا تھا تو اب تثنیہ میں اس میں دونوں وجہ جائز ہیں مثلاً " کساآنِ " سے "کساوانِ"-

س:- تثنیہ کا " ن " کب حذف کرنا واجب ہے ؟
ج:- اضافت کے وقت واجب ہوتا ہے مثلاً " غلاما زیدٍ " ، " مسلما مصرٍ "-

س:- کیا " تاء " تانیث بھی حذف کردی جاتی ہے ؟
ج:- جی ہاں – خاص کر ان دو لفظوں " خصیۃ " اور " اَلیۃ " کی تثنیہ بناتے وقت-

س:- اگر ایک مثنّی کی اضافت دوسرے مثنّی کی طرف کی جائے تو کیا صورت ہو گی؟
ج:- اس صورت میں پہلے مثنّی کو لفظِ جمع سے تعبیر کریں گے- مثلاً
" فقد صفت قلوبکما " (" قلوب " کی اضافت " کما " کی طرف ہے ، یہ اصل میں " قلبان " تھا)
" فاقطعوا ایدیہما " (" ایدی " جمع کی اضافت " ہما " کی طرف کی گئی ہے ، یہ اصل میں " یداہما " تھا)

س:- اس کی کیا وجہ ہے؟

ج:- اس کی وجہ یہ ہے کہ دو تثنیہ کا اجتماع ایسے مقام پر ناپسندیدہ سمجھا گیا ہے جبکہ دونوں میں اتصال مؤکدہ پایا جاتا ہے ، لفظاً یا معناً ، کیونکہ مضاف کے معنی مضاف الیہ کا جزو ہوتے ہیں-

فصل 5 – جمع

س:- اسم جمع سے کیا مراد ہے؟
ج:- مجموع وہ اسم ہے جو ایسے افراد (ایک سے زیادہ) پر دلالت کرے جو تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ حروفِ مفردہ سے مقصودہ ہوتے ہیں ، یاد رہے یہ تبدیلی معنوی یا تقدیری ہو سکتی ہے- مثلاً
" رَجُلٌ " کی جمع " رِجَالٌ " (یہ لفظی تبدیلی ہوئی کیونکہ " رجال " تھوڑا سا تبدیلی کے بعد آیا ہے)
" فُلْكٌ " (کشتی) کی جمع " فُلْكٌ " (کشتیاں) ، (یہ تقدیری تبدیلی ہے کیونکہ " فُلْكٌ " میں کوئی تبدیلی نہیں آئی مگر معنی جمع کا ہوگیا)

س:- " فُلْكٌ " کی جمع " فُلْكٌ " کس اصول کے تحت ہوئی؟
ج:- " أُسْدٌ " کے وزن پر جمع جو " اَسد " سے ہے اور " قُفْلٌ " کے وزن پر واحد ، دھیان رہے دونوں کا وزن ایک ہی ہے اس لیے تقدیراً مان لیا گیا ہے-

س:- کیا ایسے الفاظ موجود ہیں جو افراد (ایک سے زیادہ) پر دلالت کریں مگر پھر بھی جمع نہ ہوں؟
ج:- جی ہاں ، جیسے " قوم " ، "رھط " اور اس جیسے دوسرے اسماء اگرچہ وہ افراد پر دلالت کرتے ہیں مگر ان کا کوئی مفرد نہیں ہے اس لیے انہیں جمع نہیں مانا جاتا-

س:- جمع کی کتنی قسمیں ہیں؟
ج:- جمع کی دو قسمیں ہیں-
1) جمع صحیح
2) جمع مکسّر

س:- جمع صحیح سے کیا مراد ہے؟
ج:- وہ جمع جس میں اس کے واحد کا وزن تبدیل نہ ہو مثلاً " مَلْعُون "-

س:- جمع مکسّر سے کیا مراد ہے؟
ج:- وہ جمع جس میں اس کے واحد کا وزن تبدیل ہو مثلاً " رِجَالٌ "-

س:- جمع صحیح کی کتنی قسمیں ہیں؟
ج:- دو قسمیں ہیں-
1) مذکر سالم
2) مونث سالم

س:- اسم صحیح ہونے کی صورت میں مذکر سالم کیسے بنے گا ؟
ج:- اس کے آخر میں " واؤ " ما قبل مضموم اور نون مفتوح لاحق کیا جائے گا مثلاً
" مُسْلِمٌ " کی جمع " مُسْلِمُونَ " (بحالت رفع)
" مُسْلِمٌ " کی جمع " مُسْلِمِيْنَ " (بحالت نصب و جر)

س:- اسم ناقص ہونے کی صورت میں مذکر سالم کیسے بنے گا ؟
ج:- اس کی دو صورتیں ہیں
1) اگر اسم کے آخر میں یاء ساکن ما قبل مکسور ہو تو

اس کی جمع بناتے وقت " واؤ " اور " ن " بڑھانے کے ساتھ ساتھ " یاء " کو آخر سے حذف کردیا جائے گا مثلاً
" قاضی " سے " قاضون " (اصل میں قاضیون تھا)-
" داعی " سے " داعون " (اصل میں داعیون تھا)-

2) اگر اسم مقصورۃ ہو یعنی اسم کے آخر میں الف مقصورۃ ہو تو
اس کی جمع بناتے وقت آخر سے اس کے الف کو حذف کردیا جائے گا اور اس کے ما قبل پر جو فتحۃ ہے اس کو باقی رکھیں گے تاکہ وہ اپنے ما بعد والے الف کے حذف کیے جانے پر دلالت کرے مثلاً
" مُصْطَفٰی " سے " مُصْطَفَوْنَ "

س:- کیا جمع کا مذکر سالم کا مذکورہ بالا طریقہ غیر ذوی العقول کے لیے بھی ہے؟
ج:- جی نہیں بلکہ یہ صرف ذوی العقول کے لیے بھی مخصوص ہے- مگر عرب بعض اوقات اسے خلاف قاعدہ بھی استعمال کر لیتے ہیں مگر یہ شاذ ہے- جیسے
سنۃ سِنُونَ
ارض اَرْضُونَ
ثبۃ ثُبُونَ
قلۃ قِلُونَ

س:- جمع مذکر سالم بنانے کے لیے اسم ہوگا یا صفت ہوگی؟
ج:- اسم اور صفت دونوں ممکن ہیں مگر ان کی شرائط مختلف ہیں-

س:- اگر اسم ہو تو کیا شرط ہے؟
ج:- مندرجہ ذیل تین شرطیں ہیں-
1) عَلَمْ ہو
2) ذوی العقول
3) آخر میں " ۃ " نہ ہو (تذکیر نہ ہو)

س:- اگر صفت ہو تو کیا شرط ہے؟
ج:- مندرجہ ذیل چھ شرطیں ہیں- پہلی شرط وجودی ہے اور باقی عدمی ہیں-
1) مذکر ذوی العقول کے لیے ہو
2) " ۃ " نہ ہو
3) ایسا " افعل " (صفت مشبۃ) نہ ہو جس کی مونث فعلاً آتی ہو (یاد رہے ایک " افعل " اسم تفضیل بھی ہوتا ہے مثلاً " اضرب " کی مونث " ضرب ") مثلاً " اَحْمَرَ " کی " حَمْرَاءٌ " ہے-
4) نہ " فعلان " کے وزن پر ہو جس کی مونث " فعلی " آئے مثلاً " سکران " کی مونث " سکری "-
5) نہ " فعیل " وزن پر ہو جو معنی میں مفعول کے ہو مثلاً " جَرِیْحٌ " معنی میں مجروح کے ہے (یاد رہے " فعیل " بمعنی فاعل کے بھی آتا ہے)-
6) نہ " فعول " کے وزن پر ہو جو بمعنی فاعل ہو مثلاً " صبور " ، " صابر " کے معنی میں ہے-

س:- جمع صیحح کے " ن " کو کیوں حذف کیا جاتا ہے؟
ج:- یہ اضافت کی وجہ سے ہوتا ہے مثلاً " مسلمو مصرٍ "-

س:- جمع مونث سالم کیسے بنے گا ؟
ج:- مونث سالم کو جمع بنانے کی صورت میں اسم کے آخر میں " الف " اور " تاء " کا اضافہ کیا جاتا ہے مثلاً
" مُسْلِمَۃٌ " سے " مُسْلِمَاتٌ "

س:- کیا جمع مونث سالم بنانے کے لیے آخر میں " الف " اور " تاء " کا اضافہ صفت کے لیے بھی ہے؟

ج:- نہیں یہ صرف اسم کے لیے ہے-

س:- اگر اسم ہو تو کیا صورت ہوگی؟
ج:- اس کے لیے شرط مندرجہ ذیل ہے-
1) اس کا مذکر موجود ہو
2) مذکر کی جمع " واؤ " اور " ن " کے ساتھ لائی گئ ہو مثلاً " مسلمون "
اگر مذکر موجود نہ ہو تو کم از کم صفت کے آخر میں " ۃ " آتی ہو-

س:- جمع مکسّر کتنی طرح کی ہوتی ہے؟
ج:- دو ثلاثی مجرد اور غیر ثلاثی مجرد-

س:- جمع مکسّر ثلاثی مجرد کا وزن کیا ہوگا ؟
ج:- اس کا کوئی ایک وزن نہیں ، یہ دراصل سماعی ہے مثلاً " رجال " ، " فلوس " ، " افراس " وغیرہ-

س:- جمع مکسّر غیر ثلاثی مجرد کا وزن کیا ہوگا ؟
ج:- یہ ہمیشہ " فعالِل " اور " فعالِیل " کے وزن پر آتے ہیں

س:- تعداد کے حساب سے جمع کی کتنی قسمیں ہیں ؟
ج:- دو قسمیں ہیں 1) جمع قلت 2) جمع کثرت

س:- جمع قلت سے کیا مراد ہے؟
ج:- یہ د س یا اس سے کم پر بولی جاتی ہے اس کے اوزان مندرجہ ذیل ہیں
1) اَفْعُلْ
2) اَفْعَالْ
3) اَفْعِلۃ
4) فِعْلَۃ
5) صحیح کی دونوں جمع بغیر " ل " کے جیسے " زیدون " ، " مسلمات "-

س:- جمع کثرت سے کیا مراد ہے؟
ج:- یہ وہ جمع ہے جو د س سے زیادہ پر بولی جاتی ہے اس کے اوزان جمع قلت کے اوزان کے ماسِواء ہیں-

س:- اگر جمع پر " ال " داخل ہو تو جمعیت پر کیا اثر پڑتا ہے؟
ج:- دو صورتیں ہیں
1) اگر جمع مکسّر ہے تو اس کی جمعیت باطل ہوجاتی ہے اور اسم جنس کے معنی میں ہوجاتا ہے پھر اس کا اطلاق قلیل اور کثیر سب پر ہوتا ہے-
2) اگر جمع سالم ہو تو یہ عموماً استقراق کا فائدہ دیتا ہے-

س:- جمع کی اقسام کا خاکہ بنائیں-
ج:-

- الجمع
  - مکسّر
    - قلة
    - کثیرة
    - لفظی
    - تقدیری
  - صحیح
    - مذکر سالم
    - مؤنث سالم
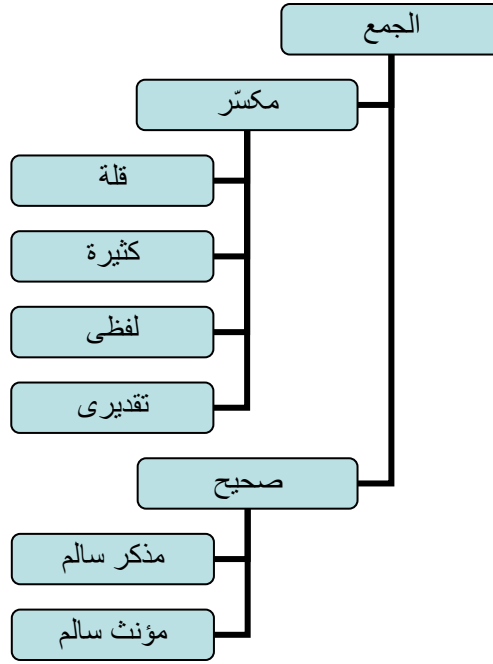
فصل 6 – مصدر

س:- مصدر سے کیا مراد ہے؟
ج:- ایسا اسم جو حدوث پر دلالت کرے یعنی فعل کا نام مثلاً (ہونا ، کرنا وغیرہ) کھانا ، پینا ، بھاگنا وغیرہ-

س:- کیا فعل مصدر سے مشتق ہوتا ہے؟
ج:- جی ہاں ، تمام افعال مصدر سے بنائے جاتے ہیں ، مصدر ان کا مشتق منہ ہے مثلاً " الضرب " ، " النصر "-

س:- مصدر کے اوزان کی تقسیم کس طرح ہے؟
ج:- یہ قسم پر ہے ثلاثی مجرد اور غیر ثلاثی مجرد-

س:- مصدر ثلاثی مجرد کے کیا اوزان ہیں؟
ج:- اس میں مصدر کے اوزان مقرر نہیں ہیں یہ بس سماعی ہیں-

س:- مصدر غیر ثلاثی مجرد کے کیا اوزان ہیں ؟
ج:- اس میں مصدر کے اوزان قیاسی ہیں مثلاً " اِفْعَال " ، " اِنْفِعَال " ، " اِسْتِفْعَال " ، " فَعْلَلَة " اور " تَفْضِیْل " وغیرہ-

س:- مصدر عامل کے طور پر کس طرح عمل کرتا ہے؟
ج:- مصدر اگر مفعول مطلق واقع نہ ہو تو وہ اپنے فعل جیسا عمل کرتا ہے-

س:- مفعول مطلق سے کیا مراد ہوئی؟
ج:- یعنی اس سے ما قبل اس کا فعل موجود ہو-

س:- فعل جیسے عمل سے کیا مراد ہوئی؟
ج:- یعنی فعل اپنے فاعل کو رفع دیتا ہے تو مصدر بھی اپنے فاعل کو رفع دیتا ہے ، فعل اپنے مفعول کو نصب دیتا ہے تو مصدر بھی اپنے مفعول کو نصب دیتا ہے-

س:- فعل کے اندر فاعل لازمی ہوتا ہے کیا مصدر کے ساتھ بھی آنا ضروری ہے؟
ج:- مصدر کے ساتھ فاعل کا آنا ضروری نہیں آگیا تو آگیا ، نہیں آیا تو نہیں آیا-

س:- مصدر کے عامل ہونے کی مثال دیں-
ج:- رفع دیتا ہے فاعل کو اگر وہ لازم ہو مثلاً
" اعجبنی قیامٌ زیدٌ " ، یہاں " قیام " مصدر لازمی ہے اور فاعل ہے " اعجبنی " کے لیے- اور " زید " کو رفع " قیام " نے دیا-

نصب دیتا ہے مفعول کو اگر وہ متعدی ہو مثلاً
" اعجبنی ضربٌ زیدٌ عمرواً " ، ضرب لگانے والا زید یہ فاعل ہے اس لیے رفع دیا ، اور عمر کو ضرب لگائی گئ یہ مفعول ہے تو " ضرب " نے اسے نصب دیا ، یعنی یہ فعل متعدی ہے-

س:- کیا مصدر کے معمول کی مصدر پر تقدیم ہوسکتی ہے؟
ج:- جی نہیں مثلاً
" اعجبنی زیدٌ ضربٌ عمرواً " (جائز نہیں)
" اعجبنی عمرواً ضربٌ زیدٌ " (جائز نہیں)

س:- کیا مصدر کی اضافت کرنا جائز ہے؟
ج:- جی ہاں فاعل اور مفعول دونوں کی طرف کی جاسکتی ہے؟
" کرِہْتُ ضربَ زیدٍ عمراً " (اضافت فاعل کی طرف)
" کرِہْتُ ضربَ عمرٍ زیدٌ " (اضافت مفعول کی طرف ، " عمر " ، " ضرب " کا مفعول اور " زید " فاعل ہے)

س:- مصدر اگر مفعول مطلق (مصدر معمول) واقع ہو تو عمل کس طرح ہو گا ؟
ج:- اس صورت میں عمل اس فعل کا ہوتا ہے جو اس سے پہلے مذکور ہو مثلاً " ضربتُ ضرباً عمراً " (مارا میں نے مارنا عمر کو)- اس مثال میں " عمر " کو نصب " ضربت " کی وجہ سے دیا گیا ہے ، یہاں " ضربا " مصدر مفعول مطلق ہے - " عمرا " ، " ضربت " کا مفعول واقع ہوا ہے-

فصل 7 – اسم فاعل

س:- اسم فاعل سے کیا مراد ہے؟
ج:- یہ وہ اسم ہے جو فعل سے مشتق ہوتا ہے ، اور کلام کے اندر اس ذات پر دلالت کرتا ہے جس کے ساتھ فعل قائم ہے ، " قیام " بمعنی حدوث ہے (حدوث کہہ کر صفت مشبۃ کو فاعل سے جدا کیا گیا ہے)-

س:- حدوث سے کیا مراد ہے؟
ج:- اس سے مراد یہ ہے کہ فعل اس ذات کے ساتھ تین زمانوں میں سے کسی ایک کے ساتھ مقید ہو- (ایک صفت ساتھ ہے تو کبھی ہے اور کبھی نہیں)-

س:- صفت مشبۃ ثبوت پر دلالت کرتی ہے اس بات سے کیا مراد ہے؟
ج:- صفت مشبۃ ثبوت پر دلالت کرتی ہے یعنی ایک صفت ہمیشہ تو نیں مگر عموماً ساتھ ہے-

س:- اسم فاعل کے اوزان کتنی قسم پر ہیں؟
ج:- دو اقسام پر ہے ثلاثی مجرد اور غیر ثلاثی مجرد-

س:- ثلاثی مجرد میں اسم فاعل کے کیا اوزان ہیں؟
ج:- اس میں " فاعلٌ " کے وزن پر آتا ہے مثلاً " ضاربٌ " ، " ناصرٌ " وغیرہ-

س:- غیر ثلاثی مجرد میں اسم فاعل کے کیا اوزان ہیں؟
ج:- اس میں اس کے فعل مضارع کے وزن پر آتا ہے ، فرق اتنا ہے کہ علامت مضارع کے بجائے شروع میں میم مضموم اور آخری حرف سے پہلے والے حرف کو کسرۃ ہوتا ہے مثلاً " مُدْخِل " ، " مُسْتَخْرِج " وغیرہ-

س:- اسم فاعل کس طرح عمل کرتا ہے؟
ج:- یہ اپنے فعل معروف جیسا عمل کرتا ہے اگر فعل لازمی ہو تو یہ فعل لازمی جیسا عمل کرے گا یعنی صرف فاعل کو رفع دے گا اگر فعل متعدی ہو تو یہ اسم فاعل بھی متعدی ہوگا اور فاعل کو رفع ، مفعول بہ کو نصب دے گا ، بشرطیکہ دو شرطیں پائیں جائیں-
1) اسم فاعل حال یا مستقبل کے معنی میں ہو (اگر ماضی میں ہے تو عمل نہیں کرے گا)-
2) پیچھے کسی چیز پر اعتماد کرتا ہو
I. مبتداء پر مثلاً " زید قائم ابوہ "
II. ذوالحال پر مثلاً " جاءنی زید ضارباً ابوہ عمرواً "
III. موصول پر مثلاً " مررتُ بالضاربِ ابوہ عمرواً " (ال اسم فاعل پر الذی " موصول " کے معنی میں ہوتا ہے)
IV. موصوف پر مثلاً " عندی رجل ضارب ابوہ عمرواً " (رجل موصوف ہے)
V. ہمزہ استفہام پر مثلاً " أ قائمٌ زیدٌ "
VI. حرف نفی پر مثلاً " ما قائمٌ زیدٌ "

س:- " عندی رجل ضارب ابوہ عمرواً " کی ترکیب کریں-
ج:- ترکیب اس طرح ہے-
عندی – منصوب تقدیراً ، مضاف ، ظرف (لدی ، لدن) - " ی " ضمیر مجرور محلاً ، مضاف الیہ ، مضاف اور مضاف الیہ مل کر مفعول فیہ ہوا- ثبت فعل سے متعلق ہو کر " ھو " ضمیر فاعل جو راجع " رجل " کو ، جملہ فعلیہ ہو کر خبر مقدم-
رجل – مرفوع لفظاً موصوف
ضاربٌ – اسم فاعل
ابوہ – فاعل
عمرواً – مفعول
اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول سے مل کر شبہ جملہ ہو کر صفت ، موصوف صفت مل کر مبتداء ، مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ ہوا-

س:- اسم فاعل کے لیے معنوی اضافت کب لازمی ہوتی ہے؟
ج:- اگر اسم فاعل ، فعل ماضی کے معنی میں ہو تو معنی اضافت اس کے لیے لازم ہے (یہ اضافت معنوی ہوگی چونکہ یہ عامل نہیں بن سکتا) مثلاً " زیدٌ ضاربُ عمرواً اَمْسِ " ، (" اَمْسِ " نے بتایا ماضی کے معنی میں ہے)-

س:- کیا مذکورہ بالا صورت اسم فاعل نکرہ اور اسم فاعل معرفۃ (ال کے ساتھ) دونوں کے لیے ہے؟
ج:- نہیں یہ صورت صرف اسم فاعل نکرہ کے لیے ہے- اور اگر یہ اسم فاعل " ال " داخل ہونے کے بعد ہو تو اس میں ماضی کی کوئی خصوصیت نہیں ہے بلکہ تمام زمانے برابر ہیں مثلاً " زیدنِ الضاربُ ابوہُ عمرواً ، الانَ/ غداً/اَمْسِ "-

فصل 8 – اسم مفعول

س:- اسم مفعول سے کیا مراد ہے؟
ج:- وہ اسم جو فعل متعدی سے بنایا گیا ہو ، تاکہ " من وقع علیہ الفعل " پر دلالت کرے (یعنی وہ ذات جس پر فعل واقع ہوا)-

س:- اسم مفعول کے اوزان کتنی قسم پر ہیں؟
ج:- دو اقسام پر ہے ثلاثی مجرد اور غیر ثلاثی مجرد-

س:- ثلاثی مجرد میں اسم مفعول کے کیا اوزان ہیں؟

ج:- اس میں " مَضْرُوبٌ " کے وزن پر لفظاً آتا ہے ، یا اس وزن پر معناً آتا ہے ، معناً آنے کا مطلب یہ ہے کہ اصل صیغہ میں تعلیل ہوئی ہے اس لیے لفظوں میں " مَضْرُوبٌ " کا وزن باقی نہیں ہے مگر تقدیراً وزن باقی ہے مثلاً " مَقول " ، " مَرْمِی "-

س:- غیر ثلاثی مجرد میں اسم مفعول کے کیا اوزان ہیں؟

ج:- فعل کے مضارع کے مطابق میں ، علامتِ مضارع کے بجائے میم مضموم اور آخر سے ما قبل کو فتحۃ دیا جائے گا مثلاً " مُدْخَلٌ " ، " مُسْتَخْرَج "-

س:- اسم مفعول کا عمل بیان کریں-

ج:- اسم مفعول وہی عمل کرتا ہے جو فعل مجہول کرتا ہے یعنی نائب فاعل کو رفع اور مفعول کو نصب مثلاً " زیدن المضروبُ غلامہٗ عمرواً ، الانَ/ غداً/اَمْسِ "- شرائط وہی ہیں جو اسم فاعل میں پڑھ چکے ہیں-

فصل 9 – صفتِ مُشبّۃ

س:- صفت مشبّۃ سے کیا مراد ہے؟

ج:- یہ وہ اسم ہے جو فعل لازم سے بنایا جاتا ہے ، تاکہ وہ ذات جس کے ساتھ فعل قائم ہے اس پر بطور ثبوت کے دلالت کرے ، یعنی یہ دلالت اُس صفت پر ہوگی جو ذات کے ساتھ ثابت ہوگی ، حادث ہوگی مثلاً " زیدٌ کریمٌ " (میں " زید کرم " کا وصف ثابت ہے)-

س:- صفت مشبّۃ کے اوزان یا صیغہ بیان کریں-

ج:- ان کے بنانے کا کوئی قاعدہ نہیں ہے یہ سماعی ہیں مگر پھر بھی اسم فاعل اور اسم مفعول سے مختلف ہوتے ہیں-

س:- صفت مشبّۃ کس طرح عمل کرتی ہے؟

ج:- صفت مشبّۃ مطلقاً (تمام زمانوں میں) اپنے فعل جیساعمل کرتی ہے بشرطیکہ اعتماد رکھتی ہو ، اور اس کا بیان اسم فاعل میں گزر چکا ہے ، یعنی علاوہ موصول کے پانچ چیزوں پر اعتماد کرتی ہو (تفصیل کے لیے اسم فاعل کی فصل کو دیکھ لیں)-

س:- صفت مشبّۃ کی کتنی صورتیں ہیں؟

ج:- صفت مشبّۃ کی مندرجہ ذیل اٹھارہ صورتیں ہیں ، صفت مشبّۃ کا صیغہ لام کے ساتھ ہوگا یا لام کے بغیر ہوگا-

a. صفت مشبّۃ کا صیغہ اگر لام کے ساتھ ہو تو

اگر معمول لام کے ساتھ ہو

1 الحسنُ الوجْہُ (مرفوع)
2 الحسنُ الوجْہَ (منصوب)
3 الحسنُ الوجْہِ (مجرور)

اگر معمول مضاف ہو

4 الحسنُ وجْھُہٗ (مرفوع)
5 الحسنُ وجْھَہٗ (منصوب)
6 الحسنُ الوجْھِہٖ (مجرور)

اگر معمول لام کے بغیر ہو

7 الحسنُ وجْہٌ (مرفوع)
8 الحسنُ وجْہً (منصوب)
9 الحسنُ وجْہٍ (مجرور)

b. صفت مشبّۃ کا صیغہ اگر لام کے بغیر ہو تو

اگر معمول لام کے ساتھ ہو

1 حسنُ الوجْهُ (مرفوع)
2 حسنُ الوجْهَ (منصوب)
3 حسنُ الوجْهِ (مجرور)

اگر معمول مضاف ہو

4 حسنُ وجْهُهُ (مرفوع)
5 حسنُ وجْهَهُ (منصوب)
6 حسنُ الوجْهِهِ (مجرور)

اگر معمول لام کے بغیر ہو

7 حسنٌ وجْهٌ (مرفوع)
8 حسنٌ وجْهاً (منصوب)
9 حسنٌ وجْهٍ (مجرور)

س:- کیا اٹھارہ صورتوں کو کم کر سکتے ہیں؟

ج:- جی ہاں ، اس صورتوں کی تقسیم پانچ میں کی جاسکتی ہے-

1) نا جائز صورتیں
الحسن وجه (مضاف معرفۃ ، مضاف الیہ نکرۃ ، معاملہ برعکس ہے)
الحسن وجهه

2) اختلاف ہے
حسن وجهه

3) احسن
اگر اس میں صرف ایک ضمیر ہو (چونکہ صفت مشبۃ ، شبہ جملہ بنتی ہے اور ایک ربط چاہیے ہوتا ہے اس لیے ایک ضمیر والا " احسن " ہو گا-

4) حسن
یہ وہ صورتیں ہیں جن میں ضمیریں موجود ہیں ، اول ضمیر صفت میں اور دوسری ضمیر اس کے معمول میں-
الحسن کا ما بعد اگر مرفوع ہے تو اس کا مطلب ہے " الحسن " میں ضمیر نہیں ، کیونکہ اس کا فا اسم ظاہر آرہا ہے مثلاً الحسنُ وجهَهُ ، حسنُ وجهَهُ

5) قبیح
اگر کوئی ضمیر موجود نہ ہو تو یہ قبیح ہوگا ، (ان میں معمول کو رفع پڑھا جاتا ہے)

فصل 10 – اسم تفضیل

س:- اسم تفضیل سے کیا مراد ہے؟

ج:- اسم تفضیل وہ اسم ہے جو فعل سے مشتق ہوتا ہے ، یہ موصوف پر زیادتی کے ساتھ دلالت کرتا ہے اپنے غیر کے مقابلے میں-

س:- اس کا صیغہ یا وزن کس طرح سے آتا ہے؟
ج:- یہ صرف " افعل " کے وزن پر آتا ہے چونکہ یہ وزن صرف ثلاثی سے ہی آتا ہے اس لیے اس کی صَرف ثلاثی مجرد سے ہوتی ہے مگر اس کی کچھ شرطیں ہیں-

س:- وہ شرطیں کیا ہیں؟
ج:- شرطیں اس طرح ہیں
1) لون (رنگ) کے معنی میں نہ ہو (مثلاً احمر)
2) عیب کے معنی میں نہ ہو (مثلاً " اعرج " یعنی لنگڑا)

س: اسم تفضیل کی کوئی مثال دیں-
ج:- " زید افضل الناس " (زید دوسرے لوگوں سے افضل ہے)-

س:- " زید افضل الناس " کی ترکیب کریں-
ج:- زید – مرفوع لفظاً مبتدا
افضل – صیغہ اسم تفضیل ، " ھو " ضمیر فاعل ، راجع مبتدا کو ، مضاف
الناس – مجرور لفظاً مضاف الیہ
اسم تفضیل اپنے فاعل اور مضاف الیہ سے مل کر شبہ جملہ ہو کر خبر ہوئی مبتدا کے لیے

س:- اوپر بیان کیا گیا کہ اسم تفضیل کی صَرف ثلاثی مجرد ہی ہوگی ، مگر بالفرض فعل ثلاثی مجرد نہ ہو تو؟
ج:- اگر فعل ثلاثی س زائد ہو یا لون (رنگ) و عیب کے معنی میں ہو تو اس کی بناء ثلاثی مجرد ہی لائی جائے گی تاکہ مبالغہ ، کثرت اور شدت کے معنی پر دلالت کرے- اس کے بعد اس فعل کا مصدر منصوب برائے تمیز ذکر کیا جائے مثلاً " اشد استخراجاً " ، " اقوی حمرةً "-

س:- اسم تفضیل ، اسم فاعل کے لیے آتا ہے کیا یہ اسم مفعول کے لیے بھی آسکتا ہے؟
ج:- چونکہ اسم تفضیل اس چیز کو کہتے ہیں کہ جو فعل پر اثر کرنے میں زیادتی یا نقصان پر دلالت کرے ، یہ وصف فاعل میں ہوتا ہے ، اس لیے قیاس کا تقاضا یہ تھا کہ اسم تفضیل فاعل کے لیے آتا ہے- مگر کبھی کبھی مفعول کے لیے بھی آتا ہے کمی کے ساتھ مثلاً " اعذر " زیادہ عذر والا ، " اشغل " زیادہ مصروف رہنے والا ، " اشہر " زیادہ شہرت یافتہ-

س:- اسم تفضیل کے کیا استعمالات ہیں؟
ج:- اس کے تین مندرجہ ذیل استعمالات ہیں-

1) مضاف واقع ہوگا
" زیدٌ افضلُ القومِ " (زید قوم میں سب سے افضل ہے)

2) معرَّف باللام ہوگا
" زیدُنِ الافضلُ " (یہ اس کے لیے ہے جو ذہین میں کسی کو متعین کئے ہو مثلاً زید افضل ہے عمر سے)

3) مِن کے ساتھ استعمال
" زیدٌ افضل مِن عمرٍ " (زید عمر سے افضل ہے)

س:- تینوں استعمالات جو کہ اوپر بیان کیے گئے ہیں ، میں اسم تفضیل ماقبل کی صفت بنایا گیا ہے مگر سوال یہ ہے کہ صیغہ صفت کے لیے فاعل بھی تو آنا چاہیے خواہ ضمیر کی صورت میں یا اسم ظاہر کی صورت میں مگر ایسا کیوں نہیں ہے؟
ج:- مصنف نے بیان کیا ہے کہ مذکورہ تینوں استعمالات میں اسم تفضیل میں فاعل مفرد محذوف مانا جائے گا اور اسم تفضیل اسی مضمر میں عمل کرے گا ، اسم تفضیل اسم ظاہر پر کوئی عمل نہیں کرے گا خواہ اسم ظاہر فاعل واقع ہو یا مفعول واقع ہو-

البتہ آنے والی مثال جیسی صورتوں میں اسم تفضیل کا عمل کرنا اسم ظاہر میں اس سے مستثنی ہے یعنی عمل اسم ظاہر پر کرتا ہے-

یعنی جس ترکیب میں اسم تفضیل لفظوں میں کسی کی صفت واقع ہو حالانکہ حقیقت میں اسم تفضیل صفت اس شئ کے متعلق کی صفت ہے جیسے " احسن " مذکورہ مثال " ما راتیتُ رجلاً اَحْسَنَ فی عَیْنِہِ اَلْکُحْلُ " میں کہ لفظ کے اعتبار سے " احسن " صفت " رجلاً " کی ہے ، مگر حقیقت میں " احسن " ، " الکحل " کی صفت ہے جو کہ " رجل " کا متعلق ہے اور یہ تعلق اس طور پر ہے کہ اس میں کوئی چیز موجود ہے جو مفضل ہے اور اس لحاظ سے کہ وہی چیز جو دوسرے میں پائی جاتی ہے وہ مفضل علیہ ہے ، جیسے کہ " کحل " مذکورہ بالا مثال میں ، اس لحاظ سے کہ " کحل " ، " رجل " کی آنکھ میں حاصل ہے وہ مفضل ہے ، اور اس اعتبار سے کہ "کحل" ، " زید " کی آنکھ میں حاصل ہے مفضل علیہ ہے یعنی شئ واحد ایک لحاظ سے مفضل دوسرے لحاظ سے مفضل علیہ ہے-

بحث یہ ہے کہ مذکورہ مثال اس سے مختصر بھی لائی جا سکتی ہے یعنی یہ کہ ضمیر مجرور اور " فی " دونوں کے بغیر بھی مثال لائی جا سکتی تھی مثلاً یوں کہا جاتا کہ " ما رائیت کعین زید احسن فیھا الکحل " جس میں لفظ " عین " کو اسم تفضیل یہ مقدم ذکر کیا گیا ہے اور " مِن " کا ذکر نہیں کیا گیا-

س:- اسم تفضیل کا اضافت کے ساتھ کیا قاعدہ ہے؟
ج:- اسم تفضیل ہمیشہ مفرد مذکر آئے گا مثلاً " زید افضل القوم "-

س:- معرف بالام کرتے وقت اسم تفضیل کا کیا قاعدہ ہے؟
ج:- عدد و تذکیر کی مطابقت موصوف کے ساتھ واجب ہے مثلاً " زید الافضل " ، " الزیدان الافضلان " ، " الزیدون الافضلون "-

س:- اسم تفضیل کا " مِن " کے ساتھ کیا قاعدہ ہے؟
ج:- اسم تفضیل کو مفرد لانا ہمیشہ ضروری ہوگا مثلاً " زیدٌ افضل من عمرٍ "-

الباب الثالث ـ فعل

س:- فعل کی کتنی قسمیں ہیں؟

ج:- تین قسمیں ہیں-

1) ماضی
2) مضارع
3) امر

س:- فعل ماضی سے کیا مراد ہے؟

ج:- یہ قبل کے زمانے کے لیے آتا ہے-

س:- اس کا اعراب کس طرح آتا ہے؟

ج:- یہ مبنی علی الفتح ہوتا ہے اگر مندرجہ ذیل دو شرطیں موجود ہوں-

1) " و " نہ ملا ہو مثلاً " ضَرَبُوْا " (یہ مبنی علی الضم ہوگی)
2) ضمیر مرفوع متحرک نہ ملی ہو مثلاً " ضَرَبْنَ " ، " ضَرَبْتَ " ، " ضَرَبْتُمَا " ، " ضَرَبْتُمْ " ، " ضَرَبْتِ " ، " ضَرَبْتُنَّ " ، " ضَرَبْتُ " ، " ضَرَبْنَا " . . . یہ تمام مبنی علی سکون ہیں-

س:- فعل مضارع سے کیا مراد ہے؟

ج:- یہ وہ فعل ہے جو مشابہ ہو اسم (اسم فاعل) کے ، اس کے شروع میں حروف " اتین " میں سے کوئی ایک حرف آتا ہے-

س:- فعل مضارع کا نام " مضارع " کیوں ہے؟

ج:- " مضارع " کا مطلب مشابہ ہونا ، اور چونکہ یہ لفظاً اور معناً اسم فاعل کے مشابہ ہوتا ہے اس لیے نام " مضارع " پڑ گیا-

س:- لفظاً مشابہت کس طرح ہوتی ہے؟

ج:- لفظاً مشابہت کا مشاہدہ اس طرح کرسکتے ہیں

1) حرکات و سکنات - چونکہ شروع میں " اتین " میں سے کوئی حرف آتا ہے اب اگر حرکات پر غور کریں تو اسم فاعل اور مضارع میں ایک جیسی ہوگی- متحرک پر متحرک ، ساکن پر ساکن مثلاً
   ضَارِبٌ ، يَضْرِبُ
   پہلا حرف - متحرک دونوں میں
   دوسرا حرف - ساکن دونوں میں
   تیسرا حرف - متحرک دونوں میں
   (یاد رہے حرکات کا ایک جیسا ہونا ضروری نہیں)

2) لام تاکید - دونوں کے شروع میں لام تاکید داخل ہوتا ہے مثلاً
   " انَّ زیداً لیقوم "
   " انَّ زیداً لقائمٌ "

3) حروف کی تعداد - حروف کی تعداد بھی مساوی ہوتی ہے مثلاً ضَارِبٌ ، يَضْرِبُ-

س: اور معناً مشابہت کس طرح ہوتی ہے؟

ج:- معناً مشابہت کا مشاہدہ اس طرح کرسکتے ہیں

1) زمانہ - دونوں حال و استقبال کے معنی ادا کرنے کے لیے آتے ہیں-
2) صفت بنا - جس طرح مضارع نکرہ کی صفت بنتا ہے اسم فاعل بھی نکرہ کی صفت بنتا ہے-

س:- مضارع پر " س " یا " سوف " داخل کرنے سے کیا فائدہ ہوتا ہے؟
ج:- یہ مضارع کو مستقبل کے ساتھ خاص کر دیتے ہیں مثلاً " سیَضْرِبُ " (عنقریب وہ مارے گا) ، " سوف یَضْرِبُ " (وہ مارے گا)-

س:- مضارع پر " ل " مفتوحۃ داخل کرنے کا کیا فائدہ ہوتا ہے؟
ج:- " ل " مفتوحۃ مضارع پر تاکید کے لیے آتا ہے کبھی حال کے خاص کر دیتا ہے اور کبھی نہیں کرتا مثلاً " لَیَضْرِب " (البتہ وہ مارتا ہے)-

س:- فعل مضارع میں حروف مضارع کی حرکات کس طرح ہوتی ہیں؟
ج:- یہ کہیں مفتوح اور کہیں مضموم ہوتی ہیں-
1) مضموم - اگر ماضی کے پہلے صیغے کے حروف چار ہیں تو اس کی علامت مضارع مضموم ہو گی ، مثلاً (صرف یہ چار ابواب ہیں) " اَکْرَمَ " ، " فعّلَ " ، " قَاتَلَ " ، " فعْلَلَ "-

2) مفتوح - اگر ماضی کے پہلے صیغے کے حروف چار سے کم یا زیادہ ہوں تو علامت مضارع مفتوح ہوگی مثلاً (اوپر بیان کردہ چار ابواب کے علاوہ تمام) " ضرب " ، " استخرج " . . .

س:- فعل مضارع معرب ہے یا مبنی ؟
ج:- فعل مضارع معرب ہوتا ہے (برخلاف ماضی و امر) کیونکہ اس مشابہت اسم کے ساتھ ہوتی ہے (یاد رہے اسم کی اصل اعراب ہے)-

س:- فعل مضارع مبنی کب بن جاتا ہے؟
ج:- فعل مضارع مبنی بن جاتا ہے جبکہ
1) " ن " تاکید متصل ہو یا (مثلاً یَضْرِبَنّ)
2) " ن " جمع مونث متصل ہو (مثلاً یَضْرِبْنَ ، تَغْرِبْنَ)

س:- اسم کے تین اعراب (رفع ، نصب ، جر) ہوتے ہیں ، مضارع کے کتنے اعراب ہیں؟
ج:- یہ تین ہیں مثلاً
رفع مثلاً " ھو یضرِبُ "
نصب مثلاً " لن یضرِبَ "
جزم مثلاً " لم یضرِبْ "

فصل 1 – مضارع کی انواع اعراب

س:- مضارع کے اعراب کتنی اقسام پر ہیں؟
ج:- یہ چار اقسام پر ہیں-
1) جن کے آخر میں " ن " اعرابی نہ آئے
I. حالت رفع ضمہ کے ساتھ
II. حالت نصب فتحہ کے ساتھ
III. حالت جزم سکون کے ساتھ
مثلاً " یَضْرِبُ " ، " تَضْرِبُ " ، " اَضْرِبُ " ، " نَضْرِبُ "

ھو یَضْرِبُ	ھو لن یَضْرِبُ	ھو لم یَضْرِبُ	واحد مذکر غائب
انت تَضْرِبُ	انت لن تَضْرِبُ	انت لم تَضْرِبُ	واحد مذکر حاضر
ھی تَضْرِبُ	ھی لن تَضْرِبُ	ھی لم تَضْرِبُ	واحد مونث غائب
انا اَضْرِبُ	انا لن اَضْرِبُ	انا لم اَضْرِبُ	واحد متکلم

نحن نَضْرِبُ	نحن لن نَضْرِبُ	نحن لم نَضْرِبُ	جمع متکلم

2) جس کے آخر میں " ن " اعرابی آئے

I. حالت رفع اثبات " ن " کے ساتھ
II. حالت نصب حذف " ن " کے ساتھ
III. حالت جزم حذف " ن " کے ساتھ

مثلاً

هما يَضْرِبَانِ	هما لن يَضْرِبَا	هما لم يَضْرِبَا	تثنیہ
هم يَضْرِبَانِ	هم لن يَضْرِبُو	هم لم يَضْرِبُو	جمع مذکر
انتِ تَضْرِبِيْنَ	لن تَضْرِبِی	لم تَضْرِبِی	مفرد مونث مخاطب

(یاد رہے یہ نوع لاگو ہوگی چاہے صیغہ صیحح ہو یا ناقص)

3) آخر میں " و " یا " یاء " آئے (ناقص یائی یا ناقص واوی کے ساتھ خاص ہے)

I. رفع تقدیر ضمہ کے ساتھ
II. نصب فتحۃ لفظی کے ساتھ
III. جزم لام کلمہ کے حذف کے ساتھ

مثلاً

هو يرمى	لن ترمِیَ	لم يرمِ
هو يغزُو	لن يغزوَ	لم يغزُ

(یاد رہے کہ نہ تثنیہ ہو ، نہ جمع ہو ، نہ واحد مونث حاضر ہو)

4) جس کے آخر میں " ا " آئے (ناقص الفاء کے ساتھ خاص ہے)

I. رفع تقدیر ضمہ کے ساتھ
II. نصب تقدیر فتحۃ کے ساتھ
III. جزم لام کلمہ کے حذف کردینے کے ساتھ

مثلاً

هو يسعى	لن يسعى	لم يَسْعَى

(یاد رہے کہ نہ تثنیہ ہو ، نہ جمع ہو ، نہ واحد مونث حاضر ہو)

س:- کیا فعل میں عامل لفظوں میں مذکور اور کبھی لفظوں میں مذکور نہیں ہوتا ؟
ج:- جی ہاں ، اسم کی طرح عامل کبھی لفظوں میں مذکور اور کبھی لفظوں میں مذکور نہیں ہوتا-

فصل 2 – مضارع مرفوع

س:- فعل مضارع مرفوع کا عامل لفظاً ہو گا یا معناً؟
ج:- اس کا عامل معنوی ہوتا ہے اور وہ عامل معنوی خالی ہوتا ہے ناصب اور جازم سے- مثلاً " يَضْرِبُ " ، " يَغْزُوْ " ، " يَرْمِیْ " ، " يَسْعَى " -

فصل 3 – مضارع منصوب

س:- مضارع منصوب کے کتنے عوامل ہیں؟

ج:- مضارع منصوب کے پانچ عوامل ہیں-

1) " اَنْ " ، " اُرِيْدُ اَنْ تُحْسِنَ " (میں چاہتا ہوں کہ تو احسان کرے)
2) " لَنْ " ، " اَنَا لَنْ اَضْرِبَكَ " (میں ہر گز تجھ کو نہیں ماروں گا)
3) " كَیْ " ، " اَسْلَمْتُ كَیْ اُدْخُلَ الجنّۃَ " (میں نے اسلام قبول کیا تاکہ جنت میں داخل ہوں)
4) " اِذَنْ " ، " اِذَنْ يَغْفِرَ الله لك " (اس وقت اللہ تیری مغفرت کرے گا)
5) " اَنْ " مقدرہ

س:- " اَنْ " کتنی جگہوں پر مقدر ہوتا ہے؟

ج:- یہ سات جگہوں پر مقدر ہوتا ہے-

1) " حتی " کے بعد مثلاً " اَسْلَمْتُ حتی اُدْخُلَ الجنّۃَ "
2) " ل " ، " كَیْ " (وہ لام جو " كَیْ " کے معنی میں ہو) کے بعد مثلاً " قَامَ زيدٌ لِيَذْهَبَ " (کھڑا ہوا زید تاکہ جائے)
3) " ل " ، جحد کے بعد مثلاً " ما كان اللهُ لِيُعَذِّبَهُمْ " (اللہ تعالی کہ ان کو عذاب دے) ، یاد رہے " ل " جحد وہ ہے جو کان منفی کے بعد تاکید نفی کے لیے آتا ہے

4) " ف " کے بعد جو واقع ہو امر ، نہی ، استفہام ، نفی ، تمنّی اور عرض کے جواب میں مثلاً
" اَسْلِمْ فَتَسْلِمَ " (تو اسلام قبول کر پس تو محفوظ رہے گا) امر
" لا تَعْصِ فَتُعَذَّبَ " (نہ فرمانی مت کر کہ تجھے عذاب دیا جائے) نہی
" هل تَعْلَمُ فَتُنْجُوَ " (کیا تم نے علم حاصل کیا تاکہ نجات پاجائے) استفہام
" مَا تَزَرُوْنَا فَنُكْرِمَكَ " (اور نہیں زیارت کرتا تو ہماری کہ ہم تیرا اکرام کریں) نفی
" لَيْتَ لِیْ مَالاً فَاُنْفِقَه " (کاش میرے لیے مال ہوتا کہ میں اس کو خرچ کرتا) تمنّی
" أ لا تُنْزِلُ بِنَا فَتُصِيْبَ خيراً " (تو ہمارے پاس کیوں اتر نہیں آتا کہ تو بھلائی پائے) عرض کے جواب میں

5) " و " کے بعد جو واقع ہو امر ، نہی ، استفہام ، نفی ، تمنّی اور عرض کے جواب میں (بالکل اسی طرح جس طرح " ف " میں بیان کیا گیا ہے ، مثالوں میں " ف " کو ہٹا کر " و " داخل کر دیں) مثلاً
" اَسْلِمْ و تَسْلِمَ " (تو اسلام قبول کر پس تو محفوظ رہے گا) امر
" لا تَعْصِ و تُعَذَّبَ " (نہ فرمانی مت کر کہ تجھے عذاب دیا جائے) نہی
" هل تَعْلَمُ و تُنْجُوَ " (کیا تم نے علم حاصل کیا تاکہ نجات پاجائے) استفہام
" مَا تَزَرُوْنَا و نُكْرِمَكَ " (اور نہیں زیارت کرتا تو ہماری کہ ہم تیرا اکرام کریں) نفی
" لَيْتَ لِیْ مَالاً و اُنْفِقَه " (کاش میرے لیے مال ہوتا کہ میں اس کو خرچ کرتا) تمنّی
" أ لا تُنْزِلُ بِنَا و تُصِيْبَ خيراً " (تو ہمارے پاس کیوں اتر نہیں آتا کہ تو بھلائی پائے) عرض کے جواب میں

6) " او " کے بعد جو " الی اَنْ " یا " اِلّا اَنْ " کے معنی میں ہوتا ہے مثلاً " لَاَحْبِسَنَّكَ او تُعْطِيْنِی حَقِّی " (ضرور میں تجھے روکے رکھوں گا یہاں تکہ تو میرا حق دے)
7) " و " عاطفہ بلکہ ہر حرف عاطفہ کے بعد جبکہ معطوف علیہ اسم صریح ہو مثلاً " اَعْجَبَنْی قِيَامُكَ و تَخْرُجَ "

س:- ساتویں جگہ میں اسم صریح کہا گیا ، اس سے کیا مراد ہے؟

ج:- ایک اسم تاویلی ہوتا ہے اور ایک اسم صریح ہوتا ہے-
فرض کریں " يَضْرِبُ " پر " اَنْ " داخل ہوتا ہے تو " اَنْ يَضْرِبَ " ہوگیا جو کہ " ضَرْبٌ " کے معنی میں ہے تو " اَنْ يَضْرِبَ " تاویلاً اسم کہلائے گا ، مگر " ضَرْبٌ " خود ہی آجائے تو اسے اسم صریح کہیں گے-

س:- جن بیان کرتا جگہوں پر " اَنْ " مقدر ہوتا ہے کیا " اَنْ " کا لفظوں میں لانا جائز ہے؟

ج:- تمام جگہوں پر نہیں مگر

جائز ہے

" ل " ، " کیَ " کے ساتھ جیسے " اَسْلَمْتُ لِاَنْ اَدْخُلَ الْجَنَّۃَ " اور " و " عاطفہ کے ساتھ جیسے " اَعْجَبَنِی قِیَامُكَ و اَنْ تَخْرُجَ "-

واجب ہے

ظاہر کرنا " اَنْ " کا " ل " ، " کیَ " (وہ لام جو " کیَ " کے معنی میں ہو) میں جب " لا " نافیہ کے ساتھ متصل ہو جیسے " لِئَلاَّ یَعْلَمَ " (یہاں لام " کیَ " کے بعد " اَنْ " کو ظاہر کیا گیا مگر پھر لا نافیہ میں مدغم ہوگیا)- یعنی یہ " لِاَنْ لا یَعْلَمَ " تھا مگر " ن " ، " ل " بن گیا یرملون کے قاعدہ کے مطابق اور پھر ادغام ہوگیا-

س:- یرملون کے قاعدہ سے کیا مراد ہے؟

ج:- اگر " ن " ساکن ، یرملون میں سے کسی حرف سے پہلے آجائے تو اس کو اسی حرف کی جنس سے بدل کر ادغام کردیتے ہیں-

س:- " اَنْ " کے عمل کا کوئی مستثنی بھی ہے؟

ج:- جی ہاں ، جو " اَنْ " لفظ " علم ، یعلم " کے بعد آتا ہے وہ فعل مضارع کو نصب نہیں دیتا بلکہ وہ مُخفّفہ مِنْ الْمُثقّلہ ہوتا ہے یعنی یہ " اَنْ " ناصبہ مصدریہ نہیں ہوتا-

س:- مُخفّفہ مِنْ المُثقّلہ سے کیا مراد ہے؟

ج:- " اَنْ " کو " اَنْ " ناصبہ مصدریہ کہتے ہیں جو دراصل " اَنَّ " سے بنا جس کو مُخففہ مِنْ الْمُثقّلہ کہتے ہیں-

س:- کیا یہ " اَنْ " استثنی کا قاعدہ صرف لفظ " علم " کے لیے ہے؟

ج:- جی نہیں بلکہ ہر اس فعل کے لیے جس میں یقین کا معنی پایا جائے ، یاد رہے " اَنْ " ناصبہ مصدریہ امید پر دلالت کرتا ہے اس لیے یقین کے الفاظ میں مُخففہ مِنْ الْمُثقّلہ کے ہونے کو فرض کرلیا جاتا ہے چونکہ " اَنَّ " یقین پر دلالت کرتا ہے حالانکہ دیکھنے میں " اَنْ " کا لفظ نظر آتا ہے-

س:- کوئی مثال دیں

ج:- " عَلِمْتُ اَنْ سیَقُومُ " ، دھیان رہے " سیَقُومُ " نے نصب قبول نہیں کیا کیونکہ " علم " کے لفظ کی وجہ سے " اَنْ " کو مُخفّفہ مِنْ الْمُثقّلہ مانا گیا اور یہ نصب نہیں دیتا-

س:- لفظ " ظن " کے بعد " اَنْ " آجائے تو کیا صورت ہو گی-

ج:- اس صورت میں دونوں وجہیں جائز ہیں یعنی چاہیں تو " اَنْ " ناصبہ مصدریہ لائیں اور چاہیں تو مُخففہ مِنْ الْمُثقّلہ لائیں-

س:- مگر " ظن " کا لفظ تو گمان کے لیے آتا ہے پھر مُخفّفہ مِنْ الْمُثقّلہ لانا کیوں جائز ہے؟

ج:- کیونکہ گمان تو ہے مگر غالب گمان ہے یقین کی حد تک-

س:- کیا یہ قاعدہ صرف لفظ " ظن " کے لیے ہے؟

ج:- نہیں ہر وہ لفظ جو امید پر دلالت کرے-

س:- کوئی مثال دیں-

ج:- " ظَنَنْتُ اَنْ سَیَقُوْمَ " اور " ظَنَنْتُ اَنْ سَیَقُوْمُ " دونوں جائز ہیں-

فصل 4 – مضارع مجزوم

س:- مضارع مجزوم کے کتنے عوامل ہیں؟

ج:- مضارع مجزوم پانچ عوامل ہیں
1) لَمْ
2) لَمَّا
3) لامِ امر
4) لائے نہی
5) کلمات مجازات

س:- کلمات مجازات سے کیا مراد ہے؟
ج:- یعنی وہ کلمات جو اول جملہ کے شرط اور دوسرے کے جزاء ہونے پر دلالت کرتے ہیں ان کو کلمات شرط اور جزاء بھی کہتے ہیں بعض ان میں سے اسم اور بعض حرف ہیں-

س:- کلمات مُجازات کون کون سے ہیں؟
ج:- 1) اِنْ 2) مَهْمَا 3) اِذْ مَا 4) حَيْثمَا 5) اَيْنَ 6) مَتى 7) مَا 8) مَنْ
9) ایٌّ 10) انّی 11) اِنْ مقدرہ

س:- مضارع مجزوم کی مثالیں دیں-
ج:- " لَمْ يَضْرِبْ " ، " لمَّا يَضرِبْ " ، " لِيَضْرِبْ " ، " لا يَضْرِبْ " ، " اِنْ تَضْرِبْ " ، " اَضْرِبْ "-

س:- " لَمْ " مضارع کے معنی پر کیا اثر کرتا ہے؟
ج:- یہ مضارع کو ماضی منفی بنا دیتا ہے جیسے " لَمْ يَضْرِبْ " (اس نے نہیں مارا)-

س:- " لَمَّا " مضارع کے معنی پر کیا اثر کرتا ہے؟
ج:- یہ بھی " لَمْ " کی طرح مضارع کو ماضی منفی بنا دیتا ہے مگر " لَمَّا " آنے کی صورت میں ما بعد امید کا اُنْصَر پایا جاتا ہے جبکہ ما قبل دوام ہوتا ہے مثلاً " قَامَ الاميرُ لَمَّا يَرْكَبُ " (کھڑا ہوا امیر ابھی تک سوار نہیں ہوا - - - یعنی شاید سوار ہوگا)-

س:- کیا " لَمَّا " اور " لَمْ " کے بعد فعل کو حذف کرسکتے ہیں؟
ج:- " لَمَّا " کے بعد جائز ہے مثلاً " قَامَ الاميرُ لَمَّا " ، مگر " لَمْ " کے فعل کو حذف کرنا جائز نہیں-

س:- کلمات مجازات اول جملہ شرط اور دوسرا جزاء ہوتا ہے ، اس میں (مضارع و ماضی کے لحاظ سے) چار صورتیں بنتی ہیں تو چاروں صورتوں میں عمل کس طرح ہوگا ؟
ج:- چار صورتوں میں عمل اس طرح ہوگا
1) اگر شرط اور جزاء دونوں مضارع ہوں تو دونوں میں لفظاً جزم واجب ہے مثلاً " اِنْ تُكْرِمْنِى اُكْرِمْكَ "
2) اگر شرط اور جزاء دونوں ماضی ہوں تو ان پر لفظی عمل نہیں ہو گا کیونکہ ماضی مبنی ہوتا ہے مثلاً " اِنْ ضَرَبْتَ ضَرَبْتُ "
3) اگر شرط مضارع اور جزاء ماضی ہو تو شرط میں جزم واجب ہے مگر جزاء پر عمل نہیں ہو گا مثلاً " اِنْ تَضْرِبْنِى ضَرَبْتُكَ "
4) اگر شرط ماضی اور جزاء مضارع ہو تو جزاء کو جزم دینا اور نہ دینا دونوں جائز ہے مثلاً " اِنْ جِئْتَنِى اُكْرِمُكَ " یا " اِنْ جِئْتَنِى اُكْرِمْكَ "

س:- جب حرف شرط " اِنْ " داخل ہوتا ہے تو زمانے پر کیا اثر ہوتا ہے؟
ج:- یہ ماضی کو مستقبل کے معنی میں تبدیل کر دیتا ہے مثلاً " اِنْ اَكْرَمْتَنِىْ اَكْرَمْتُكَ " (اگر تو اکرام کرے گا تو میں بھی کرونگا)-

س:- جملہ شرطیہ میں جزاء پر ربط یعنی " ف " کب داخل ہوتا ہے اور کب نہیں ہوتا ؟
ج:- جب جزاءِ ماضی بغیر " قد " ہو یا دوسرے لفظوں میں حرف شرط " اِنْ " جزاء کے معنی کو مستقبل میں کر دے تو ربط " ف " کی ضرورت نہیں رہتی مثلاً " اِنْ اَكْرَمْتَنِىْ اَكْرَمْتُكَ " یہاں " اَكْرَمْتُكَ " پر " ف " داخل نہیں ہوا کیونکہ " اِنْ " نے اس کے معنی کو مستقبل میں کردیا ہے اسی طرح ایک اور مثال " مَنْ دَخَلَه كان اَمِناً "-

مگر اگر جزاء فعل مضارع مثبت ہو یا منفی ہو " لا " کے ساتھ تو ربط " ف " لانا یا نہ لانا دونوں جائز ہے مثلاً " اِنْ تَضْرِبْنِی اَضْرِبُكَ او فَاَضْرِبُكَ " اور نفی کی مثال جیسے " اِنْ تَشْتِمْنِی لا اَضْرِبُكَ او فَلا اَضْرِبُكَ "

س:- جزاء اگر فعل مضارع ہو تو ربط " ف " لانا بھی جائز اور نہ لانا بھی جائز ، وہ کیوں ؟
ج:- مضارع میں حال اور مستقبل دونوں کے معنی پائے جاتے ہیں جب حرف شرط داخل ہوتا ہے تو مضارع کو مستقبل کے ساتھ خاص کردیتا ہے یعنی حرف شرط نے جزاء کے زمانے میں تبدیلی کی تو قاعدہ لاگو ہوگیا- اور اگر دوسری طرح سے دیکھیں تو بہرحال مضارع میں مستقبل کا معنی پایا جاتا ہے تو ربط " ف " لانے کی ضرورت نہیں-

س:- اگر جزاء ماضی " قد " کے ساتھ یا پھر مضارع مثبت یا پھر مضارع منفی " لا " کے ساتھ نہ ہو تو کیا صورت ہوگی ؟
ج:- تو ربط " ف " کا لانا واجب ہے-

س:- جن صورتوں میں ربط " ف " کا لانا واجب ہے وہ بیان کریں-
ج:- یہ چار صورتیں ہیں-
1) جزاء ماضی ہو " قد " کے ساتھ مثلاً " اِنْ یَّسْرِقْ فقد سَرَق "
2) جزاء مضارع ہو بغیر " لا " کے مثلاً " و مَن یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلامِ دِیْنًا فَلَنْ یُقْبَلَ مِنْه "
3) جزاء جملہ اسمیہ ہو مثلاً " مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَه عَشْرُ اَمْثَالِهَا "
4) جزاء جملہ انشائیہ ہو مثلاً نہی کی مثال " اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُونَ اللهَ فَاتَّبِعُونِی " اور نہی کی مثال " فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُوْمِنَاتٍ فَلا تَرْجِعُوهُنَّ اِلی الْكُفَار "

س:- کیا " ف " کی جگہ کوئی اور حرف ربط کے طور پر آسکتا ہے؟
ج:- کبھی کبھی " اذا "مفاجاتیہ (یہ لفظ اچانک کا شائبہ دیتا ہے) آجاتا ہے کیونکہ اس میں بھی " ف " کا معنی پایا جاتا ہے ، مگر صرف اس صورت میں جبکہ جزاء جملہ اسمیہ ہو مثلاً " و اِنْ تُصِبْهُم سَیِّئَة بِمَا قَدَمَتْ اَیْدِیْهِمْ اِذَا هُمْ یَقْنَطون " (اور اگر ان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے جو ان کے گناہوں کے سبب سے ہے جو ان کے ہاتھ آگے بھیج چکے ہیں تو وہ اچانک نا امید ہوجاتے ہیں)

س:- جزاء پر " ف " لانے کا خلاصہ بیان کریں-
ج:- جہاں حرف شرط جزاء پر بالکل اثر نہ کرے تو وہاں جزاء پر " ف " کا لانا واجب ہے ، اور جہاں حرف شرط جزاء میں کچھ اثر کرے اور کچھ نہ کرے تو " ف " کا لانا اور نہ لانا دونوں جائز ہے اور جہاں حرف شرط جزاء میں پورا پورا اثر کے وہاں جزاء پر " ف " کا لانا جائز نہیں ہے-

س:- وہ کتنی صورتیں ہیں جس میں " اِنْ " کو مقدر کیا جاتا ہے؟
ج:- یہ چھ صورتوں میں مقدر ہوتا ہے
1) امر مثلاً " تَعَلَّمْ تَنْجُ " یعنی " ان تتعلم تنج " (تو سیکھ اکر سیکھے گا تو نجات پائے گا)
2) نہی مثلاً " لا تَكْذِبْ یَكُنْ خَیْراً لَكَ " یعنی " لا تكذب ان لا تكذب یکن خیرا لك " (جھوٹ مت بول اگر تو جھوٹ نہیں بولے گا تو یہ تیرے لئے بہتر ہوگا)
3) استفہمام مثلاً " هَلْ تَزُورُنَا نُكْرِمُك " یعنی " هل تزورنا ان تزرنا نكرمك " (کیا تو ہماری زیارت کرے گا ، اگر تو زیارت کرے گا تو ہم تیرعزت کریں گے)
4) تمنی مثلاً " لَیْتَكَ عِنْدِی اَخْدِمْكَ " یعنی " لیتك عندی ان تكن اخدمك " (کاش تو میرے پاس ہوتا اگر تو میرے پاس ہوتا تو میں تیری خدمت کرتا)
5) عرض مثلاً " أ لا تَنْزِلُ بِنَا تُصِب خَیْراً " یعنی " أ لا تنزل بنا ان تنزل بنا نصب خیرا " (کیوں نہیں اترتے آپ ہمارے پاس اگر آپ اترتے ہمارے پاس تو آپ پہنچتے بھلائی کو)
6) نفی مثلاً " لا تَفْعَل شَرَّاً یَكُنْ خَیْرَاً لك " یعنی " اِنْ لا تَفْعَل شَرَّاً یَكُنْ خَیْرَاً لك " (برا نہ کرو آپ کے لیے بہتر ہوگا)

س:- تو کیا مذکورہ بالا چھ صورتوں میں " اِنْ " ہمیشہ مقدر مانا جائے گا ؟
ج:- جی نہیں ، صرف اس صورت میں جبکہ اول ، ثانی کا سبب ہو مثلاً اگر مذکورہ بالا صورتوں کی مثال دیکھیں تو اول ، ثانی کا سبب نظر آئے گا-

س:- کوئی ایسی مثال دیں جس میں اول ثانی کا سبب نہ بنے اور " اِنْ " مقدر نہ ہو-
ج:- " لا تَكْفُرْ تَدْخُلِ النَّارَ " (کفر نہ کر جھنم میں داخل ہوگا) ، چونکہ کے کفر نہ کرنے والا جہنم میں نہیں بلکہ جنت میں جائے گا تو اول، ثانی کا سبب نیں بنا اس لیے " اِنْ " کو مقدر نہیں مانا جائے گا -

س:- فعل امر سے کیا مراد ہے؟
ج:- اس سے مراد وہ فعل ہے جو حکم کے لیے آئے ، یہ غائب ، حاضر اور متکلم تینوں صیغوں میں آسکتا ہے خواہ معروف ہوں یا مجہول -

س:- امر حاضر کا دوسرا نام کیا ہے؟
ج:- امر حاضر معروف کو الامر بالصیغہ کہتے ہیں اور باقیوں کو الامر بالحرف کہتے ہیں-

س:- فعل الامر کیسے بناتے ہیں ؟
ج:- فعل مضارع کی علامت مضارع والا حرف گر جاتا ہے اس حرف کے ما بعد حرف اگر متحرک ہے تو اسی طرح رہے گا مگر اگر یہ حرف ساکن ہے تو ہمزۃ وصل لے آتے ہیں ، ہمزۃ وصل مضموم ہو گا اگر مضارع کا تیسرا حرف (یعنی عین کلمہ) مضموم ہے مثلاً " تَنْصُرُ " سے " اُنْصُرْ " اور مکسور ہوگا اگر تیسرا حرف (عین کلمہ) مفتوح یا مکسور ہے جیسے " تَعْلَمُ " سے " اَعْلَمْ " ، " تَضْرِبُ " سے " اِضْرِبْ " اور " تَسْتَخْرِجُ " سے " اِسْتَخْرِجْ " وغیرہ -
اسی طرح اگر علامت مضارع کے ما بعد کا حرف متحرک ہو تو مثال یہ ہے مثلاً " تَعِدُ " سے " عِدْ " اور " تُحَاسِبُ " سے " حَاسِبْ " وغیرہ - اور یاد رہے امر علامت جزم پر مبنی ہوتا ہے-

فصل 5 – مجہول یا ما لم یسم فاعلہ

س:- فعل مجہول سے کیا مراد ہے؟
ج:- فعل کو معروف اور مجہول میں بھی تقسیم کیا جاتا ہے، مجہول سے مراد وہ فعل ہے جس کا فاعل حذف کیا گیا ہو اور مفعول کو اس کے قائم مقام کیا گیا ہو-

س:- کیا مجہول ، فعل متعدی اور فعل لازم دونوں سے بن سکتا ہے؟
ج:- نہیں صرف فعل متعدی سے بنتا ہے-

س:- فعل ماضی میں مجہول کی علامت بیان کریں-
ج:- یہ تین طرح سے ظاہر ہوتی ہے

1) اگر ماضی کا پہلا حرف مضموم ہو اور آخر کا ماقبل مکسور ہو مثلاً " ضُرِبَ " ، " دُحْرِجَ " ، " أُكْرِمَ "
2) اگر ماضی کا پہلا اور دوسرا حرف مضموم ہو اور اس کا آخر کا ما قبل مکسور ہو مثلاً " تُفُضِّلَ " ، " تَضُورِبَ "
3) اگر ماضی کا پہلا اور تیسرا حرف مضموم ہو اور اس کے آخر کا ما قبل مکسور ہو مثلاً " أُسْتُخْرِجَ " ، " أُقْتُدِرَ "

س:- مذکورہ بالا تین صورتیں کن ابواب افعال میں واقع ہونگی ؟

1) ان ابواب میں جن کے شروع میں ہمزۃ وصل اور " تاء " زائدہ نہیں
2) ان ابواب میں جن کے شروع میں " تاء " زائدہ آتی ہے
3) ان ابواب میں جن کے شروع میں ہمزۃ وصل آتا ہے

س:- فعل مضارع میں مجہول کی علامت بیان کریں-
ج:- اس میں حرف مضارعت مضموم ہوتا ہے اور آخر کا ما قبل مفتوح ہوتا ہے مثلاً " يُضْرَبُ " ، " يُسْتَخْرَجُ " –

س:- کیا فعل مضارع مجہول کی علامت تمام ابواب کے لیے ہے؟

ج:- تمام کے لیے ہے صرف چار کے علاوہ " مُفَاعَلَة " ، " اِفْعَال " ، " تَفْعِيْل " ، " فَعْلَلَة " اور " فعللة " کے ملحقات ان چار میں علامت مضارع آخر کا ماقبل مفتوح ہوتی ہے مثلاً " يُحَاسَبُ " ، " يُدَحْرَجُ " -

س:- ماضی مجہول بنانے کا مذکورہ بالا طریقہ کیا اجوف افعال کے لیے بھی ہے؟
ج:- جی نہیں اجوف کے ماضی مجہول کے بنانے کا طریقہ مختلف ہوتا ہے ، اسے تین طریقے سے پڑھ سکتے ہیں-

1) پہلی صورت میں " قِيْلَ " ، " بِيْعَ " پڑھتے ہیں جو کہ اصل میں " قُوِلَ " اور " وُبِيعَ " تھا - - - " واؤ " اور " یاء " کا کسرۃ نقل کرکے ما قبل کو دیا ما قبل کا ضمہ دور کردیا گیا پھر " قول " میں میعاد والا قانون جاری کیا تو " قِيْلَ " ، " بِيْعَ " ہوا

2) دوسری صورت اشمام ہے ، اس سے مراد یہ ہے کہ فا کلمہ کے کسرۃ کو ضمہ کی طرف اور عین کلمہ جو " یاء " ہے اس کو تھوڑا سا " واؤ " کی طرف مائل کرکے پڑھا جاتا ہے تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ اصل میں فا کلمہ مضموم ہے

3) تیسری صورت " واؤ " ساکنہ کے ساتھ " قُوْلَ " ، " بُوْعَ " جو اصل میں " قُوِلَ " ، " بیع " تھے " واؤ " اور " یاء " کی حرکت کو حذف کردیا گیا پھر " بیع " میں بوسر والا قانون جاری کیا تو " قُوْلَ " اور " بُوْعَ " ہوئے

س:- مگر کیا اجوف کے لیے اس طرح تین طرح سے پڑھنا صرف ثلاثی مجرد کے لیے ہے؟
ج:- جی نہیں بلکہ باب افتعال اور باب انفعال کی ماضی مجہول میں بھی تین صورتیں جاری ہوسکتی ہیں مثلاً " اُخْتِيْرَ " ، " اُخْتِيْرَ " (دوسری صورت میں " تاء " پر کسرۃ پڑھتے وقت تھوڑی سی ضمہ کی آواز نکالیں ، یہ اوپر بیان کردہ اشمام کی صورت ہے) اور " اُخْتُرَ "

س:- کیا مضارع مجہول اجوف بھی مختلف طریقے سے بنتا ہے؟
ج:- جی ہاں ، اس میں عین کلمہ الف سے بدل جاتا ہے خواہ عین کلمہ میں " واؤ " ہو یا " یاء " ہو مثلاً " يَقُولُ " کو " يُقَالُ " اور " يَبِيْعُ " کو " يُبَاعُ " پڑھا جائے گا –

فصل 6 – فعل متعدی و لازم

س:- فعل کو ایک اور طرح سے بھی تقسیم کرسکتے ہیں وہ کس طرح؟
ج:- فعل متعدی ہوتا ہے یا لازم –

س:- فعل متعدی سے کیا مراد ہے؟
ج:- فعل متعدی کا مکمل معنی سمجھنے کے لیے فاعل کے علاوہ مفعول بہ کی بھی ضرورت ہوتی ہے مثلاً " ضَرَبَ " اس کا معنی سمجھنے کے لیے فاعل کے علاوہ مضروب کی بھی ضرورت ہے یعنی " ضَرَبَ زيدٌ عمراً " (زید نے عمر کی پٹائی کی) -

س:- اردو میں فعل متعدی کی کیا پہچان ہے؟
ج:- اگر ترجمہ کرنے کے بعد اردو میں " نے " کا لفظ آجائے تو اس کا مطلب ہے کہ فعل متعدی ہے –

س:- فعل لازم سے کیا مراد ہے؟
ج:- فعل لازم میں مفعول بہ کی ضرورت نہیں ہوتی مطلب ایسے ہی سمجھ میں آجاتا ہے مثلاً " قام زيداً " (زید کھڑا ہوا) –

س:- فعل متعدی کتنے مفعولوں کی طرف متعدی ہوتا ہے؟
ج:- ایک ، دو یا تین مفعولوں کی طرف متعدی ہوتا ہے

1) ایک مفعول مثلاً " ضَرَبَ زيدٌ عمراً " (زید نے عمر اور مارا)
2) دو مفعول مثلاً " اَعْطَى زيدٌ عمرواً درهماً " (زید نے عمر کو درھم دیا)
3) تین مفعول مثلاً " اَعْلَمَ اللهُ زيداً عمراً فاضلاً " (اللہ نے زید کو علم دیا کہ عمر فاضل ہے)

س:- فعل متعدی جو دو مفعولوں کی طرف متعدی ہو ، کی کتنی اقسام ہیں؟

ج:- یہ دو قسم پر ہے

1) باب " عَلِمْتُ "
2) باب " اَعْطَيْتُ "

س:- ان دونوں میں کیا فرق ہے؟

ج:- باب " عَلِمْتُ " میں دونوں مفعول ایک ہی ذات سے متعلق ہوتے ہیں مثلاً " عَلِمْتُ زیداً فَاضِلاً " (میں نے جانا زید فاضل ہے) یہاں " زید " اور " فاضل " دونوں ایک ذات کے بارے میں آیا ہے -

باب " اَعْطَيْتُ " میں دونوں مفعول الگ الگ ذات سے متعلق ہوتے ہیں مثلاً " اَعْطَيْتُ زیداً درھماً " (میں نے زید کو درھم دیا) یہاں " زید " اور " درھم " الگ الگ ذات ہوئیں -

س:- کیا دو مفعولوں میں سے کسی کو حذف کرنا جائز ہے؟

ج:- باب " عَلِمْتُ " میں دونوں کوذکر کرنا ضروری ہے یا دونوں کو حذف کرسکتے ہیں اگر قرینہ (context) موجود ہے صرف ایک کا حذف کرنا جائز نہیں– جبکہ باب " اَعْطَيْتُ " میں کسی ایک کو حذف کرسکتے ہیں -

س:- کیا تین مفعولوں والی صورت میں بھی کوئی باب ہے ؟

ج:- جی ہاں اسے باب " اَعْلَمَ " کہتے ہیں –

س:- باب " اَعْلَمَ " میں کتنے افعال ہیں (یعنی کتنے افعال تین مفعول چاہتے ہیں)؟

ج:- یہ سات افعال ہیں " اَعْلَمَ " ، " اَرَی " ، " اَنْبَاءَ " ، " نَبَّاءَ " ، " اَخْبَرَ " ، " خَبَّرَ " اور " حدّث " – یاد رہے سب کا معنی ہے خبر دینا ہے –

س:- کیا ان مفعولوں میں سے کسی کو حذف کر سکتے ہیں؟

ج:- یہ صورت یاد رکھیں ، پہلے مفعول یا آخر کے دونوں کو حذف کر سکتے ہیں یعنی پہلے کا یا آخر کے دو مفعول کا ہونا ضروری ہے –

فصل 7 – افعال القلوب

س:- افعال القلوب کون کون سے ہیں؟

ج:- یہ سات افعال ہیں ، " عَلِمْتُ " ، " ظَنَنْتُ " ، " حَسِبْتُ " ، " خِلْتُ " ، " رَأَيْتُ " ، " وَجَدْتُ " ، " زَعَمْتُ " –

س:- ان کا کیا عمل ہوتا ہے؟

ج:- یہ مبتداء اور خبر پر داخل ہوتے ہیں تو دونوں کو برمفعولیت نصب دیتے ہیں یعنی مبتداء اور خبر دو مفعول بن جاتے ہیں مثلاً " عَلِمْتُ زیداً عَالِماً " -

س:- ان افعال کو " افعال القلوب " کیوں کہتے ہیں؟

ج:- چونکہ ان کا صدور ظاہری اعضاء سے نہیں ہوتا بلکہ دل سے ہوتا ہے اس لیے انھیں افعال القلوب کہتے ہیں – یاد رہے ان افعال کو شک اور یقین بھی کہتے ہیں-

س:- ان افعال میں یقین کے لیے اور شک کے لیے کون کون سے ہیں؟

ج:- یقین کے لیے - " عَلِمْتُ " ، " رَأَيْتُ " ، " وَجَدْتُ "
شک کے لیے - " ظَنَنْتُ " ، " حَسِبْتُ " ، " خِلْتُ "

یقین اور شک دونوں کے لیے – " زَعَمْتُ "

س:- کیا افعال القلوب کے دو مفعولوں میں سے کسی کو حذف کرسکتے ہیں؟
ج:- جی نہیں –

س:- کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ کوئی افعال القلوب میں سے فعل آئے اور اس کا عمل لفظاً اور معناً باطل کرنا جائز ہو؟
ج:- اس کا عمل باطل کرنا جائز ہے اگر یہ دو مفعولوں کے درمیان میں آجائے مثلاً " زَیْدٌ ظَنَنْتُ قَائِمٌ " یا یہ موخر آئے مثلاً " زَیْدٌ قَائِمٌ ظَنَنْتُ " – مگر یاد رہے اگر عمل دینا چاہیں تو وہ بھی جائز ہے -

س:- کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ کوئی افعال القلوب میں سے فعل آئے اور اس کا عمل لفظاً باطل ہوجائے مگر معناً عمل کرے؟
ج:- جی ہاں اس کو " معلّق " کہتے ہیں یہ تین صورتوں میں ہوتا ہے

1) استفہام سے پہلے مثلاً " عَلِمْتُ أ زَیْدٌ عِنْدَ كَ اَمْ عَمْرٌو "
2) نفی سے پہلے مثلاً " عَلِمْتُ مَا زَیْدٌ فی الدَّارِ "
3) لام ابتداء سے پہلے مثلاً " عَلِمْتُ لِزَیْدٌ مُنْطَلِقٌ "

یاد رہے معلّق کی صورت اختیاری نہیں بلکہ واجب ہے -

س:- مگر ایسا بھی ممکن ہے کہ افعال القلوب میں سے کوئی فعل آئے مگر شک اور یقین کے علاوہ کسی اور معنی میں آئے چونکہ بعض افعال کے معنی ایک سے زیادہ ہوتے ہیں تو اب بھی کیا عمل مذکورہ بالا بیان کردہ طریقوں پر ہوگا ؟
ج:- جی نہیں ، اس صورت میں اس فعل کو افعال القلوب سے نہیں سمجھا جائے گا پس اس صورت میں یہ مفعول واحد کو نصب دے گا-

س:- افعال القلوب کی مثال دیں جبکہ وہ افعال القلوب میں سے نہیں مانے جائیں گے-
ج:- جیسے " ظَنَنْتُ بمعنی اِتَّهَمْتُ " ، " عَلِمْتُ بمعنی عَرِفْتُ " ، " رَأَیْتُ بمعنی اَبْصَرْتُ " ، " وَجَدْتُ بمعنی اَصَبْتُ " –

فصل 8 – الافعال الناقصہ

س:- افعال ناقصہ کون کون سے ہیں؟
ج:- افعال الناقصہ یہ ہیں

1) کانَ 2) صَارَ 3) اَصْبَحَ 4) اَمْسَی 5) اَضْحَی 6) ظَلَّ 7) بَاتَ 8) رَاحَ
9) آض 10) عَادَ 11) غَدا 12) مَازَالَ 13) ما بَرِحَ 14) مافَتِیءَ 15) ما اَنْفَكَّ 16) مَا دَامَ
17) لیس

س:- افعال ناقصہ سے کیا مراد ہے؟
ج:- یہ افعال فاعل کو کسی صفت پر جو ان کے مصدر والی صفت کے علاوہ ہو ثابت کرتے ہیں مثلاً
غیر ناقصہ کی مثال " ضَرَبَ " فعل اپنے فاعل کے لیے اپنی مصدری صفت ضربْ کو ثابت کرتا ہے جیسے " ضَرَبَ زَیْدٌ " (زید نے ضرب لگائی) –
ناقصہ کی مثال " کان زیدٌ قائماً " (زید کھڑا ہونے والا ہے) اس مثال میں " کان " نے اپنے فاعل " زید " کے لیے صفت قیام کو ثابت کیا جو اسکی خبر ہے اور فعل کی مصدری صفت کے علاوہ ہے -

س:- افعال ناقصہ کا کیا عمل ہوتا ہے؟
ج:- یہ جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں تاکہ اپنے معنی کا اثر جملہ پر ڈالیں اور رفع دیتے ہیں اول یعنی مبتداء کو اور نصب دیتے ہیں ثانی یعنی خبر کو –

س:- " کان " کتنی اقسام پر ہے؟

ج:- " کان " کی تین اقسام ہیں " ناقصة " ، " تامة " ، " زائدة " –

س:- " کان ناقصة " سے کیا مراد ہے؟
ج:- یہ وہ ہے جو خبر کو بھی چاہتا ہے یعنی صرف ایک اسم پر بات پوری نہ ہو مثلاً " کان زیدٌ قائماً "-

س:- " کان تامة " سے کیا مراد ہے؟
ج:- یہ وہ ہے جو صرف ایک اسم کو چاہتا ہے اور اس سے بات پوری ہو جاتی ہے مثلاً " کان زیدٌ " یعنی (زید ثابت ہے) یا پھر " کان القِتَالُ "-

س:- " کان زائدة " سے کیا مراد ہے؟
ج:- یہ وہ ہے جو کلام میں زائد آتا ہے اگر اس کو ہٹا بھی دیں تو اثر نہیں پڑتا (یعنی یہ کلام میں صرف حسن پیدا کرتا ہے) مثلاً " علی کان المسومة " میں " کان " زائد ہے-

س:- کیا " کان ناقصة " کو بھی تقسیم کیا جاتا ہے؟
ج:- جی ہاں اس کی دو قسمیں ہیں
1) دائمی – یہ اسم کے لیے خبر کو دائماً ثابت کرتا ہے مثلاً " کان اللهُ عَلِیْماً حَکِیْماً " کیونکہ الله ہمیشہ حکیم تھا اور رہے گا-
2) منقطع – یہ ماضی میں اسم کو خبرسے منقطع یا جدا ہونے والا ثابت کرتا ہے مثلاً " کان زیدٌ شاباً " (زید جوان تھا) یعنی اب جوان نہیں-

س:- " صار " کس معنی میں آتا ہے؟
ج:- یہ انتقال کے لیے آتا ہے ، یہ انتقال ایک حالت سے دوسری حالت ، ایک حقیقت سے دوسری حقیقت ، ایک جگہ سے دوسری جگہ یا ایک ذات سے دوسری ذات کی طرف ہو سکتا ہے مثلاً " صار زید غنیا " (زید غنی ہو گیا) ، " صار الطین حجرا " (مٹی پتھر ہو گئی) ، " صار زید من قریة الی قریة " (زید ایک بستی سے دوسری بستی کی طرف منتقل ہوگیا) یا پھر " صار زید من خالد الی عمرو " (زید خالد سے عمرو سے عمرو کی طرف منتقل ہو گیا)

س:- " اصبح " ، " امسی " اور " اضحی " کن معنوں میں استعمال ہوتے ہیں؟
ج:- یہ اوقات یعنی صبح ، شام اور چاشت کی طرف اشارہ کرتے ہیں مثلاً " اصبح زیدٌ ذاکراً " (زید صبح کے وقت ذکر کرنے والا تھا) ، " امسی زیدٌ ذاکراً " (زید شام کے وقت ذکر کرنے والا تھا) ، " اضحی زیدٌ ذاکراً " (زید چاشت کے وقت ذکر کرنے والا تھا)-

س:- " ظل " (دن گزارتے ہوئے) اور " بات " (رات گزارتے ہوئے) کن معنوں میں استعمال ہوتے ہیں ؟
ج:- یہ اوقات دن اور رات کی طرف اشارہ کرتے ہیں مثلاً " ظل زیدٌ کاتباً " (زید نے دن گزارا کتابت کرتے ہوئے) اور " بات زیدٌ کاتباً " (زید نے رات گزاری کتابت کرتے ہوئے)-
یہ کبھی کبھی " صار " کے معنی میں بھی آجاتے ہیں مثلاً " ظل زیدٌ غنیاً " یعنی " صار زیدٌ غنیاً "-

س:- " مازال " ، " ما فتی " ، " ما برح " اور " ما انعك " کن معنوں میں استعمال ہوتے ہیں؟
ج:- یہ فاعل کے لیے اپنی خبر کے دوام پر دلالت کرتے ہیں یعنی جب سے فاعل نے خبر کو قبول کیا اس وقت سے فاعل کے لیے خبر کا ثبوت دائمی ہے مثلاً " مازال زیدٌ امیراً " (ہمیشہ سے زید امیر ہے)

س:- کیا ان پر " ما " کا آنا ضروری ہے ؟
ج:- جی ہاں کیونکہ نفی کے آنے کی وجہ سے ہی یہ دوام کا تاثر پیدا کرتے ہیں مثلاً " مازال " کا مطلب نہیں زائل ہوا یعنی ہمیشہ رہا-

س:- " مادام " کس معنی میں آتا ہے؟
ج:- یہ فاعل کے لیے خبر ثابت کرتا ہے اور بتاتا ہے کہ جب تک خبر ثابت ہے اس وقت فلاں چیز بھی ثابت ہے مثلاً " اقوم مادام الامیر جالساً " (میں کھڑا رہوں گا جب تک کہ امیر بیٹھا ہے) اس مثال میں اپنے کھڑے ہونے کی مدت کو امیر کے بیٹھنے کی مدت تک موقت و متعین کیا ہے-

س:- " لیس " کس معنی میں آتا ہے؟
ج:- یہ مطلق نفی پر دلالت کرتا ہے مثلاً " لیس زیدٌ قائماً "-

فصل 9 – افعال المُقَارَبَة

س:- افعال مقاربہ سے کیا مراد ہے؟
ج:- یہ فاعل کے خبر سے قریب ہونے پر دلالت کرتے ہیں مثلاً " عَسی زیدٌ اَنْ یَقُومَ " (امید ہے زید کا کھڑا ہونا قریب ہے)- یاد رہے سارے افعال مقاربہ قُربْ پر دلالت نہیں کرتے مگر چونکہ سب کا عمل ایک جیسا ہے اس لیے ان سب کو افعال مقاربہ کہہ دیتے ہیں-

س:- افعال مقاربہ کا عمل کس طرح ہوتا ہے؟
ج:- یہ اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں ، کچھ کے ساتھ " اَنْ " آتا ہے اور کچھ کے ساتھ " اَنْ " نہیں آتا-

س:- افعال مقاربہ کتنی قسم پر ہے؟
ج:- اس کی تین قسمیں ہیں
1) فعل " عَسی " کا استعمال فاعل کے خبر کو حاصل کرنے میں امید کا تاثر دیتا ہے مثلاً " عَسی زیدٌ اَنْ یَقُومَ " (امید ہے زید عنقریب کھڑا ہو)
2) فعل " کاد " کا استعمال فاعل کے خبر کو حاصل کرنے میں یقین کا تاثر دیتا ہے مثلاً " کادَ زیدٌ یَقُومُ " (یقین ہے عنقریب زید کھڑا ہو)
3) افعال " طَفِقَ " ، " جَعَلَ " ، " کَرُبَ " ، " اَخَذَ " ، " اَوْشَكَ " کا استعمال فاعل کے خبر کو حاصل کرنے میں شروع ہونے کا تاثر دیتا ہے مثلاً " طَفِقَ زیدٌ یَکْتُبُ " (یقین ہے زید عنقریب لکھنا شروع ہو)

س:- " عَسی زیدٌ اَنْ یَقُومَ " ترکیب کریں-
ج:- عَسی – فعل مقاربہ
زیدٌ – مرفوع لفظاً ، فعل مقاربہ کا اسم
اَنْ – ناصبہ
یَقُومَ – فعل مضارع منصوب لفظاً ، " ھو " ضمیر اس میں فاعل مرفوع محلاً جو رجع " عسی " کے اسم کو ، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہوا
" اَنْ " نے جملہ فعلیہ کو مصدر کیا اور مصدر مفرد کے معنی میں ہوتا ہے (یعنی جملہ فعلیہ اب جملہ نہ رہا بلکہ مفرد ہوگیا) ، بتاویل مفرد منصوب محلاً یعنی پورا مرکب " اَنْ یَقُومَ " منصوب محلاً ہے ، یہ خبر " عسی " کے لیے ، " عسی " اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا

س:- " عَسی " جامد ہے اس سے کیا مراد ہے؟
ج:- جامد سے مراد ہے کہ اس پر گردان جاری نہیں ہوتی ، یعنی ماضی کے علاوہ کوئی صیغہ اس سے جاری نہیں ہوتا لہذا مضارع ، امر ، نہی ، اسم فاعل ، اسم مفعول وغیرہ کے صیغے اس سے استعمال نہیں ہوتے-

س:- کیا " عَسی " کی خبر کی اس کے اسم پر تقدیم جائز ہے؟
ج:- جی ہاں مثلاً " عَسی اَنْ یَقُومَ زیدٌ "

س:- کیا " عَسی " کی خبر سے " اَنْ " کو حذف کرنا جائز ہے؟
ج:- جی ہاں مثلاً " عَسی زیدٌ یَقُومَ "-

س:- " عَسی اَنْ یَقُومَ زیدٌ " کی ترکیب کریں-
ج:- عَسی – فعل مقاربہ

اَنْ – ناصبہ
يَقُومَ – فعل مضارع منصوب لفظاً
زيدٌ – فاعل " يقوم " کے لیے (چونکہ " زيد " فعل " يقوم " کے آگے آگیا اس لیے فاعل بنائیں گے)
فعل فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر بتاویل مفرد " عسی " کا فاعل ، " عسی " اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا

س:- " کاد " کا عمل کس طرح ہوتا ہے؟
ج:- اس کی خبر مضارع بغیر " اَنْ " کے ہوتی ہے اور محلاً منصوب ہوتی ہے مثلاً " کادَ زيدٌ يَقُومُ "-

س:- کیا " کاد " کی صورت میں " ان " لانا جائز ہے؟
ج:- جی ہاں مگر پھر اس صورت میں نصب لفظاً آجائے گا مثلاً " کادَ زيدٌ اَنْ يَقُومُ "

س:- " کاد " اور " عَسی " میں کیا فرق ہے؟
ج:- " کاد " میں " اَنْ " نہیں آتا جبکہ " عَسی " میں آتا ہے اس کے علاوہ معنی میں یقین اور امید کا فرق پایا جاتا ہے-

س:- " طَفِقَ ، جَعَلَ ، کَرُبَ ، اَخَذَ " کا عمل کس طرح ہوتا ہے؟
ج:- یہ چاروں " کاد " کی طرح عمل کرتے ہیں انکی خبر فعل مضارع بغیر " اَنْ " کے ہوتی ہے

س:- " اَوْشَكَ " کا عمل کس طرح ہوتا ہے؟
ج:- اس کا عمل " کاد " اور " عسی " دونوں کی طرح ہو سکتا ہے یعنی " اَنْ " اور بغیر " اَنْ " کے خبر کا آنا جائز ہے-

فصل 10 – فعل تعجب

س:- فعل تعجب سے کیا مراد ہیں؟
ج:- یہ فعل کے صیغے ہیں ، یہ حیرت کے اظہار کے لیے آتے ہیں ، یاد رہے ترجمہ انشائیہ تعجبیہ ہوگا نہ کہ خبریہ-

س:- یہ کتنے صیغے ہیں؟
ج:- دو صیغے ہیں-

1) " مَا اَفْعَلَه " مثلاً " مَا اَحْسَنَ زَيْداً " (زید کیا ہی حسین ہے) یاد رہے یہ بمحاورہ ترجمہ ہے یہاں " ما " استفہامیہ اصل میں " ای شیٔ " کے ہوکر مبتداء ہے " احسن " فعل ماضی ہے اس میں " ھو " ضمیر اس کا فاعل ہے اور " زیدا " مفعول بہ ہے-
2) " اَفْعِلْ بِه " مثلاً " اَحْسِنِ بِزَيْدٍ " (زید کیا ہی حسین ہے) یاد رہے یہ بمحاورہ ترجمہ ہے ، دراصل " اَحْسِنِ " امر کا صیغہ ہے مگر بمثل ماضی ہے اور " ب " زائدہ ہے-

س:- ہر باب کے لیے یہ صیغے کس طرح بنتے ہیں؟
ج:- یہ صرف ان ابواب سے بنتے ہیں جس میں کہ اسم تفضیل بنانا ممکن ہو یعنی ثلاثی مجرد ہو اور اس میں " لون " اور " عیب " والا معنی نہ ہو اور اگر " لون " یا " عیب " والا معنی ہو یا ثلاثی مجرد نہ ہو تو پھر شدت ، ضعف ، حسن ، قبح وغیرہ سے فعل تعجب کے یہ دو صیغے بنائے جائے گے پھر جس باب سے ممتنع ہے اس کے مصدر کو آگے ذکر کر دیں گے مفعول بہ بنا کر اول صیغہ میں اور باجارہ کا مجرور بنا کر ثانی صیغہ میں مثلاً اول صیغہ کی مثال " ما اَشَدَّ اِسْتَخْرَاجَاً " اور ثانی صیغہ کی مثال " اَشْدُدْ بِاِسْتِخْرَاجِه "-

س:- کیا ان میں تقدیم اور تاخیر ممکن ہے؟
ج:- جی نہیں-

فصل 11 – افعال مدح

س:- افعال مدح (اچھائی) و ذم (برائی) سے کیا مراد ہے؟
ج:- یہ وہ افعال ہیں جو مدح و ذم کے لیے آتے ہے- یاد رہے یہ مدح یا ذم کی خبر نہیں دیتے بلکہ انشاء مدح یا ذم کرتے ہیں-

س:- مدح کے لیے کون کون سے افعال ہیں؟
ج:- یہ دو افعال ہیں " نِعْمَ " اور " حَبَّذا "-

س:- " نِعْمَ " کا فاعل کس طرح ہوتا ہے؟
ج:- یہ معرف باللام ہوتا ہے مثلاً " نِعْمَ الرَجُلُ زَیْدٌ " (زید کیا ہی اچھا آدمی ہے) یا وہ اسم جو مضاف ہو معرف باللام کی طرف مثلاً " نِعْمَ غُلامَ الرَجُلِ زَیْدٌ " (زید کا غلام کیا ہی اچھا آدمی ہے)-

س:- " نِعْمَ الرَجُلُ زَیْدٌ " کی ترکیب کریں-
ج:- " نِعْمَ — فعل مدح
الرَجُلُ — مرفوع لفظاً فاعل ، فعل اپنے فاعل سے مل جملہ فعلیہ ہو کر خبر مقدم (کیونکہ جملہ نکرۃ کے حمکم ہے اور مبتدا نہیں بن سکتا)
زَیْدٌ — مبتدا موخر ، مخصوص بالمدح

س:- کیا " نِعْمَ " کا فاعل ضمیر نہیں ہو سکتا؟
ج:- ضمیر مستتر ہو سکتا ہے مگر پھر واجب ہے کے اس کی تمیز نکرۃ منصوب لائی جاۓ مثلاً " نِعْمَ رَجُلاً زَیْدٌ " (زید کیا ہی اچھا ہے ازروۓ مرد ہونے کے) ، اس " نعم " میں ضمیر مستتر مبہم ممیز ہے " رجلا " تمميز ، ممیز تمییز سے مل کر فاعل ہے " نعم " کا اور " زید " مخصوص بالمدح ہے-
یا پھر اس کی تتمیز " ما " لا سکتے ہیں مثلاً " فَنِعْمَا هِیَ اَیْ نِعْمَ شَیْئاً هِیَ " (وہ صدقات ازروۓ شئ ہونے کے اچھے ہیں) ، اس میں " نعم " میں ضمیر ہو مستتر مبہم ممیز ہے اور " ما " بمعنی شئ نکرۃ اس کی تمییز ہے ، ممیز تمییز سے مل کر فاعل ہے اور " ھی " مخصوص بالمدح ہے- (یاد رہے یہاں " نعم " کے اندر ضمیر مستتر کسی " چیز " کو رجع ہوتی ہے)

س:- " نِعْمَ " کے صیغہ پر تبصرہ کریں-
ج:- " نِعْمَ " فعل ماضی ہے اصل میں " نَعِمَ " تھا فا کلمہ کو ساکن کر کے عین کی کسرۃ فا کلمہ کو دی تو " نِعْمَ " ہوا-

س:- دوسرے فعل مدح " حَبَّذا " میں فاعل کس طرح ہوتا ہے؟
ج:- فعل " حَبَّذا " یہ " حب " اور " ذا " سے مرکب ہے ، اس میں فاعل " ذا " ہوتا ہے یہ کبھی محذوف نہیں ہوتا اور نہ تبدیل ہوتا ہے مخصوص چاہے مفرد، تثنیہ ، جمع، مذکر یا مونث ہو یہ اسی طرح رہے گا مثلاً " حَبَّذا زَیْدٌ " ، " حَبَّذا زَیْدان " ، " حَبَّذا زَیْدون " ، " حَبَّذا هند " ، " حَبَّذا هندان " ، " حَبَّذا هندون " وغیرہ-

س:- کیا " حَبَّذا " کے مخصوص بالمدح کے بعد یا پہلے تمیز یا حال لانا جائز ہے؟
ج:- جی ہاں ، مگر یہ تمیز یا حال افراد ، تثنیہ ، جمع ، تذکیر و تانیث میں مخصوص بالمدح کے موافق ہو گی مثلاً " حَبَّذا رجلاً زَیْدٌ " ، " حَبَّذا زَیْدٌ رجلاً " ، " حَبَّذا زَیْدٌ راکباً " ، " حَبَّذا راکباً زَیْدٌ " آخر کی دو مثالیں حال کی ہیں-

س:- ذم کے لیے کون کون سے افعال ہیں؟
ج:- یہ دو افعال ہیں " بِئْسَ " اور " سَاءَ "-

س:- ذم افعال کا فاعل کس طرح آتا ہے؟
ج:- یہ " نِعْمَ " کی طرح آتا ہے یعنی یہ معرف باللام ہوتا ہے مثلاً " بِئْسَ الرَجُلُ زَیْدٌ " (زید کیا ہی برا آدمی ہے) یا وہ اسم جو مضاف ہو معرف باللام کی طرف مثلاً " بِئْسَ غُلامَ الرَجُلِ زَیْدٌ " (زید کا غلام کیا ہی برا آدمی ہے)- اسی طرح سے " سَاءَ الرَجُلُ زَیْدٌ " اور " سَاءَ غُلامَ الرَجُلِ زَیْدٌ " ہیں-

س:- " بِئْسَ " کے صیغہ پر تبصرہ کریں-

ج:- " بِئْسَ " فعل ماضی ہے اصل میں " بِئَسَ " تھا فا کلمہ کو ساکن کر کے عین کی حرکت فا کلمہ کو دی تو " بِئْسَ " ہوا-

الباب الرابع - حروف

س:- حروف کتنی قسم پر ہے؟
ج:- اس کی سترہ اقسام ہیں

1) حروف جر
2) حروف مشبہ بالفعل
3) حروف عطف
4) حروف تنبیہ
5) حروف ندا
6) حروف ایجاب
7) حروف زیادۃ
8) تغیر کے دو حروف
9) حروف مصدر
10) حروف تحضیض (ابھارنا)
11) حروف توقع
12) استفہام کے دو حروف
13) حروف شرط
14) حروف رادعِ (ڈانٹ ڈپٹ)
15) تاء تانیث ساکنہ
16) تنوین
17) تاکید کے دو نون

فصل 1 – حروف جر

س:- انہیں حروف جر کیوں کہتے ہیں؟
ج:- " جر " کا معنی ہے کھنچنا اور یہ بھی فعل ، شبہ فعل یا معنی فعل کو اپنے مدخول تک کھینچتے ہیں ، انہیں اضافت بھی کہا جاتا ہے ، اضافت کا معنی نسبت ہے اور یہ حروف بھی فعل ، شبہ فعل یا معنی فعل کی نسبت یعنی اضافت کرتے ہیں اپنے مدخول کی طرف مثلاً " مَرَرْتُ بِزَيْدٍ " ، " اَنَا مارٌ بِزَيْدٍ " ، " هذا فی الدارِ ابُوك "-

س:- یہ کتنے حروف ہیں؟
ج:- یہ اُنیس حروف ہیں

1) باء
2) باء قسم
3) تاء قسم
4) کاف
5) لام
6) واؤ قسم
7) مُنْذُ
8) مُذْ
9) خَلا
10) رُبَّ

11) واؤ رُبَّ
12) حَاشَا
13) مِنْ
14) عَدَا
15) فِی
16) عَنْ
17) عَلی
18) حتَّی
19) اِلی

یہ شعر یاد کر لیں
باء ، تاء ، کاف ، لام ، واؤ ، مُنْذُ ، مُذْ ، خَلا
رُبَّ ، حَاشَا ، مِنْ ، عَدَا ، فِی ، عَنْ ، عَلی ، حتَّی ، اِلی

س:- " مِنْ " کس طرح استعمال ہوتا ہے؟
ج:- یہ ابتداء ، بیان ، تَبْعِیْض اور زائدہ ہوتا ہے-

س:- ابتداء سے کیا مراد ہے اور " مِنْ " اس کے لیے کس طرح استعمال ہوتا ہے؟
ج:- یہ مسافت کی ابتداء کے لیے آتا ہے اور اس کی علامت یہ ہے کہ اس کے مقابل میں انتہا کا لانا صحیح ہو مثلاً " سِرْتُ مِن البَصْرَة الی الکوفۃِ "

س:- بیان سے کیا مراد ہے اور " مِنْ " اس کے لیے کس طرح استعمال ہوتا ہے؟
ج:- یہ بیان یعنی اظہار کے لیے آتا ہے یعنی امر مبہم سے مراد کو ظاہر کرنے کے لیے آتا ہے ، اور " مِنْ " کے بیانیہ ہونے کی پہچان یہ ہے کہ لفظ " الذِی " کو اس کی جگہ رکھنا درست ہو مثلاً " فاجتنبوا الرِجْسَ مِن الاوثان " (تم ناپاکی سے بچو یعنی وہ گندگی جو کہ بت ہیں) ، " الذِی " کے ساتھ اس طرح ہو سکتا ہے " فاجتنبوا الرِجْسَ الذی ھو الوثن "-

س:- تَبْعِیْض سے کیا مراد ہے اور " مِنْ " اس کے لیے کس طرح استعمال ہوتا ہے؟
ج:- تَبْعِیْض سے مراد " بعض " کا آنا ہے یعنی " من " تَبْعِیْض کے لیے آتا ہے اس کی علامت یہ ہے کہ " من " کی جگہ " بعض " کا رکھنا صیح ہو مثلاً " اَخَذْتُ مِنْ الدِرَاھم " (میں نے درہموں میں سے لیے) ، اور جب " بعض " رکھا تو اس طرح کہیں گے " اَخَذْتُ بعض الدِراھم " (بعض دراہم میں نے لیے)-

س:- زائدہ سے کیا مراد ہے اور " مِنْ " اس کے لیے کس طرح استعمال ہوتا ہے؟
ج:- زائدہ سے مراد ہے کہ اگر " مِنْ " کو حذف کر دیا جائے تو معنی پر اثر نہیں پڑتا مثلاً " ما جاءنِی مِنْ احدٍ " (میرے پاس کوئی نہیں آیا) ، اگر " مِنْ " کو حذف کردیں تو معنی پر کوئی اثر نہیں پڑے گا " ما جاءنِی احدٍ " (میرے پاس کوئی نہیں آیا)-

س:- " من " کس کلام میں زائد ہے اور کس میں نہیں یہ کس طرح پتہ چلے گا؟
ج:- اس کا قانون یہ ہے کہ کلام موجب (مثبت کلام) میں " مِنْ " زائدہ نہیں ہوتا ، مگر جب " مِنْ " زائدہ ہوگا تو وہ کلام نفی ، نہی یا استفہام ہوگا- یاد رہے اس قانون میں علماء میں اختلاف پایا جاتا ہے-

س:- " اِلی " کس طرح استعمال ہوتا ہے؟
ج:- یہ زمان و مکان اور " مَعَ " کے معنی میں آتا ہے-

س:- " اِلی " زمان و مکان کے لیے کس طرح آئے گا؟
ج:- یہ غایت کی انتہا بیان کرتا ہے کبھی مکان سے اور کبھی زمان سے مثلاً

- " سرت من البصرۃ الی الکوفۃ " یہ مکان کی مثال ہے-

- " اتمو الصیام الی اللیل " (روزے کو پورا کرو رات تک) یہ زمان کی مثال ہے-

س:- " اِلی " ، " مَعَ " کے معنی میں کس طرح آئے گا؟
ج:- یہ کبھی " مَعَ " کے معنی میں آتا ہے مگر بہت قلیل ہے مثلاً " فَاَغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ و اَيْدِيْكُم اِلَى (مَعَ) الْمَرَافِقِ "-

س:- " حَتّی " کس طرح استعمال ہوتا ہے؟
ج:- یہ " الی " کی طرح آتا ہے یعنی زمان و مکان اور " مَعَ " کے معنی میں استعمال ہوتا ہے مثلاً
- زمان و مکان کے لیے " نِمْتُ البَارِحَۃَ حَتَّی الصباحِ " (سویا میں رات کو صبح تک)
- " مَعَ " کے معنی میں " قَدِمَ الحَاجُ حَتَّی المُشاۃِ " (واپس آگئے حاجی مع پیدل جانے والوں کے)

س:- اگر " حَتَّی " اور " اِلَی " دونوں کا استعمال ایک جیسا ہے تو فرق کیا ہوا؟
ج:- " حَتَّی " کبھی ضمیر پر داخل نہیں ہوتا یہ ہمیشہ اسم ظاہر پر داخل ہوگا یعنی " حَتَّه " کہنا غلط ہے ، مگر " الی " ضمیر اور اسم ظاہر دونوں پر داخل ہوتا ہے-

س:- " فِی " کس طرح استعمال ہوتا ہے؟
ج:- یہ ظرفیت اور کبھی " عَلی " کے معنی میں استعمال ہوتا ہے-

س:- ظرفیت کے لیے کس طرح استعمال ہوتا ہے؟
ج:- یعنی ما بعد ، ما قبل کے لیے طرف ہے مثلاً " زَیْدٌ فِی الدَارِ " (زید گھر میں ہے) ، " المَاءُ فِی الکوزِ " (پانی پیالے میں ہے)-

س:- " فِی " ، " عَلی " کے معنی میں کس طرح استعمال ہوتا ہے؟
ج:- یہ " عَلی " کے معنی میں آتا ہے مگر بہت قلیل ہے مثلاً " وَلَاُصَلِبَنْکُمْ فِی جُذوعِ النَخْلِ " (البتہ ضرور بالضرور سولی دیں گے ہم تجھ کو کھجور کے تنے پر)

س:- یہ کیسے پتہ چلے گا کہ کلام میں " فی " ظرفیت کے لیے استعمال ہوا ہے یا " عَلی " کے معنی میں استعمال ہوا ہے؟
ج:- جس جگہ " استقراء " (پائے جانے ، ٹھرنے) کے معنی پائے جاتے ہوں وہاں " فی " بمعنی ظرف ہوگا اور جس جگہ " استعلاء " کے معنی پائے جاتے ہوں وہاں " فی " ، " علی " کے معنی میں ہوگا-
اور جہاں " استقراء " اور " استعلاء " دونوں کا معنی بن سکے وہاں دونوں معنی لیے جا سکتے ہیں مثلاً " جَلَسْتُ علی الارضِ " ، " جَلَسْتُ فی الارضِ "-

س:- باء کس طرح استعمال ہوتا ہے؟
ج:- باء کے بہت سے استعمالات ہیں مثلاً
- الصاق (ایک چیز کو دوسری کے ساتھ جوڑنا) کے لیے آتا ہے مثلاً " مَرَرْت بزید " (یعنی " مرور " اس جگہ سے ملا ہوا ہے جو زید کے قریب ہے)
- اِسْتِعَانَتْ (مدد) کے لیے آتا ہے مثلاً " كَتَبْتُ بِالقَلَمِ " (میں نے قلم کی مدد سے لکھا)
- تَعْلِیْلْ (علت) کے لیے آتا ہے مثلاً " اِنَكُم ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِخَاذِكُمُ العِجْلَ " (بیشک تم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا ہے گائے کو اپنا معبود بنا لینے کی وجہ سے)
- مُصَاحَبَتْ (کسی چیز کا ساتھ ہونا) کے لیے مثلاً " خَرَجَ زَيْدٌ بِعَشِيْرَتِهِ " (زید اپنے قبیلے کے ساتھ نکلا)
- مقابلہ کے لیے مثلاً " بِعْتُ هذا بِك " (میں نے اس کو بیچا اس کے بدلے میں)
- متعدی کے لیے مثلاً " ذَهَبْتُ بزیدٍ " (میں زید کو لے گیا)
- ظرفیت کے لیے مثلاً " جَلَسْتُ بِمَسْجِدٍ " (میں مسجد میں بیٹھا)
- زائدہ کے لیے مثلاً " مَا زیدٌ بِقائِمٍ " (زید قائم نہیں) ، " بِحَسْبِك زَيْدٌ " (تیرے لیے زید کافی ہے)

س:- باء زائدہ کتنی صورت میں آتا ہے؟

ج:- یہ دو صورتوں میں آتا ہے قیاساً ، سماعاً مثلاً

- قیاسی کے لیے نفی کی خبر کے لیے جیسے " مَا زیدٌ بِقائمٍ " (زید قائم نہیں) ، اسی طرح استفہام کی خبر میں جیسے " ھل زیدٌ بِقائمٍ " (کیا زید قائم ہے)
- سماعی کے لیے کبھی مرفوع کی جگہ مثلاً " بِحَسْبِكَ زَيْدٌ " (تیرے لیے زید کافی ہے) اور کبھی منصوب کی جگہ جیسے " القی بِیَدِہِ " یعنی " القی یَدَہُ " (اپنے ہاتھ کو ڈال دیا)

س:- لام کس طرح استعمال ہوتا ہے؟

ج:- لام کے بہت سے استعمالات ہیں مثلاً

- اختصاص (خاص کرنا) کے لیے مثلاً " الجُلُّ للفرسِ " (جھول گھوڑے کے لیے خاص ہے) ، " المالُ لِزیدٍ " (مال زید کے لیے خاص ہے)
- تعلیل (بیان علت) کے لیے مثلاً " ضَرَبْتُه لِلتَّادِيْبِ " (میں نے اس کو ادب سکھانے کے لیے مارا)
- زائدہ کے لیے مثلاً " رَدِفَ لکم " یعنی " رَدِ فکُم " (وہ تمھارے پیچھے سوار ہوا)
- " عَنْ " کے معنی کے لیے جبکہ اسے قول کے لیے استعمال کیا جائے مثلاً   " قال الذین کَفَرُوا للذینَ اَمَنُوا لو کان خیراً ما سَبَقُونَا الیہ " (کافر آپس میں مومنوں کے بارے میں بات کررہے ہیں۔ ۔ ۔ ، پس " کفروا للذین اَمَنُوا " میں لام بمعنی " عَنْ " استعمال ہوا ہے)
- " واؤ " کے معنی کے لیے جبکہ اسے تعجب کے موقع پر قسم کے لیے استعمال کیا جائے مثلاً " لِلّٰہِ یَبْقی علی الایامِ ذوحیدٍ "

س:- " رُبَّ " کس طرح استعمال ہوتا ہے؟

ج:- " رُبَّ " کے استعمال میں مختلف رائیں موجود ہیں مثلاً

- تقلیل کے لیے ، بعض کے نزدیک یہ کم دکھلانے کے لیے آتا ہے یعنی کہ متکلم " رُبَّ " کے مدخول کو کم شمار کرتا ہے اگرچہ واقعۃً کثیر ہو یہی اکثر کا مذہب ہے
- تکثیر کے لیے ، بعض کے نزدیک یہ تکثیر کے لیے آتا ہے
- تقلیل اور تکثیر دونوں کے لیے ، بعض کا مذہب ہے کہ یہ وضع تقلیل کے لیے گیا تھا مگر اب تکثیر کے لیے استعمال ہوتا ہے ، اور اگر قرینہ موجود ہو تو تقلیل کے لیے بھی آجاتا ہے یہی مصنف کا مذہب ہے

س:- " رُبَّ " کا عمل کس طرح ہوتا ہے؟

ج:- یہ نکرۃ موصوف (یعنی نکرۃ کے آگے صفت آئے گی) پر داخل ہوتا ہے اور جر دیتا ہے مثلاً " رُبَّ رجُلٍ کَرِیْمٍ لَقَیْتُه " (میں نے چند بزرگ آدمیوں سے ملاقات کی)۔
یا یہ ضمیر مبہم پر داخل ہوتا ہے اس کی تمیز نکرہ منصوبہ ہوتی ہے یہ ضمیر مبہم ہمیشہ مفرد مذکر ہوتی ہے خواہ اس کی تمیز تثنیہ، جمع ، مذکر یا مونث ہو مثلاً " رُبَّه رَجُلاً " ، " رُبَّه رَجُلَیْنِ " ، " رُبَّه رِجَالاً "، " رُبَّه اِمْرَاۃً " وغیرہ۔

س:- کیا " رُبَّ " کے ساتھ " ما کافہ " بھی آتا ہے؟

ج:- جی ہاں کبھی کبھی " رُبَّ " کے ساتھ ما کافہ بھی داخل ہوتا ہے جو اس کو عمل سے روک دیتا ہے اور یاد رہے " ما " ، " رُبَّ " کے ساتھ ملانا ضروری ہے اسے علیحدہ لکھنا جائز نہیں، یعنی ہمیشہ " رُبَّمَا " لکھا جائے گا اور یہ جملہ اسمیہ اور جملہ فعلیہ دونوں پر داخل ہوتا ہے مثلاً " رُبَّمَا قَامَ زَیْدٌ " ، " رُبَّمَا زَیْدٌ قائِمٌ "۔

س:- کیا " رُبَّ " یا " رُبَّمَا " ہمیشہ فعل ماضی پر داخل ہوتا ہے؟

ج:- جی ہاں ، یعنی وہ فعل جس کا تعلق " رُبَّ " سے ہے اس فعل ماضی ہونا ضروری ہے کیونکہ تقلیل واقعی صرف ماضی میں ہوسکتی ہے۔

س:- کیا اس فعل ماضی کو جو " رُبَّ " یا " رُبَّمَا " کے لیے آئے حذف کر سکتے ہیں؟

ج:- جی ہاں مثلاً " رُبَّ رَجُلٍ اَکْرَمَنِیْ " اس شخص کے جواب میں جس نے پوچھا " ھل لَقَیْتَ مِنْ اَکْرَمَكَ " یعنی اصل میں جواب یوں تھا " رُبَّ رَجُلٍ اَکْرَمَنِیْ لَقَیْتُه "۔

س:- " واؤ رُبَّ " سے کیا مراد ہے ؟
ج:- " واؤ رُبَّ " وہ " واؤ " ہے جس سے اول کلام کی ابتداء کی جاتی ہے-

س: " واؤ رُبَّ " کس طرح استعمال ہوتا ہے؟
ج:- استعمال اس طرح ہے
- یہ حرف اس نکرۃ پر داخل ہوتا ہے جو موصوفہ ہو اور فعل ماضی کا محتاج ہو
- اکثر اسے حذف کردیا جاتا ہے
- عمل " رُبَّ " مضمر کا ہوتا ہے " واؤ کا نہیں

مثلاً " وَ بَلْدَةٍ لَيْسَ بِهَا اَنِيْس "

س:- " واؤ قسم " کس طرح استعمال ہوتا ہے؟
ج:- یہ خاص ہے اسم ظاہر کے ساتھ ، یعنی ضمیر پر " واؤ " قسم داخل نہیں ہوتا مثلاً " واللهِ و الرَّحْمَنِ لِأَضْرِبَنَّ " (اللہ کی قسم میں بضرور ماروں گا)-

س:- " تاء قسم " کس طرح استعمال ہوتا ہے؟
ج:- یہ صرف لفظ انسان پر داخل ہوتا ہے مثلاً " تاالرحمن " کہنا درست نہیں ہے ، مگر " تاالله " اور ترب الکعبۃ " آجاتا ہے مگر شاذ ہے ، مصنف کے مطابق " تاالله " وحدہ کے لیے خاص ہے-

س:- " باء قسم " کس طرح استعمال ہوتا ہے؟
ج:- یہ اسم ضمیر اور اسم ظاہر دونوں پر داخل ہوتا ہے مثلاً " باالله " ، " باالرحمن " ، " بك "-

س:- قسم کے لیے بہت سے حروف ذکر ہو ان میں اصل کسے مانا جاتا ہے؟
ج:- باء قسم کو اصل مانا جاتا ہے باقی حروف قسم اس کی فرع ہیں اس لیے باء قسم عام ہے

س:- جواب قسم سے کیا مراد ہے اور اس کا قسم پر کیا عمل ہوتا ہے؟
ج:- یہ ایسا جملہ ہے جس پر قسم کھائی گئی ہو ، اس جملے کو " مُقْسَم عَلَيْهَا " کہتے ہیں
- اگر جواب قسم مثبت (موجب) ہو ، تو لام کا جملہ میں داخل ہونا ضروری ہے مثلاً " وَاللهِ لَزَيْدٍ قَائِمٌ " (اللہ کی قسم البتہ زید کھڑا ہے) ، " وَاللهِ لَأَفْعَلَنَّ كذا " (اللہ کی قسم البتہ بضرور کروں گا اس طرح) ، یاد رہے لام جملہ اسمیہ و فعلیہ دونوں پر داخل ہوتا ہے)
- اگر جواب قسم منفی ہو ، تو " ما " اور " لا " سے کسی ایک کا داخل ہونا ضروری ہے مثلاً " واللهِ مَا زَيْدٌ بِقَائِمٍ " ، " وَاللهِ لا يقومُ زَيْدٌ "

س:- کیا حرف نفی کو جواب قسم سے حذف کرسکتے ہیں؟
ج:- کبھی کبھی حذف ہوجاتا ہے التباس کے زائل ہونے کی وجہ سے مثلاً " تاللهِ تَفْتَؤُ (لا تَفْتَؤُ) تَذْكُرُ يُوْسُفَ " (اللہ کی قسم آپ برابر یوسف کا ذکر کرتے رہے گے)-
اگر جواب قسم مقدم ہو تو جواب قسم محذوف تصور ہوگا اسی طرح اگر جواب قسم وسط میں ہو تو تب بھی محذوف شمار ہو گا مثلاً " قَامَ زید واللهِ " ، " زَيْدٌ قَائِمٌ واللهِ " ، " زَيْدٌ واللهِ قائمٌ "-

س:- " عَنْ " کس طرح استعمال ہوتا ہے؟
ج:- یہ مجاوزت (یعنی ایک چیز کا دوسری سے دور ہونا) کے لیے آتا ہے مثلاً " رَمَيْتُ السَهْمَ عَنْ الْقَوْسِ اِلَى الصَيْدِ " (میں نے تیر کمان سے شکار کی جانب مارا)-

س:- " عَلى " کس طرح استعمال ہوتا ہے؟
ج:- یہ استعلاء (ایک چیز کا دوسری پر بلند ہونا) کے لیے آتا ہے مثلاً " زَيْدٌ على السطحِ " (زید چھت پر ہے)-

س:- کیا کبھی کبھی حرف " مِنْ " ، " عَلی " اور " عَنْ " پر داخل ہوجاتا ہے؟
ج:- جی ہاں کبھی کبھی حرف " عَنْ " اور حرف " عَلَی " دونوں دو اسم واقع ہوجاتے ہیں جب ان دونوں پر حرف " مِنْ " داخل ہو مثلاً " جَلَسْتُ مِنْ عَلَی الفَرَسِ " (" مِنْ " حرف " عَنْ " پر داخل ہوا اس لیے " عَنْ " یہاں اسم ہوا اور اس کا معنی جانب کے ہوئے) ، " نَزَلْتُ مِنْ عَلَی الفَرَسِ " (" مِنْ " حرف " عَلَی " پر داخل ہوا اس لیے " عَلَی " اسم ہوا اور اس کے کے معنی " فوق " کے ہوئے)

س:- " کاف " کس طرح استعمال ہوتا ہے؟
ج:- اس کا استعمالات اس طرح ہیں

- تشبیہ کے لیے ، مثلاً " زَیْدٌ کَعَمْرٍ " (زید عمر جیسا ہے)
- زائدہ کے لیے ، مثلاً " لیسَ کَمِثْلِہ شیءٌ " (اس کی مثل کوئی چیز نہیں ہے) ، چونکہ " مثل " اور کاف دونوں تشبیہ کے لیے آتا ہے تو معلوم ہوا کاف زائدہ ہے-
- اسم کے لیے ، کاف کبھی اسم ہوتا ہے یعنی " مثل " کے معنی دیتا ہے جب اس پر حرف جر داخل ہو ، مگر یہ حرف ضرورت کی وجہ سے آتا ہے مثلاً " ع یَضْحَکْنَ عَنْ کَالْبَرَدِ الْمُنْھَمِّ " (وہ ہنستی ہے ایسے دانتوں سے جو اولوں کی طرح ہیں) ، چونکہ یہاں کاف سے پہلے " عن " آیا اس لیے یہ اسم ہوا-

س:- " مُذْ " اور " مُنْذُ " کس طرح استعمال ہوتے ہیں؟
ج:- ان کے استعمالات اس طرح ہیں

- زمانہ کے لیے ، ابتدائے زمانہ کے معنی ماضی میں دیتے ہیں مثلاً (ماضی میں فعل کی ابتداء بیان کرتے ہیں) " مَا رَأئِیْتُه مُذْ شَھرنا ، مُنْذُ یومنا " (میں نے نہیں دیکھا اس کو اپنے مہینے سے)

س:- " خلا " ، " عدا " اور " حاشا " کس طرح استعمال ہوتے ہیں؟
ج:- " خلا " ، " عدا " اور " حاشا " استثناء کے لیے آتے ہیں مثلاً " جاءنی القومُ خلا زیدٍ ، حاشا عمرٍ ، عدا بکرٍ " (میر پاس قوم آئی زید کے بغیر)-

س:- مگر " خلا " ، " عدا " اور " حاشا " تو افعال بھی ہیں تو کیا یہ بطور افعال آسکتے ہیں؟
ج:- جی ہاں مگر پھر یہ نصب دیتے ہیں دوسرے افعال کی طرح (یعنی جملے کے شروع میں آجائیں یا ان سے پہلے " ما " آجائے)-

فصل 2 – حروف مشبہ بالفعل

س:- حروف مشبہ بالفعل کون کون سے ہیں؟
ج:- یہ کل چھ ہیں ،

1) اِنَّ
2) اَنَّ
3) لَیْتَ
4) لَعَلَّ
5) لَکِنَّ
6) کَأَنَّ

س:- انہیں مشبہ بالفعل کیوں کہتے ہیں؟
ج:- کیونکہ یہ معناً اور لفظاً فعل کے مشابہ ہوتے ہیں اس لیے انہیں مشبہ بالفعل کہتے ہیں-

س:- معناً اور لفظاً فعل کے ساتھ مشابہ ہونے سے کیا مراد ہے؟
ج:- لفظاً مشابہت مثلاً

- ان سب کا آخر فعل ماضی کی طرح مبنی علی الفتح ہے

- یہ بھی فعل کی طرح ایک اسم کو رفع اور ایک کو نصب دیتے ہیں
- ان میں سے بھی بعض فعل کی طرح ثلاثی ، رباعی اور خماسی (مطلب زائد حرف) ہوتے ہے

معناً مشابہت مثلاً
- " اِنَّ " اور " اَنَّ " کا معنی " حَقَقْتُ " کے قائم مقام ہوتا ہے
- " لَيْتَ " کا معنی " تَمَنْتُ " کے قائم مقام ہوتا ہے
- " لَعَلَّ " کا معنی " ترجَعْتُ " کے قائم مقام ہوتا ہے
- " لَكِنَّ " کا معنی " استَدْرَكْتُ " کے قائم مقام ہوتا ہے
- " كَأَنَّ " کا معنی " شَبَہْتُ " کے قائم مقام ہوتا ہے

س:- ان حروف کا عمل کس طرح ہوتا ہے؟
ج:- یہ تمام جعلہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں اسم کو نصب اور خبر کو رفع دیتے ہیں مثلاً " اِنَّ زیداً قائمٌ " (یقیناً زید کھڑا ہے)-

س:- کیا کبھی ان کا عمل باطل ہوسکتے ہے؟
ج:- جی ہاں کبھی کبھی ان پر ما کافہ داخل ہوتا ہے اس صورت میں یہ عمل نہیں کرتے اور اس صورت میں کبھی کبھی جملہ فعلیہ پر بھی داخل ہوجاتے ہیں مثلاً " اِنَّما قامَ زیدٌ " (زید کھڑا ہی ہے)

س:- " اِنَّ " اور " اَنَّ " کس طرح استعمال ہوتے ہیں؟
ج:- یہ تاکید کے لیے استعمال ہوتے ہیں مثلاً " اِنَّ زیداً قائمٌ " (یقیناً زید کھڑا ہے)-

س:- تو پھر " اِنَّ " اور " اَنَّ " میں کیا فرق ہوا؟
ج:- " اِنَّ " مضمون جملہ کو بدلتا نہیں بلکہ پکا کردیتا ہے جبکہ " اَنَّ " جملہ اسمیہ کو مفرد کے حکم میں کردیتا ہے یعنی اسے مرکب ناقص بنا دیتا ہے یعنی اب اس کے لیے خبر چاہیے تب ہی جملہ بنے گا- حاصل یہ کہ جو مقام جملہ کا ہو وہاں " اِنَّ " پڑھیں گے اور جو مقام مفرد کا ہو وہاں " اَنَّ " پڑھیں گے-

س:- " اِنَّ " کے استعمال کے جملہ میں ممکن مقامات کون کون سے ہیں؟
ج:- اس کے مقامات اس طرح سے ہیں
- ابتدائے کلام کے لیے مثلاً " اِنَّ زیداً قائمٌ " (یقیناً زید کھڑا ہے)
- قول کے بعد ، یعنی قول کے بعد مقولہ آتا ہے جو کہ جملہ ہوتا ہے اس لیے " اِنَّ " لاتے ہیں مثلاً " يَقُولُ اِنَّها بَقَرةٌ "
- موصول کے بعد ، یعنی موصول کے بعد صِلہ آتا ہے جو کہ جملہ ہوتا ہے اس لیے " اِنَّ " لاتے ہیں مثلاً " مَارَاَئِیْتُ الذِی اِنَّہ فی المسجدِ " (میں نے اس شخص کو نہیں دیکھا جو کہ بے شک مسجد میں ہے)
- جب " اِنَّ " کیا خبر پر لام داخل ہو مثلاً " اِنَّ زیداً لَقائِمٌ "

س:- " اَنَّ " کے استعمال کے جملہ میں ممکن مقامات کون کون سے ہیں؟
ج:- اس کے مقامات اس طرح سے ہیں
- فاعل واقع ہو مثلاً " بلغنی اَنَّ زیداً قائِمٌ " (مجھے زید کے قیام کی خبر پہنچی ہے) یا (مجھے خبر پہنچی کہ زید یقیناً قائم ہے)
- مفعول واقع ہو مثلاً " کربتُ اَنَّك قائمٌ " (تیرا قیام مجھ کو پسند ہے)
- مبتداء واقع ہو مثلاً " عِندی اَنَّك قائمٌ " (میرے پاس تُو یقیناً قائم ہے)
- مضاف الیہ واقع ہو مثلاً " عَجِبْتُ مِنْ طول اَنَّ بکراً قائِمٌ " (میں نے تعجب کیا طول قیام بکر سے) ، طول مضاف اور " اَنَّ بکراً " مضاف الیہ ہے
- مجرور واقع ہو مثلاً " عَجِبْتُ مِنْ اَنَّ بکراً قائِمٌ " (میں نے تعجب کیا قیام بکر سے)
- " لَو " کے بعد مثلاً " لو اَنَّكَ عِنْدَنا لا كَرَمْتُكَ " (اگر یقیناً تُو ہمارے پاس ہوتا تو میں البتہ تیرا اکرام کرتا)
- " لولا " کے بعد مثلاً " لولا اَنَّہ حَاضِرٌ لَغَابَ زیداً " (اگر یقیناً وہ موجود نہ ہوتا تو البتہ زید غائب ہوتا)

س:- کیا " ان " مکسورۃ کے اسم پر عطف کرنا جائز ہے؟
ج:- جی ہاں ، رفع اور نصب دونوں صورتوں میں کرسکتے ہیں مثلاً " اَنَّ زیداً قائمٌ و عمرو " (عطف رفع بر محل زید اور وہ مبتدا ہے) ، " اِنَّ زیداً قائمٌ و عمرواً " (عمرو کا عطف زید پر لفظاً)-

س:- " اِنَّ " پر لام کب داخل ہوتا ہے؟
ج:- بسا اوقات عرب " اِنَّ " کو بغیر تشدید کے پڑھتے ہیں اور اس وقت اس کے لیے لام لازم ہوجاتا ہے مثلاً " واِنْ کُلاًّ لَّمَّا لَیُوَفِیَنَّھُم " (یقیناً ان تمام منکرین کو خدا کی قسم پوری کردی جائے)-

س:- اس طرح جو " اِنْ " آتا ہے اسے کیا کہتے ہیں؟
ج:- یاد رہے " اِنْ " اور بھی قسم ے ہوتے ہیں مگر اس طرح جو آتا ہے اسے مخفّفہ مِنَ المثقّلہ کہتے ہیں اور یہ لام اس کا پتہ دیتا ہے-

س:- " واِنْ کُلاًّ لَّمَّا لَیُوَفِیَنَّھُم " مخفّفہ مِنَ المثقّلہ کرنے کے بعد آیا ہے تو اصل کیا ہوگی؟
ج:- یہ اصل میں اس طرح ہے " واِنَّ کُلَھُم واللہِ لَیُوَفِیَنَّھُم " ، یہاں لفظ " اللہ " محذوف ہے ، " لَیُوَفِیَنَّھُم " جواب قسم ہے اور پھر ایک لام مخفّفہ مِنَ المثقّلہ کا آگیا ، دو لاموں کا جمع ہونا پسندیدہ نہیں تو درمیان میں " ما " زائدہ آیا ، اسم " ما " سے پہلے جو لام ہے یہ وہ لام ہے جو " اِنَّ " کی خبر پر داخل ہوا-

س:- کیا مخفّفہ مِنَ المثقّلہ کا عمل باطل کرنا جائز ہے؟
ج:- جی ہاں اسے لغو کہتے ہیں ، اس کے عمل کو باطل کرنا اور عمل دینا دونوں جائز ہیں مثلاً " اِنْ کُلُ لَمّا جَمِیْعٌ لَدَیْنَا مُحْضَرُون " (یقینا ہر ایک جبکہ ہمارے پاس حاضر کئے جائیں گے) ، " اِنْ " مخفّفہ مِنَ المثقّلہ ہے " کُل " اس کا اسم ہے اور عمل سے بیکار کردیا گیا ہے یعنی نصب نہیں دیا گیا ہے-

س:- کیا " اِنْ " مخففہ افعال پر داخل ہوسکتا ہے؟
ج:- یہ فعل پر بھی داخل ہوسکتا ہے مگر صرف ان افعال پر جیسے افعال قلوب ، افعال ناقصہ ، افعال مقاربہ مثلاً " اِنْ کُنْتَ مِنْ قَبْلِہ لَمِنَ الْغَافِلِیْنَ " ، یہاں " اِنْ " شرطیہ نہیں ہے بلکہ مخفّفہ مِنَ المثقّلہ ہے ، " و اِنْ نَظُنُّكَ لَمِنَ الکَاذِبِیْنَ " (اور بیشک ہم آپ کو گمان کرتے تھے کاذبین میں سے) ، یہاں " نظنك " افعال قلوب میں سے ہے-

س:- کیا " اَنْ " بھی مخفّفہ مِنَ المثقّلہ سے ہو سکتا ہے؟
ج:- جی ہاں مگر ضمیر شان مقدر جو کہ محذوف ہوتی ہے ، میں اس کا عمل کرنا واجب ہے اور یہ جملہ اسمیہ و فعلیہ دونوں پر داخل ہوتا ہے مثلاً " بَلَغْنِیْ اَنْ زیدٌ قائمٌ " یہ جملہ اسیہ کی مثال اور " بَلَغْنِیْ اَنْ قَدْ قَامَ زَیْدٌ " یہ جملہ فعلیہ کی مثال-

س:- " بَلَغْنِیْ اَنْ زیدٌ قائمٌ " کی ترکیب کریں
ج:- ترکیب اس طرح ہے
بَلَغْنِیْ – فعل ن وقایہ ، " ی " ضمیر منصوب محلاً مفعول
اَنْ – مخففہ من المثقلہ ، " ہ " ضمیر شان مقدر اس کا منصوب محلاً اس کا اسم
زیدٌ – مرفوع لفظاً مبتدا
قائمٌ – مرفوع لفظاً خبر
مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ ہوکر " اَنَّ " کی خبر ، " اَنَّ " اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ ہوکر بتاویل مفرد فاعل ہوا " بلغ " کے لیے ، فعل اپنے فاعل اور مفعول سے مل کر جملہ فعلیہ ہوا-

س:- " بَلَغْنِیْ اَنْ قَدْ قَامَ زَیْدٌ " کی ترکیب کریں-
ج:- ترکیب وہی ہوگی جس طرح اوپر کی گئی مکر یاد رہے اگر جملہ فعلیہ ہو تو " قد " ، " سین " ، " سوف " یا حرف نفی کا فعل پر ہونا ضروری ہے کیونکہ یہ بتلائیں گے کہ یہ " اَنْ " مخففہ من المثقلہ ہے یہ " اَنْ " ناصریہ مصدریہ نہیں ہے مثلاً
" عَلِمَ اَنْ سَیَکونُ مِنْکُم مرضی " (اللہ تعالی نے جان لیا کہ تم میں سے بعض لوگ مریض ہوں گے) اس مثال میں ضمیر مستتر (ضمیر شان) ہوگی وہ " اَنْ " کا اسم واقع ہوگی اور جملہ اس کی خبر واقع ہوگا-

س:- " كَأَنَّ " کس طرح استعمال ہوتا ہے؟
ج:- یہ تشبیہ کے لیے آتا ہے مثلاً " كَأَنَّ زيدُن الاسد " (گویا کہ زید شیر ہے) اور کبھی کبھی یہ مخففہ ہوجاتا ہے پس پھر عمل سے لغو کردیا جاتا ہے مثلاً "كَأَنْ زيدٌ اسدٌ " (گویا کے زید شیر ہے)-

س:- " لَكِنَّ " کس طرح استعمال ہوتا ہے؟
ج:- یہ استدراک (ما قبل کلام سے وہم پیدا ہو تو اسے دور کرنا) کے لیے آتا ہے اور درمیان میں واقع ہوتا ہے مثلاً " ما جاءنی القومُ لَكِنَّ عمرواً جاء " (میرے پاس قوم نہیں آئی لیکن عمرو آیا) ، " غَابَ زيدٌ و لَكِنَّ بكراً حاضراً " (زید غائب ہے لیکن بکر حاضر ہے)-
یاد رہے کہ

- " لَكِنَّ " کے ساتھ " واؤ " کا لانا جائز ہے مثلاً " قامَ زيدٌ و لَكِنَّ عمرواً قاعدٌ " (" لَكِنَّ " کے ساتھ " واؤ " لایا گیا ہے)
- کبھی کبھی مخففہ کرتے ہیں جس کی وجہ سے اس کا عمل لغو ہوجاتا ہے مثلاً " مشی زَيْدٌ لَكِنْ بَكرٌ عِنْدَنا " (زید چلا گیا مگر بکر ہمارے پاس ہے)

س:- " لَيْتَ " کس طرح استعمال ہوتا ہے؟
ج:- یہ تمنّی کے لیے استعمال ہوتا ہے مثلاً " ليت ہنداً عندنا " (کاش ہندہ ہمارے پاس ہوتی)-

س:- " لَعَلَّ " کس طرح استعمال ہوتا ہے؟
ج:- یہ امید کے لیے آتا ہے مثلاً " لَعَلَّ اللهَ يرزُقْنِی صلاحاً " (شاید اللہ مجھے بھی نیکی عطا فرمائے) ، یاد رہے " لَعَلَّ " کے ساتھ جر دینا شاذ ہے- اور لفظ " لَعَلَّ " کی متعدد لغات ہیں مثلاً " عَلَّ " ، " عَنَّ " ، " انَّ " ، " لانَّ " ، " لعَنَّ "-

فصل 3 – حروف عاطفہ

س:- حروف عاطفہ سے کیا مراد ہے؟
ج:- عطف کے لغوی معنی مائل ہونا اور حروف عاطفہ چونکہ اعراب اور حکم میں معطوف کو معطوف علیہ کی جانب مائل کرتے ہیں اس لیے ان کا نام حروف عاطفہ رکھا گیا ہے یہ دس حروف ہیں-

س:- دس حروف عاطفہ کون کون سے ہیں؟
ج:- دس حروف یہ ہیں

1) واؤ
2) فاء
3) ثمَّ
4) حتّی
5) او
6) اِمَّا
7) اَمْ
8) لا
9) بَلْ
10) لَكِنْ

یہ شعر یاد کر لیں
واؤ ، فاء ، ثمَّ ، حتّی ، لا و بَلْ
اَوْ و اِمَّا ، اَمْ ، و لَكِنْ بے خلل

س:- پہلے چار کا کیا استعمال ہے؟

ج:- واؤ ، فاء ، ثمَّ ، حتّی یہ چاروں جمع کے لیے آتے ہیں یعنی معطوف اور معطوف علیہ کو اس حکم میں جمع کر دیتے ہیں جو معطوف علیہ کے لیے ہوتا ہے ، مگر ان میں فرق ہے جو مندرجہ ذیل ہے-

س:- اگر یہ چاروں جمع کے لیے آتے ہیں تو ان میں فرق کیا ہوا؟
ج:- فرق اس طرح ہے

- واؤ – یہ مطلقاً جمع کے لیے آتا ہے یعنی اس میں ترتیب اور وقت کا کوئی ذکر نہیں ہوتا مثلاً " جاءنی زیدٌ و عمرٌو " (یعنی کسی وقت اور کسی بھی ترتیب میں آئے اور کسی بھی وقفہ کے بعد آئے)
- فاء - یہ ترتیب کے لیے آتا ہے مثلاً " جاءنی زیدٌ فبَکرٌ " (زید آیا پھر (فوراً) عمر آیا) ، فوراً کی تعریف بولنے والے پر ہے
- ثمّ - یہ مہلت کے ساتھ ترتیب کے لیے آتا ہے مثلاً " دَخَلَ زیدٌ ثمّ عمرٌو " (پہلے زید داخل ہوا پھر تھوڑی دیر بعد عمر) ، یعنی زید پہلے آیا اور پھر ان دونوں کے درمیان کچھ مہلت ہو
- حتّی - یہ " ثمّ " کی طرح ہے مہلت اور ترتیب کے لحاظ سے ، مگر اس کی مہلت بمقابلہ " ثمّ " کی مہلت کے قلیل ہے اور اسے استعمال کرنے کی شرط یہ ہے کہ " حتّی " کا معطوف داخل ہو معطوف علیہ پر یا دوسرے لفظوں میں معطوف ، معطوف علیہ کا جز ہو ، مثلاً " مَاتَ الناسُ حتَّی الْاَنْبِیَاءِ " (لوگ مر گئے یہاں تک کہ انبیاء بھی)
  یہ معطوف میں قوت اور ضعف کا فائدہ دیتا ہے مثلاً قوت کی مثال ، اوپر کی مثال میں لوگ تو مرے مگر انبیاء جیسے عظیم لوگ بھی مر گئے ، اور ضعف کی مثال مثلاً " قَدِمَ الْحَاجُ حتَّی الْمُشَاۃِ " (حاجی واپس آگئے حتّی کہ پیدل حج کو جانے والے بھی)

س:- کہا گیا کہ " حتّی " دراصل " ثمّ " کی طرح ہوتا ہے مگر " حتّی " کی مثالوں میں " ثمّ " کی طرح کوئی ترتیب نہیں اس کی کیا وجہ ہے؟
ج:- " حتّی " میں یہ ترتیب خارج میں نہیں ہوتی بلکہ ذہن میں ہوتی ہے یعنی " مَاتَ الناسُ حتَّی الْاَنْبِیَاءِ " (جو لوگ عام تھے ان کا انتقال ہوا مگر انبیاء کا بھی ہوگیا)-

س:- مذکورہ بالا " حتّی " کی مثال میں " حتّی " کی مثال میں مجرور آیا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟
ج:- " حتّی " دو قسم کے ہوتے ہیں ایک " حتّی " جارہ اور ایک " حتّی " عاطفہ

- یاد رہے " حتّی " جارہ میں معطوف کا معطوف علیہ کا جز ہونا ضروری نہیں ہے مثلاً " نمت بارحت حتّی صباحٍ "
- یاد رہے " حتّی " جارہ کی جگہ " حتّی " عاطفہ آسکتا ہے مگر " حتّی " عاطفہ کی جگہ " حتّی " جارہ نہیں آسکتا

س:- " اَوْ " ، " اِمَّا " اور " اَمْ " کا کیا استعمال ہے؟
ج:- یہ تینوں حروف کسی دو مذکورہ امور میں سے کسی ایک کے لیے حکم کو ثابت کرنے کے لیے آتے ہیں جبکہ وہ مبہم ہوتا ہے متعین نہیں مثلاً " بِرَجُلٍ اَوْ اِمْرَأۃٍ " (میں گزرا مرد کے قریب سے یا عورت کے قریب سے)-

س:- " اِمَّا " کے استعمال کی وضاحت کریں-
ج:- یہ حرف عطف اس وقت ہوگا جب اس سے پہلے ایک " اِمَّا " اور مذکور ہو مثلاً " المَدَدُ اِمَّا زوجٌ و اِمَّا فردٌ " ، یہ بھی جائز ہے کہ " اما " ، " او " پر مقدم مذکور ہو مثلاً " زَیْدٌ اِمَّا کاتِبٌ اَوْ امِیٌّ "-

س:- " اَمْ " کی کتنی قسمیں ہیں؟
ج:- اس کی دو اقسام ہیں

1) ام متصلہ
2) ام منقطعہ

س:- ام متصلہ سے کیا مراد ہے؟
ج:- اس کے ذریعے کلام میں مذکور دو چیزوں میں سے ایک کی تَعِیْن کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے ، اور یاد رہے کہ سوال کرنے والے کو پہلے سے علم ہوتا ہے کہ صرف دو میں سے ایک چیز ممکن ہے اور تیسری کوئی چیز نہیں ہوسکتی مثلاً " أ رَجُلٌ فِی الدارِ اَمْ امراۃٌ " (گھر میں مرد ہے یا عورت) ، اس مثال میں غور کریں کہ ایک شخص مرد ہوگا یا عورت-

س:- " اَمْ " اور " اَوْ " ، " امَّا " میں کیا فرق ہوا؟

ج:- " اَوْ " ، " اِمَّا " میں مذکورہ دو چیزوں میں سے سوال کرنے والا کسی ایک چیز کو بھی نہیں جانتا ، اس سوال کا جواب " نعم " یا " لا " سے دیا جاتا ہے

اور " ام " میں سوال کرنے والے کو پہلے سے علم ہوتا ہے کہ صرف دو میں سے ایک چیز ممکن ہے اور تیسری کوئی چیز نہیں ہوسکتی ، اس سوال کا جواب " نعم " یا " لا " سے دیا جاتا ہے

س:- ام متصلہ کے استعمال کی کتنی شرطیں ہیں؟

ج:- اس کے استعمال کی تین شرطیں ہیں

1) ام متصلہ سے پہلے ہمزۃ لفظوں میں مذکور ہو مثلاً " أریدٌ عندك اَمْ عمرو "
2) ام متصلہ کے ساتھ ایسا ہی لفظ ملا ہوا ہو جیسا لفظ کہ ہمزۃ سے ملا ہوا ہوتا ہے یعنی اگر ہمزۃ کے بعد اسم ہے تو " اَمْ " کے بعد بھی اسم ہی مذکور ہو اور اگر ہمزۃ کے بعد فعل ہو تو " اَمْ " کے بعد بھی فعل مذکور ہو مثلاً " أ قامَ زَیدٌ اَمْ قعد "
3) ام متصلہ کے ذریعے سوال تعین کا کیا گیا ہو یعنی جواب میں صرف " نعم " یا " لا " کہنا کافی نہیں مثلاً " أ زید عندك ام عمر " کے جواب میں زید یا عمر کہنا پڑے گا ، ہاں یا نہ کہنے سے جواب نہیں بنے گا

س:- اَمْ منقطعہ سے کیا مراد ہے؟

ج:- یہ وہ حرف ہے جو " بَلْ " کے معنی میں ہو ہمزۃ کے ساتھ مثلاً آپ نے کوئی شبیہ دور سے دیکھی تو آپ نے کہا وہ اونٹ ہے پھر آپ کو شک ہوا نہیں وہ تو بکری ہے تو وقوع شک کے بعد آپ نے کہا " ام ھی شاۃ " (یا یہ بکری ہے) جو کہ اصلاً تھا " بل ھی شاۃ " (بلکہ وہ بکری ہے)-

س:- اَمْ منقطعہ کا استعمال کن مقامات پر ہوتا ہے؟

ج:- اس کے استعمال کے مقامات یہ ہیں

- خبر کے مقام پر استعمال ہوتا ہے جیسے کے مذکورہ بالا مثال میں تھا
- استفہام میں مثلاً " أ عندك زید ام عمرو " (کیا تیرے پاس زید موجود ہے یا عمرو موجود ہے)

س:- " لا " ، " بَلْ " اور " لَكِنْ " کا کیا استعمال ہے؟

ج:- یہ جملہ میں متعین کیے گئے دو امور میں سے ایک کے لیے حکم کو ثابت کرنے کے لیے آتے ہیں-

س:- " لا " کا کیا حکم ہے؟

ج:- وہ حکم جو اول کے لیے ثابت ہوگیا تھا " لا " کے ذریعے اس حکم کی ثانی سے نفی کرنا مقصود ہوتا ہے مثلاً " جاءنی زیدٌ لا عمرٌو " (میرے پاس زید آیا نہ کہ عمر)

س:- " بَلْ " کا کیا حکم ہے؟

ج:- " بَلْ " اول جملہ سے اعراض اور ثانی جملہ کے لیے اثبات حکم کا فائدہ دیتا ہے یعنی اس میں اور " لا " میں عکس کا فرق ہے مثلاً " جاءنی زید بل عمرو " (آیا میرے پاس زید بلکہ عمرو) یعنی میرے پاس عمر آیا ، اسی طرح " ما جاءنی بکر بل خالد " (یعنی بلکہ خالد نہیں آیا)-

س:- " لَكِنْ " کا کیا حکم ہے؟

ج:- یہ استدراک (ما قبل کلام سے جو وہم پیدا ہو اسے دور کرنا) کے لیے آتا ہے لیکن اس کے ما قبل کی نفی کرنا ضروری ہے مثلاً " ما جاء زیدٌ لکن عمرو " ، " ما رائیت احداً لکن عمرواً "-

س:- تو پھر " لکن " اور " لا " میں کیا فرق ہوا؟

ج:- " لکن " میں ثانی جملے کے لیے اثبات اور اول کی نفی مقصود ہوتی ہے جبکہ " لا " نفی میں اول کے لیے اثبات اور ثانی جملے کے لیے نفی کا حکم مقصود ہوتا ہے-

فصل 4 - حروف تنبیہ

س:- حروف تنبیہ سے کیا مراد ہے؟
ج:- یہ حروف مخاطب کو آگاہ کرنے کے لیے آتے ہیں اور یہ تین حروف ہیں " اَلا " ، " اَمَا " اور " هَا "-

س:- حروف تنبیہ کس مقام پر آتے ہیں؟
ج:- یہ جملہ کے شروع میں آتے ہیں تاکہ مخاطب کی توجہ حاصل کرسکیں-

س:- " اَلا " اور " اَمَا " کا کیا استعمال ہے؟
ج:- یہ جملے پر داخل ہوتے ہیں چاہے جملہ اسمیہ ہو یا جملہ فعلیہ مثلاً جملہ اسمیہ کی مثال " اَلا اَنَّھم ھُم المُفْسِدُون " (آگاہ ہو جا بیشک وہی لوگ فساد پھیلانے والے ہیں) ، " اَمَا والذِّی اَبْکَی و اَضْحَكَ والذِّی " (آگاہ ہوجا قسم اس ذات کی جس نے رلایا اور ہنسایا)- اسی طرح جملہ فعلیہ کی مثال " اَمَا لا تَفْعَلُ " (آگاہ ہوجا کیا تو نہیں کرتا) ، " اَلَا لا تَضْرِبُ " (آگاہ ہوجا کیا تو مارتا نہیں)-

س:- " ھا " کا کیا استعمال ہے؟
ج:- یہ جملہ اسمیہ پر داخل ہوتا ہے اور مفرد پر بھی مگر اگر مفرد ہے تو اسم اشارہ ہونا ضروری ہے مثلاً جملہ اسمیہ کی مثال " ھا زیدٌ قائمٌ " (آگاہ ہو جا زید قائم ہے) ، اور مفر کی مثال " ھذا " ، " ھؤلاءِ "-

فصل 5 – حروف ندا

س:- حروف ندا سے کیا مراد ہے؟
ج:- اصطلاح میں حرف نداء کے ذریعے کسی کو طلب کرنا ، ان حروف کے ذریعے جو قائم مقام " ادعُو " کے ہیں-

س:- حروف نداء کون کون سے ہیں؟
ج:- یہ پانچ حروف ہیں-

1) یَا
2) اَیَا
3) ھَیَّا
4) اَیْ
5) ہمزۃ مفتوحۃ

س:- " اَیْ " اور ہمزۃ کس لیے آتے ہیں؟
ج:- یہ قریب کے لیے آتے ہیں

س:- " اَیَا " اور " ھَیَّا " کس لیے آتے ہیں؟
ج:- یہ بعید کے لیے آتے ہیں-

س:- " یَا " حرف کس لیے آتا ہے؟
ج:- یہ قریب ، بعید اور متوسط کے لیے آتا ہے-

فصل 6 – حروف ایجاب

س:- حروف ایجاب سے کیا مراد ہے؟

ج:- حروف ایجاب کا دوسرا نام حروف تصدیق ہے ، جب کسی سوال کا جواب دینا ہو یا کسی چیز کی تصدیق کرنی ہو اس موقع پر یہ حروف بولے جاتے ہیں یہ چھ حروف ہیں

1) نَعَمْ
2) بَلَی
3) اَجَلْ
4) جَیْرِ
5) اِنَّ
6) اِیْ

س:- " نَعَمْ " کا کیا استعمال ہے؟

ج:- یہ کلام سابق خواہ مثبت ہو یا منفی اس کے مضمون کی تصد یق اور تائید کے لیے آتا ہے مثلاً
" أ جاء زیدٌ " کا جواب " نَعَمْ " (جی ہاں آیا)
" أ ما جاء زیدٌ " کا جواب " نَعَمْ " (جی نہیں آیا)

س:- " بَلَی " کا کیا استعمال ہے؟

ج:- یہ اگر کلام سابق منفی ہو اور اس میں حرف استفہام داخل ہو تو یہ منفی کو مثبت بنا کر اثبات کرتا ہے مثلاً
" أ لَسْتُ بِرَبِّکُم " کا جواب " بَلَی " (جی ہاں ، کیوں نہیں) یاد رہے یہاں " نعم " نہیں کہہ سکتے
" لَمْ یَقُمْ زیدٌ " کا جواب " بَلَی " (کیوں نہیں ، یعنی کھڑا ہے)

س:- " اِیْ " کا کیا استعمال ہے؟

ج:- یہ استفہام کے بعد جواب پر بولا جاتا ہے جس کے لیے قسم ضروری ہے " جاء زیدٌ " کا جواب " اِیْ واللہِ "-

س:- " اَجَلْ " ، " جَیْرِ " اور " اِنَّ " کا کیا استعمال ہے؟

ج:- یہ استفہام کے جواب میں نہیں ہوتے بلکہ خبر کی تصدیق کے لیے آتے ہیں مثلاً " جاء زیدٌ " کا جواب " اَجَلْ " یا " جَیْرِ " یا " اِنَّ " (بالکل جناب ، یعنی میں تصدیق کرتا ہوں)-

فصل 7 – حروف زیادت

س:- حروف زیادت سے کیا مراد ہے؟

ج:- کبھی کبھار اہل عرب کسی مصلحت کی وجہ سے کلام میں حروف زیادت کا ذکر کرتے ہیں ، ان کو گرانے سے معنی پر اثر نہیں پڑتا ، مگر یاد رہے حروف زائدہ لانے سے معنوی اور لفظی کچھ نہ کچھ فائدہ ضرور ہوتا ہے-

س:- حروف زیادت کون کون سے حروف ہیں؟

ج:- یہ سات حروف ہیں

1) اِنْ
2) اَنْ
3) ما
4) لا
5) مِنْ
6) بَاء
7) لام

س:- " اِنْ " کے استعمالات بیان کریں

ج:- اس کے استعمالات اس طرح ہیں

- نافیہ کے ساتھ ، یعنی نفی کے ساتھ زئدہ آتا ہے مثلاً " ما اِنْ زیدٌ قائمٌ " ، یاد رہے " ان " نے " ما " کے عمل کو باطل کیا مگر معنی وہی رہا-
- " ما " مصدریہ کے ساتھ ، یعنی وہ " ما " جو ظرفیت کے معنی دیتا ہو مگر یہ شاذ ہے " انتظر ما اِنْ یجلس الامیر " (امیر کے بیٹھنے تک تو انتظار کر)
- " لمَّا " کے ساتھ ، مثلاً " لمَّا اِنْ جَلَسْتَ جَلَسْتُ "

س:- " اَنْ " کے استعمالات بیان کریں

ج:- اس کے استعمالات اس طرح ہیں

- " لمّا " کے بعد ، مثلاً " فلمَّا اَنْ جاء البشیرُ " (پس جبکہ بشارت دینے والا آیا)
- " لو " اور قسم کے درمیان میں ، یاد رہے قسم " لو " پر مقدم رہے گی مثلاً " واللہِ اَنْ قمْتَ صُمْتُ " (اللہ کی قسم اگر تو کھڑا رہے گا تو میں بھی کھڑا رہوں گا)

س:- " ما " کے استعمالات بیان کریں

ج:- اس کے استعمالات اس طرح ہیں

- حروف شرطیہ (اِذا ، متی ، ایٌّ ، انّی ، اَیْنَ ، اِنْ) کے ساتھ ، مثلاً " اِذا مَا صُمْتَ صُمْتَ " (جب تو روزہ کھے گا تو میں بھی روزہ رکھونگا)
- حروف جر کے ساتھ ، مثلاً " عَمَّا (عن ما) قلِیْلِ لیُصْبِحُنْ نَادِمِیْن " (تھوڑی زمانے کے بعد وہ نادم ہو نگے) ، " مِمَّا خَطِیْئتِہِمْ اُغْرِقُوْا فَادْخُلوا ناراً " (ان کے گناہوں نے ان کو غرق کردیا ، پس وہ سب جہنم میں داخل ہوگئے) ، " زَیْدٌ صَدِیْقِی کَمَا اَنْ عَمْرُوا اَخِی " (زید میرا دوست ہے جیسا کہ عمر میرا بھائی ہے)

س:- " لا " کے استعمالات بیان کریں

ج:- اس کے استعمالات اس طرح ہیں

- " واؤ " کے ساتھ نفی کے بعد ، مثلاً " ما جاءنی زیدٌ و لا عمروٌ " (میرے پاس نہیں آیا زید اور نہ عمر)
- " ان " مصدریہ کے بعد ، مثلاً " ما مَنَعَكَ اَنْ لا تَسْجُدَ " (تجھ کو سجدہ کرنے سے کس نے روکا)

س:- " من " ، " باء " اور " لام " کے استعمالات بیان کریں

ج:- اس کا بیان حروف جارہ میں گزر چکا ہے-

فصل 8 – حروف تفسیر

س:- حروف تفسیر سے کیا مراد ہے؟

ج:- جب کلام میں ابہام ہوتا ہے تو اس کی تفسیر کی ضرورت ہوتی ہے یہ حروف اس تفسیر کا پتہ دیتے ہیں-

س:- وہ کون کون سے حروف ہیں؟

ج:- یہ دو حروف ہیں

1) اَیْ
2) اَنْ

س:- " اَیْ " کی مثال دیں-

ج:- " واسئلِ القریۃَ اَیْ اھلَ القریۃِ " (گاؤں سے سوال کریں یعنی گاؤں والوں سے سوال کریں) ، یعنی پہلے آپ نے " گاؤں سے " کہا پھر آگے وضاحت کردی کہ دراصل " گاؤں والوں سے "-

س:- " اَنْ " کی مثال دیں-

ج:- یہ اس فعل کی تفسیر کرتا ہے جو قول کے معنی میں ہو مثلاً " و نَادَیْنَہُ اَنْ یا اِبْرَاھِیْم " (ہم نے پکارا اے ابراھیم)-

فصل 9 – حروف مصدریہ

س:- حروف مصدریہ سے کیا مراد ہے؟
ج:- چونکہ یہ حروف اپنے صلہ کو مصدر کے معنی میں بدل دیتے ہیں ، یعنی صلہ رہتے ہوئے ان کے معنی مصدر کے معنی میں ہوجاتے ہیں اس لیے ان حروف کو حروف مصدریہ کہا جاتا ہے-

س:- حروف مصدریہ کون کون سے ہیں؟
ج:- یہ تین حروف ہیں
1) ما
2) اَنْ
3) انَّ

س:- " ما " ، " ان " کا کیا استعمال ہے؟
ج:- یہ دونوں جملہ فعلیہ کے لیے آتے ہیں مثلاً " وَضَاقَتْ علیمُ الارضُ بِمَا رَحُبِتْ " (تنگ ہوگئ ان پر زمین اپنی وسعت کے باوجود) ، " یَسُرُّ الَمَرْءَ ما ذھَبْ اللیالی " (حالانکہ ان کا گزر جانا خود اس کا چلا جانا ہے) ، " قومِہ اِلَّا اَنْ قالوا ای قولھم " (پس نہیں تھا ان کی قوم کا جواب لیکن انھوں نے کہا یعنی اس کا قول)-

س:- " اَنَّ " کا کیا استعمال ہے؟
ج:- یہ جملہ اسمیہ کے لیے آتا ہے مثلاً " عَلمْتُ اَنَّك قائمٌ " (میں نے جان لیا کہ تو قائم ہے یعنی تیرے قیام کو)-

فصل 10 – حروف تحضیض

س:- حروف تحضیض سے کیا مراد ہے؟
ج:- یہ حروف اگر مضارع پر داخل ہوں تو کسی کو فعل پر ابھارنے (تحضیض) کے لیے استعمال ہوتے ہیں اور اگر ماضی پر داخل ہوں تو مخاطب کو ملامت کرنا مقصود ہوتا ہے- یاد رہے یہ کلام کے شروع میں آتے ہیں مثلاً " ھلّا تاکل " (تم کیوں نہیں کھاتے) ، " ھَلَّا ضربتَ زیداً " (تو نے زید کو مارا کیوں نہیں)

س:- یہ کون کون سے حروف ہیں؟
ج:- یہ چار حروف ہیں
1) ھَلَّا
2) اَلَّا
3) لَولَا
4) لومَا

س:- کیا ان حروف کے فعل کو محذوف کیا جاسکتا ہے؟
ج:- جی ہاں ، حقیقتاً یہ فعل ماضی یا فعل مضارع پر داخل ہوتے ہیں لیکن اگر اسم آجائے تو فعل تو محذوف مانا جاتا ہے مثلاً " ھَلَّا زیداً " یعنی اصلاً یہ تھا " ھَلّا ضَرَبْتَ زیداً " (تو نے زید کو کیوں نہ مارا)-

س:- بظاہر یہ حروف مرکب لگتے ہیں ، کیا واقعتاً یہ حروف مرکب ہیں؟
ج:- جی ہاں یہ تمام مرکب ہیں ، مثلاً " لَولَا " ، " لَومَا " ، " ھَلَّا " ، " اَلَّا " کا ثانی جز نفی ہے اور اول جز حرف شرط ، حرف استفہام یا حرف مصدر ہے (" اَلّا " جو کہ اصل میں " اَنْ لَا " تو " اَنْ " حرف مصدر ہوا)-

س:- کیا " لَولَا " کسی اور معنی میں بھی آتا ہے؟
ج:- " لَولَا " انتفاء ثانی بسبب وجود اول کیلئے آتا ہے جیسے " لَوْلَا عَلِيٌّ لَهَلَكَ عُمَرَ " (اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہوجاتے) ، چونکہ علی موجود تھے اس لیے عمر ہلاک نہیں ہوئے تو وجود علی سبب ہے عمر کے ہلاک نہ ہونے کا- یعنی چونکہ اول جملہ موجود ہے اس لیے جملہ ثانی محال ہے وجود میں نہیں آسکا ، اس وقت " لولا " دو جملوں کا محتاج ہوتا ہے جس میں سے پہلا جملہ اسمیہ ہوتا ہے اور دوسرا عام ہے یعنی یہ فعلیہ یا اسمیہ دونوں میں سے کوئی بھی ہوسکتا ہے-

فصل 11 – حرف توقع

س:- حرف توقع سے کیا مراد ہے؟
ج:- حرف توقع کے ذریعے ایسے شخص کو خبر دی جاتی ہے جس کو اس خبر کی توقع تھی مثلاً " قد قام زیدٌ " یعنی سننے والے کو اس کی توقع تھی-

س:- حرف توقع کون کون سے ہیں؟
ج:- یہ صرف ایک حرف ہے
1) قد

س:- " قد " کے استعمالات بیان کریں-
ج:- " قد " کے استعمالات اس طرح سے ہیں
1) جب ماضی پر داخل ہوتا ہے تو ماضی کو حال سے قریب کر دیتا ہے مثلاً " قد رَكِبَ الامیر " (اب سے کچھ پہلے امیر سوار ہوا ہے) ، " جاءنی زیدٌ قد رکِبَ " ، یعنی " قد " لگانے سے حال کے قریب یعنی حال ہی ہوگیا
2) کبھی تاکید کے لیے آجاتا ہے جبکہ وہ جواب واقع ہو اس شخص کے جواب کا جو سوال کرے مثلاً " ھل قام زیدٌ " (کیا زید قائم ہے) تو آپ جواب میں کہیں " قد قام زیدٌ " (تحقیق کہ زید کھڑا ہے) ، چونکہ پوچھنے والے کو شک تھا تو " قد " لا کر تاکید کے ساتھ کہا گیا
3) جب مضارع پر داخل ہوتا ہے تو قلت کا معنی دیتا ہے مثلاً " اَنَّ الْكَذُوْبَ قد يَصْدُقُ " (بہت زیادہ جھوٹ بولنے والا کبھی کبھی سچ بول دیتا ہے) ، " اَنَّ الْجَوَادَ قد يَبْخَلُ " (بیشک بہت زیادہ سخاوت کرنے والا کبھی بخل کر دیتا ہے)
4) کبھی تحقیق کے لیے آجاتا ہے مثلاً " قد يَعْلَمُ اللهُ الْمُعَوِقِيْنَ " (تحقیق کہ اللہ تعالی روکنے والوں کو خوب جانتا ہے)

س:- کیا فعل اور " قد " کے درمیان فاصلہ جائز ہے؟
ج:- جی ہاں درمیان میں قسم لائی جاسکتی ہے مثلاً " قد واللهِ اَحْسَنْتَ " (تحقیق اللہ کی قسم تو نے احسان کیا)-

س:- کیا " قد " کے بعد فعل کو حذف کر سکتے ہیں؟
ج:- جی ہاں اکر قرینہ (context) موجود ہو تو مثلاً " لَمَّا تَزُلْ بِرِحَالِنَا و كان قدِنْ (کان قد زالت) "

فصل 12 – حروف استفہام

س:- حروف استفہام سے کیا مراد ہے؟
ج:- یہ سوال کرنے کے لیے آتے ہیں-

س:- یہ کون کون سے حروف ہیں؟
ج:- یہ دو حروف ہیں
1) ہمزہ
2) ھل

س:- حروف استفہام کا استعمال بیان کریں-

ج:- یہ صدر کلام میں (شروع کلام) میں آتے ہیں اور جملہ فعلیہ اور اسمیہ دونوں پر داخل ہوتے ہیں مثلاً " أ زَیْدٌ قائِمٌ " ، " هَلْ قام زَیْدٌ "

س:- کون سے مقامات پر " هل " کو لانا جائز نہیں؟

ج:- جہاں " هل " کا لانا جائز نہیں وہ مقامات یہ ہیں

- " هل " اصل میں " قد " کی طرح ہوتا ہے اور چاہتا ہے کہ فعل کے ساتھ رہے اگر جملہ میں فعل نہیں تو کوئی مسئلہ نہیں مکر اکر فعل آگیا ہے تو " هل " ساتھ ہونا چاہیے ورنہ ہمزہ استعمال کرنا چاہیے مثلاً " أ زیداً ضربت " (جائز ہے) ، " هل زیدا ضربت " (جائز نہیں)
- استفہام انکاری میں " هل " کا لانا جائز نہیں ، یعنی اگر عبارت اس طرح ہو کہ جس فعل کے بارے میں سوال ہو وہ محذوف ہو مثلاً " أ تَضْرَبُ زیداً و هو اَخُوكَ " (کیا تو زید کو مارتا ہے اور وہ تیرا بھائی ہے)
- ام متصلہ کے ساتھ " هل " نہیں آسکتا مثلاً " أ زیدٌ عِنْدَك اَمْ عمروٌ " (آیا زید تیرے پاس ہے یا عمرو ہے)
- " هل " حرف عطف پر داخل نہیں ہوسکتا مثلاً " اَ وَمَنْ کان " ، " اَ فَمَنْ کان " وغیرہ

فصل 13 – حروف شرط

س:- حروف شرط سے کیا مراد ہے؟

ج:- یہ حروف شرط کے لیے آتے ہیں اور جملہ فعلیہ پر داخل ہوتے ہیں اگر بالفرض جملہ اسمیہ پر داخل ہو جائیں تو فعل محذوف نکالا جاتا ہے-

س:- حروف شرط کون کون سے ہیں؟

ج:- یہ تین حروف ہیں

1) اِنْ
2) لَوْ
3) اَمَّا

س:- " اِنْ " کس طرح استعمال ہوتا ہے؟

ج:- یہ مستقبل کے لیے آتا ہے اگرچہ وہ ماضی پر داخل ہو مثلاً " اِنْ زُرْتَنِی اَکْرَمْتُك " (اگر تو میری زیارت کرے گا تو میں تیرا اکرام کروں گا)

س:- " لو " کس طرح استعمال ہوتا ہے؟

ج:- یہ ماضی کے معنی دینے کے لیے آتا ہے اگرچہ فعل مضارع پر داخل ہو مثلاً " لَوْ تَزُوْرُنِیْ اَکْرَمْتُكَ " (اگر تو نے مجھ سے ملاقات کی ہوتی تو میں تیرا اکرام کرتا)

س:- " لو " کے داخل کرنے سے کیا فائدہ ہوتا ہے؟

ج:- یہ تین فائدہ دیتا ہے

1) شرط ہونے کا
2) ماضی میں بدلنے کا
3) متناء کا (ثانی)

س:- " اِنْ " اور " اِذَا " میں کیا فرق ہے؟

ج:- " اِنْ " امور شکوک میں آئے گا یعنی جس کا واقع ہونا یقینی نہ ہو مثلاً " آتِیْكَ اِنْ طَلَعَتِ الشّمس " کہنا جائز نہیں- اور " اِذَا " ان امور میں آئے گا جس کا واقع ہونا یقینی ہو " آتِیْكَ اِذا طَلَعَتِ الشّمس "

س:- بعض اوقات " لو " نفی کے معنی بھی دیتا ہے وہ کس طرح؟
ج:- یہ دلالت کرتا ہے جملہ ثانیہ کی نفی پر جملہ اولی کی نفی کے سبب سے مثلاً " لَوْ كَانَ فِيْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللهُ لَفَسَدَتَا " (اگر زمین و آسمان میں اللہ تعالی کے سوا کئی معبود ہوتے تو وہ دونوں ضرور تباہ ہوجاتے)-

س:- اگر اول کلام میں قسم آجائے تو پھر حرف شرط کے استعمال کی کیا کیفیت ہوگی؟
ج:- اگر قسم اول کلام (شروع کلام) میں واقع ہو اور مقدم ہو شرط پر تو واجب ہے کہ وہ فعل جس پر حرف دلالت کرتا ہے ماضی ہو لفظاً یا معناً مثلاً
" وَاللهِ اِنْ اَتَيْتَنِیْ لَاَكْرَمْتُكِ " (لفظاً)
" وَاللهِ لَمْ تَاْتِنِیْ لَاَهْجَرْتُكَ " (معناً)
چونکہ " لاکرمتك " کو جواب قسم بنایا گیا اس لیے لام آگیا ، اور " اِنْ " نے عمل نہیں کیا اور پھر یعنی " اتیت " بھی ماضی میں لے آئے-
نوٹ – اس وقت جملہ ثانیہ لفظ میں قسم کا جواب ہوگا شرط کی جزاء ہوگا ، اس لیے اس پر واجب ہے وہ چیز جو واجب ہے جواب قسم میں " لا " میں سے اور اس کے علاوہ میں سے ، جیسا کے مذکورہ دونوں مثالوں میں دیکھا گیا-

س:- اکر قسم وسط کلام میں آجائے یعنی شرط پہلے آئی پھر قسم اور پھر مشروط تو کیا صورت ہوگی؟
ج:- اس صورت میں اختیا ہے چاہے تو
1) آگے آنے والے جملے کو قسم بنا دیں یعنی پھر لام کا لانا جملہ مثبت میں ضروری ہے
2) شرط کی جزاء بنا دیں ، یعنی پھر جزاء کو مجزوم کردیں گے

" اِنْ اَتَيْتَنِی واللهِ لَاَتِيَنَّكَ " (اگر تو میرے پاس آئے گا تو میں اللہ کی قسم تیرے پاس آؤنگا)
" اِنْ تَاْتِيْنِی واللهِ آتِكَ " (اگر تو میرے پاس آئیگا تو میں اللہ کی قسم تیر پاس آؤنگا)

س:- " اِمَّا " کس طرح استعمال ہوتا ہے؟
ج:- یہ تفصیل کے لیے آتا ہے جسکو اِجْمَلاً (مختصراً) ذکر کیا گیا ہو مثلاً " النَاسُ سَعِيْدٌ امَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوا فَفِی الْجَنَّةِ امَّا الذِيْنَ شَقُوا فَفِی النَّارِ " (لوگ نیک بخت اور بد بخت ہیں لیکن جو نیک بخت بنائے گئے ہیں وہ جنت میں ہیں اور جو بد بخت ہیں وہ آگ میں ہیں)

س:- " اِمَّا " شرطیہ کے کیا واجبات ہیں؟
ج:- اس کے تین واجبات ہیں
1) جواب میں فاء کا لانا
2) جملہ اول سبب ہو ثانی کے لیے
3) حذف کردیا جائے اس کا فعل اس " انَّ " کے ساتھ جو شرط کے لیے ہے

س:- " امَّا " فعل کا حذف کرنا کیوں واجب ہے؟
ج:- اس لیے ک تنبیہ ہو جائے کہ " امَّا " کے ذریعے مقصود اصل اس اسم پر حکم کرنا ہے جو " امَّا " کے بعد واقع ہے مثلاً

" امَّا زَيْدٌ فَمُنْطَلِقٌ " اصل کلام یوں ہے " مَهُمَا يَكُنْ مِنْ شَيئٍ فَزَيْدٌ مُنْطَلِقٌ "

فعل اور جار مجرور سب کو حذف کردیا گیا ہے اور " مھما " کی جگہ " امّا " کو قائم کردیا گیا اور صرف " امّا زید ممنطلق " باقی رہ گیا اور فاء جزائیہ پر چونکہ حرف شرط کا داخل ہونا غیر مناسب تھا اس لیے اس کو جزء ثانی میں منتقل کردیا گیا ہے ، اور فعل محذوف کے عوض میں " امّا " اور فاء کے درمیان جزء اول کو رکھدیا اور وہ " زید " ہے ، پھر اگر جزء اول صدر کلام میں آنے کی صلاحیت رکھتا ہو تو اس کو مبتداء قرار دیں گے ورنہ اس کا عامل وہ ہوگا جو فاء کے بعد مذکور ہوگا جیسے " امّا یوم الجمعة فزید منطلق " پس " منطلق " عامل (ناصب) ہے یوم جمعہ میں ظرفیت کی وجہ سے-

فصل 14 – حرف رِدع

س:- حرف ردع سے کیا مراد ہے؟
ج:- اکثر نحویوں کے نزدیک حرف رِدع (ڈانٹنا) صرف ڈانٹ ڈپٹ کے لیے آتا ہے-

س:- حرف ردع کون سا ہے؟
ج:- یہ صرف ایک ہے " کَلّا "-

س:- حرف ردع کا استعمال بیان کریں-
ج:- اس کے استعمالات مندرجہ ذیل ہیں

1) زجر کے لیے ، یعنی متکلم کو زجر کرنے کے لیے اس مضمون سے جس کا وہ تکلم کررہا ہے مثلاً " و امّا اِذَا مَا ابْتَلاہ فَقَدرَ عَلَیْهِ رِزْقَه فَیَقُولُ رَبِی اَهَانَنْ کَلّا " (لیکن جب اللہ تعالی اس کی آزمائش کرتا ہے پس وہ اس پر رزق تنگ کردیتا ہے تو وہ کہتا ہے میرے رب نے میری اہانت کی ہے وہ ہر گز ایسا نہ کہے) ، یاد رہے " کلّا " کا زجر کے لیے آنا خبر کے بعد ہوگا
2) امر کے بعد ، یعنی کوئی کہے " اِضْرِبْ زیداً " (زید کو مارو) اور جواب میں کہا جائے " کَلّا " (ہرگز نہیں)
3) بمعنی حقاً کے ، مثلاً " کلّا سوف تعلمون " (حق یہ ہے کہ تم عنقریب جان لو گے)

فصل 15 – حرف تاء تانیث ساکنہ

س:- حرف تاء تانیث ساکنہ سے کیا مراد ہے؟
ج:- یہ فعل ماضی پر آتی ہے تاکہ دلالت کرے تانیث پر اس کے جس کی طرف فعل مسند کیا گیا ہے مثلاً " ضَرَبَتْ ہِنْدَہ " (ہندہ نے مارا)-

س:- کیا تاء تانیث ساکنہ ہمیشہ ساکن ہوتی ہے؟
ج:- جی نہیں مثلاً " قامتا " ، اس لیے کہ اس کی تاء اِلْتِقَاءِ ساکنین کی وجہ سے متحرک ہوئی ہے ، اور اگر اس کے بعد بھی ساکن آجائے یعنی اجتماع ساکنین آجائے تو واجب ہے اسے کسرۃ دینا مثلاً " قد قَامَتِ الصّلٰوۃ "-

فصل 16 – تنوین

س:- تنوین سے کیا مراد ہے؟
ج:- اس نون ساکن کا نام ہے جو کلمہ کے آخر حرف کے بعد آتی ہے ، تاکید فعل کے لیے نہیں یعنی نون ثقیلہ و خفیفہ اس سے خارج ہیں مثلاً " ضَارِبٌ " ، " زَیْدٌ "-

س:- تنوین کی کتنی قسمیں ہیں؟
ج:- یہ پانچ قسم پر ہے-

1) تنوین تَمَکُّنْ
2) تنوین تنکیر
3) تنوین عوض
4) تنوین مقابلہ
5) تنوین ترنم

س:- تنوین تَمَکُّنْ سے کیا مراد ہے؟
ج:- یہ وہ تنوین ہے جو دلالت کرے اس بات پر کہ اسم ، اسمیۃ کے تقاضے پر بڑا پکّا ہے یعنی وہ منصرف ہے مثلاً " زَیْدٌ " ، " رَجُلٌ "

س:- تنوین تنکیر سے کیا مراد ہے؟
ج:- یہ اسم کے نکرۃ ہونے پر دلالت کرتی ہے مثلاً
" صهٍ " (کسی وقت تو خاموش ہو جاؤ) ، نکرۃ
" صه " (ابھی خاموش ہوجا) معرفۃ

س:- تنوین عوض سے کیا مراد ہے؟
ج:- یہ وہ تنوین ہے جو مضاف الیہ کے بدلے میں آتی ہے جب اس کو اسم کے آخر میں لاحق کیا جائے مثلاً

" حِيْنَئِذٍ "	اصل یہ ہے	" حين اذا كان كذا "
" سَاعتئذٍ "	اصل یہ ہے	" ساعت اذا كان كذا "
" يَومئِذٍ "	اصل یہ ہے	"يوم اذا كان كذا "

" كان كذا " کو حذف کرکے " اذا " کو تنوین دیدی گئ ہے-

س:- تنوین عوض یعنی وہ تنوین جو مضاف الیہ کی جگہ آتی ہے کن جگہوں پر آتی ہے؟
ج:- یہ صرف چار جگہوں پر آتی ہے
1) كلُ
2) بازو
3) ايٌ وابةٌ
4) بازِ ظروف مثلاً " اِذْ "

س:- تنوین مقابلہ سے کیا مراد ہے؟
ج:- یہ وہ تنوین ہے جو مونث سالم میں آتی ہے مثلاً " مسلماتٍ " ، چونکہ یہ تنوین مسلمون جمع مذکر سالم کے نون کے بدلے میں لائی گئی ہے اس لیے یہ تنوین مقابلہ کہلائی-

س:- تنوین ترنم سے کیا مراد ہے؟
ج:- یہ تنوین بیت یا مصرعہ کے آخر میں لاحق کی جاتی ہے مثلاً " يَا اَبَتَا عَلَّكَ او عَسَاكَنْ " یاد رہے یہ تنوین اسم ، فعل دونوں میں مشترک ہے نیز حرف پر بھی آتی ہے

س:- کیا تنوین کو حذف کر سکتے ہیں؟
ج:- کبھی کبھی تنوین کو حذف کیا جاتا ہے علم سے جب وہ موصوف ہو لفظ " اِبن " یا " اِبْنَةٍ " کے ساتھ درانحالیکہ وہ " اِبن " یا " اِبْنَةٍ " مضاف ہو ایک اور علم کی طرف " جاء نی زَيْدُ بْنُ عَمرِو " ، " هِنْدُ ابْنَةُ بَكْرٍ "-

فصل 17 – نون تاکید

س:- نون تاکید سے کیا مراد ہے؟
ج:- یہ تاکید کا فائدہ دیتا ہے مطلوب کے حاصل کرنے میں ، اسے مضارع اور امر کی تاکید کے لیے وضع کیا گیا ہے جبکہ اس میں طلب کے معنی موجود ہوں- یہ امر ، نہی ، استفہام ، تمنّی اور عرض پر داخل ہوتا ہے کیونکہ ان میں طلب پائی جاتی ہے مثلاً " اضربنّ " ، " لا تضربنّ " ، " بل تغربنّ " ، " ليتك تغربنّ " وغیرہ ، اور کبھی یہ جواب قسم پر آجاتا ہے " والله الافعلن كذا "-

یاد رہے جیسے " قد " کو فعل ماضی میں تاکید کے لیے وضع کیا گیا ہے اسی طرح اس کے مقابل مضارع اور امر میں نون تاکید کو وضع کیا گیا ہے-

س:- نون تاکید کتنی قسم پر ہے؟

ج:- یہ دو قسموں پر ہے

1) نون خفیفہ
2) نون ثقیلہ

س:- نون خفیفہ کس طرح آتا ہے؟

ج:- یہ ہم ہمیشہ ساکن ہوتا ہے مثلاً " اِضْرِبَنْ " وغیرہ

س:- نون ثقیلہ کس طرح آتا ہے؟

ج:- نون ثقیلہ ہمیشہ مشدد ہوتا ہے جو ہمیشہ مفتوح ہوتا ہے اگر اس سے پہلے الف نہ ہو مثلاً " اِضْرِبَنَّ " اور نون تاکید ثقیلہ مکسور ہوتا ہے اگر اس سے پہلے الف ہو مثلاً " اِضْرِبَانَ " ، " اِضْرِبْنَانِ "-

س:- نون تاکید کے ما قبل کا اعراب کس طرح ہوتا ہے؟

ج:- اس کے اصلوب اس طرح ہیں

1) صیغہ جمع مذکر غائب و حاضر میں نون تاکید سے پہلے والے حرف پر ضمہ دیا جائے گا تاکہ " واؤ " محذوف پر دلالت کرے مثلاً " اِضْرِبُنَّ " مگر " اخشواللہ " ، " ارضوالرسول " میں جمع مذکر کے صیغے میں " واؤ " کو ضمہ دیا گیا ہے حفت کی وجہ سے کہ اجتماع ساکنین محال ہے
2) صیغہ واحد مونث حاضر کے صیغہ میں نون تاکید کے ما قبل کو کسرۃ دیا جائے گا مثلاً " اِضْرِبِنَّ " ، تاکہ یاء کے حذف ہونے پر دلالت کرے
اور اس کے ما قبل کو فتحۃ اس لیے دیا گیا ہے واحد مذکر غائب ، واحد مذکر حاضر ، واحد مونث غائب وغیرہ میں کیونکہ فتحۃ کے علاوہ اگر ضمہ یا کسرۃ دیا جائے تو التباس لازم آئے گا ، ضمہ کی صورت میں جمع مذکر سے اور کسرۃ کی صورت میں واحد مونث حاضر سے ، اس لیے مذکورہ جگہوں پر فتحۃ دے دیا گیا ہے
3) صیغہ مثنی اور جمع مونث میں فتحۃ دیا گیا کیونکہ ان کے ماقبل میں الف واقع ہے مثلاً " اضربانِّ " ، " اضربنانِّ " اور نون سے قبل الف زیادہ کیا گیا ہے جمع مونث کے صیغہ میں تین نون کے اجتماع کی کراہیت کی وجہ سے ، اول نون ضمیر اور دونوں تاکید اور نون خفیفہ تثنیہ میں داخل نہیں ہوتا (خواہ مذکر ہو یا مونث) اور نہ جمع مونث میں کیونکہ اگر نون کو حرکت دی تو وہ خفیفہ باقی نہ رہے گا پس نہ رہے گا اپنی اصل پر اور اگر اس کو ساکن باقی رکھا تو اِلتقاء ساکنین علی غیر حدہِ لازم آئے گا اور وہ اچھا نہیں ہے-

ترکیب کرنے کے لیے تجاویز

اگر دو کلمے ہوں تو ایک مسند ہوجائے گا اور دوسرا مسند الیہ ، لیکن اگر جملے میں کلمات دو سے زائد ہوں تو مراد کس طرح واضح ہوگی اس کے لیے مندرجہ ذیل ہدایات ذہن نشین کر لیں-

1) یہ دیکھیں کہ ان کلمات میں کونسا کلمہ اسم ، فعل اور حرف ہے
2) یہ دیکھیں کہ کلمہ معرب ہے یا مبنی ، دھیان رہے اگر مبنی ہے تواس پر اعراب لفظاً نہیں آتا بلکہ محلّاً آتا ہے (مثلاً یہ جس جگہ پر واقع ہے وہ مرفوع ہونے کی جگہ تھی مگر چونکہ مبنی ہے اس لیے اس پر رفع نہیں آیا) اور اگر معرب ہے تو نو اقسام جو گزر چکی ہیں ان کا اجراء کرنا ہے (یاد رہے ان میں سے بعض اعراب لفظی ہوتے ہیں اور بعض تقدیری ، لفظاً نظر نہیں آتے)
3) یہ دیکھیں کہ عامل کون ہے اور معمول کون ہے
4) یہ دیکھیں کہ کلمات میں باہم تعلق اور لگاؤ کس قسم کا ہے
   a. فعل فاعل کا تعلق ہے
   b. مبتداء خبر کا تعلق ہے
   c. ذوالحال اور حال کا تعلق ہے
   d. جار مجرور کا تعلق ہے
   e. تمیز ممیز کا تعلق ہے

یہ تمام چیزیں پرکھ لینے کے بعد پتہ لگے گا کہ مسند یہ ہے اور مسند الیہ وہ ہے ، پھر اس کثیر الکلمات جملہ کے معنی اچھی طرح معلوم ہو جائیں گے- حاصل یہ ہے کہ جملے میں کتنے ہی زائد کلمات ہوں تمام سمٹ سمٹا کر مسند اور مسند الیہ کے اندر آجاتے ہیں ، پھر مسند اور مسند الیہ سے غرض اور مراد جملہ معلوم ہوجاتی ہے-

یہ باتیں بھی یاد رکھیں

1) اسم فاعل ، اسم مفعول ، اسم تفضیل ، صفت مشبۃ ، اسم مبالغہ یہ فعل کی طرح عمل کرتے ہیں اور فاعل ، نائب فاعل کو چاہتے ہیں ، فاعل کو رفع اور مفعول کو نصب دیتے ہیں ، فاعل ضمیر اور اسم ظاہر دونوں ہو سکتے ہیں ، یہ شبہ جملہ کہلاتا ہے
2) نکرۃ کے بعد جار مجرور آجائے یا فعل آجائے تو موصوف صفت بنے گا (اکثر اوقات)
3) جار مجرور متعلق ہونا چاہتا ہے اسم فاعل ، اسم مفعول ، اسم تفضیل ، صفت مشبۃ ، اسم مبالغۃ ، فعل ، مصدر ، اسمِ فعل ورنہ محذوف نکالیں گے فعل یا فاعل جیسے " ثَبَتَ " یا " ثَابِتٌ "
4) معرفۃ کے بعد جار مجرور یا فعل آجائے تو حال بنے گا

صرف الافعال

افعال کی تقسیم

س:- افعال کی صَرف تو ہدایۃ نحو کا مضمون نہیں ہے پھر اسے یہاں کیوں ذکر کیا گیا؟
ج:- دراصل یہاں سے بحوالہ کتاب " علم الصیغہ " اور کتاب " وافیہ " ، افعال کی صَرف کا خلاصہ بیان کیا گیا ہے-

س:- فعل کی بنیاد کیا ہے؟
ج:- فعل کی بنیاد تین (ثلاثی) ، چار (رباعی) یا پانچ (خماسی) حروف ہوتے ہیں ان بنیادی حروف کو مادہ بھی کہتے ہیں- ان میں مزید حروف بھی داخل ہو سکتے ہیں مگر وہ اضافی کہلاتے ہیں ، چونکہ ثلاثی افعال عام ہیں اور یہی زیادہ تر عربی زبان میں استعمال ہوتے ہیں اس لیے یہاں صرف ثلاثی کو بیان کیا گیا ہے-

س:- ثلاثی کو مثال سے واضح کریں
ج:- مثلاً ضرب ، ضربا ، ضربوا ، ضربت ، ضربتما . . . وغیرہ ، یہ اصل میں ایک ہی فعل ہے جس کے معنی مارنے کے ہیں ، قابل غور بات یہ ہے کہ ہر ایک میں تین حروف ضرور نظر آرہے ہیں یعنی " ض " ، " ر " ، " ب " کیونکہ یہ اس فعل کے بنیادی حروف ہیں- یاد رہے اسی طرح ہر فعل کے تین بنیادی حروف ہوتے ہیں انھیں فعل کا مادہ بھی کہتے ہیں- اگر ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ فعل شکل کیوں بدل رہا ہے تو اس بات کا ذکر آگے آنے والا ہے-

س:- ثلاثی افعال کا خاکہ بنائیں-
ج:-

فعل

ثلاثی

ثلاثی مجرد | ثلاثی مجرد مزید فیہ
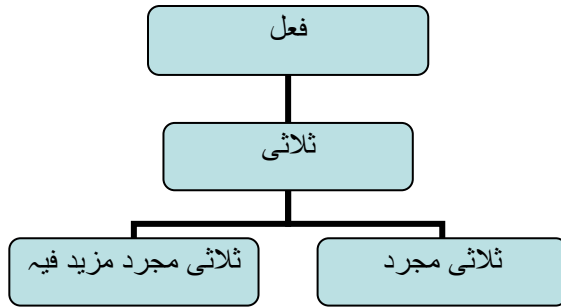
س:- ثلاثی مجرد سے کیا مراد ہوئی؟
ج:- وہ ثلاثی افعال جن میں کوئی اضافی حروف نہ آئیں بلکہ وہ بنیادی حروف یعنی مادے کے حروف سے ہی بن جائۓ تو انھیں ثلاثی مجرد کہتے ہیں مثلاً " ضرب " ، " درس " ، " علم " وغیرہ-

س:- ثلاثی مجرد مزید فیہ سے کیا مراد ہوئی؟
ج:- وہ ثلاثی افعال جن کو بنانے کے لیے مادے کے حروف کے ساتھ کوئی اضافی حروف کی بھی ضرورت ہو تو انھیں ثلاثی مجرد مزید فیہ کہتے ہیں مثلاً " شاھد " میں الف اضافی آگیا ہے اسی طرح " التحق " میں الف اور تاء اضافی آگۓ ہیں-

س:- مگر جب کوئی فعل سامنے آۓ تو یہ کیسے پتہ چلے گا کہ یہ حرف مادے میں سے ہے اور یہ اضافی؟
ج:- مادے کے حروف یا اضافی حروف ہونے کی پہچان کے لیے افعال کو ابواب (categories) میں تقسیم کیا گیا ہے جب آپ فعل کے باب کو جان لیتے ہیں تو یہ بھی پتہ چل جاتا ہے کون سا حرف مادے سے ہے اور کون سا اضافی ہے-

س:- کیا باب کو پہچاننا مشکل نہیں ہوتا ہے؟
ج:- تھوڑی سی مشق سے ابواب کو پہچانا جاسکتا ہے-

س:- صَرفِ صَغِیْر سے کیا مراد ہے؟
ج:- دراصل ہر فعل سے چودہ اور صیغے بنتے ہیں جیسے مضارع معروف ، مصدر معروف ، اسم فاعل وغیرہ جن کو ایک جدول میں بیان کرنے کو نحوی صَرفِ صَغِیْر کہتے ہیں-

س:- کیا ثلاثی مجرد اور ثلاثی مجرد مزید فیہ کے ابواب الگ الگ ہیں؟
ج:- جی ہاں-

س:- ثلاثی مجرد کے ابواب کون کون سے ہیں ان کی صَرفِ صَغِیْر کریں-
ج:- ثلاثی کے چھ ابواب ہیں جن کے نام " فَتَحَ " ، " ضَرَبَ " ، " نَصَرَ " ، " سَمِعَ " ، " حَسِبَ " ، " كَرُمَ " ہیں- مندرجہ ذیل جدول کو خوب اچھی طرح یاد کرلیں-

ماضی معروف	فَتَحَ	ضَرَبَ	نَصَرَ	سَمِعَ	حَسِبَ	كَرُمَ
مضارع معروف	يَفْتَحُ	يَضْرِبُ	يَنْصُرُ	يَسْمَعُ	يَحْسِبُ	يَكْرُمُ
مصدر معروف	فَتْحَاً	ضَرْباً	نَصْرَاً	سَمْعَاً	حُسْبَانَاً	كَرَامَةً
اسم فاعل	فَاتِحٌ	ضَارِبٌ	نَاصِرٌ	سَامِعٌ	حَاسِبٌ	كَرِيْمٌ
ماضی مجہول	فُتِحَ	ضُرِبَ	نُصِرَ	سُمِعَ	حُسِبَ	-
مضارع مجہول	يُفْتَحُ	يُضْرَبُ	يُنْصَرُ	يُسْمَعُ	يُحْسَبَ	-
مصدر مجہول	فَتْحَاً	ضَرْباً	نَصْرَاً	سَمْعَاً	حُسْبَانَاً	-
اسم مفعول	مَفْتُوحٌ	مَضْرُوْبٌ	مَنْصُوْرٌ	مَسْمُوْعٌ	مَحْسُوْبٌ	-
امر حاضر	اِفْتَحْ	اِضْرِبْ	اُنْصُرْ	اِسْمَعْ	اِحْسِبْ	اُكْرُمْ
نہی حاضر	لَا تَفْتَحْ	لا تَضْرِبْ	لا تَنْصُرْ	لا تَسْمَعْ	لا تَحْسِبْ	لا تَكْرُمْ
اسم ظرف (زمان و مکان)	مَفْتَحٌ	مَضْرِبٌ	مَنْصَرٌ	مَسْمَعٌ	مَحْسِبٌ	مَكْرَمٌ
اسم آلۃ	مِفْتَحٌ	مِضْرَبٌ	مِنْصَرٌ	مِسْمَعٌ	مَحْسَبٌ	مِكْرَمٌ
اسم تفضیل	اَفْتَحُ	اَضْرَبُ	اَنْصَرُ	اَسْمَعُ	اَحْسَبُ	اَكْرَمُ
اسم مرة	فَتْحَةٌ	ضَرْبَةٌ	نَصْرَةٌ	سَمْعَةٌ	حَسْبَةٌ	كَرْمَةٌ
اسم مبالغۃ	فَتَّاحٌ	ضَرَّابٌ	نَصَّارٌ	سَمَّاعٌ	حَسَّابٌ	كَرَّمٌ

س:- ثلاثی مجرد مزید فیہ کے ابواب کون کون سے ہیں ان کی صَرفِ صَغِیْر کریں-

ج:- یہ دراصل اٹھارہ ابواب ہیں مگر صرف نو عام طور پر استعمال ہوتے ہیں ان کے نام " دَرَّسَ " ، " شَاهَدَ " ، " اَرْسَلَ " ، " تَكَلَّمَ " ، " تَبَادَلَ " ، " اِنْقَطَعَ " ، " اِلْتَحَقَ " ، " اِفْعَلَّ " ، " اِسْتَقْبَلَ " ہیں ، غور کریں کہ ان ابواب میں مادے کے حروف کے علاوہ اضافی حروف بھی آرہے ہیں (مادے کے حروف ماضی معروف سے پہچانے جاسکتے ہیں) ، ان ابواب میں مشتق صیغے صرف نو ہیں- مندرجہ ذیل جدول کو خوب اچھی طرح یاد کرلیں-

ماضی معروف	دَرَّسَ	شَاهَدَ	اَرْسَلَ	تَكَلَّمَ	تَبَادَلَ	اِنْقَطَعَ	اِلْتَحَقَ	اِفْعَلَّ	اِسْتَقْبَلَ
مضارع معروف	يُدَرِّسُ	يُشَاهِدُ	يُرْسِلُ	يَتَكَلَّمُ	يَتَبَادَلُ	يَنْقَطِعُ	يَلْتَحِقُ	يَفْعَلُّ	يَسْتَقْبِلُ
مصدر معروف	اَلتَّدْرِيْسُ	اَلْمُشَاهَدَةُ	اَلاِرْسَالُ	اَلتَّكَلُّمُ	اَلتَّبَادُلُ	اَلاِنْقِطَاعُ	اَلاِلْتِحَاقُ	اَلاِفْعِلَالُ	اَلاِسْتِقْبَالُ
اسم فاعل	مُدَرِّسٌ	مُشَاهِدٌ	مُرْسِلٌ	مُتَكَلِّمٌ	مُتَبَادِلٌ	مُنْقَطِعٌ	مُلْتَحِقٌ	مُفْعَلٌّ	مُسْتَقْبِلٌ
ماضی مجهول	دُرِّسَ	شُوْهِدَ	اُرْسِلَ	تُكُلِّمَ	تُبُوْدِلَ	-	اُلْتُحِقَ	-	اُسْتُقْبِلَ
مضارع مجهول	يُدَرَّسُ	يُشَاهَدُ	يُرْسَلُ	يُتَكَلَّمُ	يُتَبَادَلُ	-	يُلْتَحَقُ	-	يُسْتَقْبَلُ
مصدر مجهول	اَلتَّدْرِيْسُ	اَلْمُشَاهَدَةُ	اَلاِرْسَالُ	اَلتَّكَلُّمُ	اَلتَّبَادُلُ	-	اَلاِلْتِحَاقُ	-	اَلاِسْتِقْبَالُ
اسم مفعول	مُدَرَّسٌ	مُشَاهَدٌ	مُرْسَلٌ	مُتَكَلَّمٌ	مُتَبَادَلٌ	-	مُلْتَحَقٌ	-	مُسْتَقْبَلٌ
امر حاضر	دَرِّسْ	شَاهِدْ	اَرْسِلْ	تَكَلَّمْ	تَبَادَلْ	اِنْقَطِعْ	اِلْتَحِقْ	اِفْعَلَّ	اِسْتَقْبِلْ
نہی حاضر	لا تُدَرِّسْ	لا تُشَاهِدْ	لا تُرْسِلْ	لا تَتَكَلَّمْ	لا تَتَبَادَلْ	لا تَنْقَطِعْ	لا تَلْتَحِقْ	لا تَفْعَلَّ	لا تَسْتَقْبِلْ

س:- ثلاثی مجرد مزید فیہ کے ابواب میں مشتق صرف " نہی حاضر " تک کیوں ہیں؟ اس کے بعد والے صیغہ کیوں نہیں ذکر کیے؟

ج:- ان ابواب میں وہ صیغے نہیں پائے جاتے-

س:- کیا ثلاثی مجرد مزید فیہ کے ابواب کے کوئی اور نام بھی ہیں؟

ج:- جی ہاں صرفی کتابوں میں ان کے نام " تَفْعِيْل " ، " مُفَاعَل " ، " اِفْعَالْ " ، " تَفَعُّلْ " ، " تَفَاعُلْ " ، " اِنْفِعَالْ " ، " اِفْتِعَالْ " ، " اِفْعِلَالْ " ، " اِسْتِفْعَالْ " ہیں اگر مذکورہ بالا جدول میں موازنہ کیا جائے تو یہ سارے نام مصدر معروف میں مل جائیں گے ، یعنی صرفی کتابوں میں مصادر کو باب کا نام دیا گیا ہے- مگر جو نام مذکورہ بالا جدول میں دیے گئے ہیں انھیں یاد رکھنا آسان ہوگا ، جبکہ دونوں ایک ہی چیز کے دو نام ہیں-

س:- ثلاثی مجرد مزید فیہ کے ابواب کے مادے کے حروف بیان کریں-

ج: دَرَّسَ (د ، ر ، س) ، شَاهَدَ (ش ، ه ، د) ، اَرْسَلَ (ر ، س ، ل) ، تَكَلَّمَ (ک ، ل ، م) ، تَبَادَلَ (ب ، د ، ل) ، اِنْقَطَعَ (ق، ط ، ع) ، اِلْتَحَقَ (ل ، ح ، ق) ، اِفْعَلَّ (ف ، ع ، ل) ، اِسْتَقْبَلَ (ق ، ب ، ل)

س:- صَرفِ کَبِیْر سے کیا مراد ہے اور کسی ایک باب کے لیے جدول بنائیں

ج:- جیسے بیان کیا گیا کہ ہر فعل سے چودہ صیغہ مشتق (بنتے) ہیں یاد رہے ہر مشتق صیغے کی مفرد و جمع ، مذکر و مونث اور حاضر و غائب کے لحاظ سے الگ الگ گردان ہوتی ہے جیسے اردو میں کہتے ہیں " وہ کھاتا ہے " ، " وہ کھاتی ہے " ، " وہ کھاتے ہیں " وغیرہ ، جدول بنانے سے بات آسانی سے سمجھ آجائے گی مندرجہ ذیل دو جدول صرف کبیر ہیں (مصادر کی گردان نہیں ہوتی)-

	ماضی معروف	مضارع معروف	ماضی مجہول	مضارع مجہول
هُوَ	فَتَحَ	يَفْتَحُ	فُتِحَ	يُفْتَحُ
هُمَا	فَتَحَا	يَفْتَحَانِ	فُتِحَا	يُفْتَحَانِ
هُمْ	فَتَحُوْا	يَفْتَحُوْنَ	فُتِحُوْا	يُفْتَحُوْنَ
هِيَ	فَتَحَتْ	تَفْتَحُ	فُتِحَتْ	تُفْتَحُ
هُمَا	فَتَحَتَا	تَفْتَحَانِ	فُتِحَتَا	تُفْتَحَانِ
هُنَّ	فَتَحْنَ	يَفْتَحْنَ	فُتِحْنَ	يُفْتَحْنَ
اَنْتَ	فَتَحْتَ	تَفْتَحُ	فُتِحْتَ	تُفْتَحُ
اَنْتُمَا	فَتَحْتُمَا	تَفْتَحَانِ	فُتِحْتُمَا	تُفْتَحَانِ
اَنْتُمْ	فَتَحْتُمْ	تَفْتَحُوْنَ	فُتِحْتُمْ	تُفْتَحُوْنَ
اَنْتِ	فَتَحْتِ	تَفْتَحِيْنَ	فُتِحْتِ	تُفْتَحِيْنَ
اَنْتُمَا	فَتَحْتُمَا	تَفْتَحَانِ	فُتِحْتُمَا	تُفْتَحَانِ
اَنْتُنَّ	فَتَحْتُنَّ	تَفْتَحْنَ	فُتِحْتُنَّ	تُفْتَحْنَ
اَنَا	فَتَحْتُ	اَفْتَحُ	فُتِحْتُ	اُفْتَحُ
نَحْنُ	فَتَحْنَا	نَفْتَحُ	فُتِحْنَا	نُفْتَحُ

اسم فاعل	اسم مفعول	امر حاضر	نہی حاضر
فَاتِحٌ	مَفْتُوحٌ	اِفْتَحْ	لاتَفْتَحْ
فَاتِحَانِ	مَفْتُوْحَانِ	اِفْتَحَا	لاتَفْتَحَا
فَاتِحُوْنَ	مَفْتُوْحُوْنَ	اِفْتَحُوْا	لاتَفْتَحُوْا
فَاتِحَةٌ	مَفْتُوْحَةٌ	اِفْتَحِی	لاتَفْتَحِی
فَاتِحَتَانِ	مَفْتُوْحَتَانِ	اِفْتَحَا	لاتَفْتَحَا
فَاتِحاتٌ	مَفْتُوْحَاتٌ	اِفْتَحْنَ	لاتَفْتَحْنَ
اسم مبالغة	اسم ظرف (زمان و مکان)	اسم تفضیل	اسم آلة
فَتَّاحٌ	مَفْتَحٌ	اَفْتَحُ	مِفْتَحٌ
فَتَّاحَانِ	مَفْتَحانِ	اَفْتَحَانِ	مِفْتَحانِ
فَتَّاحُوْنَ	مَفَاتِحُ	اَفْتَحُوْنَ	مَفَاتِحُ
فَتَّاحَةٌ	اسم مرة	اَفَاتِحُ	مِفْتَحَةٌ
فَتَّاحَتَانِ	فَتْحَةٌ	فُتْحَی	مِفْتَحَتَانِ
فَتَّاحَاتٌ	فَتْحَتَانِ	فُتْحَیَانِ	مَفَاتِحُ
-	فَتْحَاتٌ	فُتْحَیَاتٌ	مِفْتَاحٌ
-	-	فُتَحُ	مِفْتَاحَانِ
-	-	-	مَفَاتِیْحُ

س:- باقی ابواب کی صَرف کبیر کس طرح کریں گے؟

ج:- ہر صَرف صغیر پر غور کریں اور دی گئے باب کی صرف کبیر پر غور کریں ذرا سی کوشش سے ہر باب کی صرف کبیر کی جا سکتی ہے اگر دقت ہوتو کسی استاد یا اہل علم کی نگرانی میں صرفیں کرلیں ، ورنہ ایسی افعال کی کتابیں موجود ہیں جن میں افعال صرفوں کے ساتھ ہوتے ہیں ان میں مندرجہ بالا ابواب کے نام جو کہ عام استعمال افعال بھی ہیں دیکھ لیں-

س:- فرض کر لیں فعل کا باب پتہ لگ گیا پھر اس کا کیا فائدہ؟

ج:- اگر باب معلوم ہو تو عربی ڈکشنری دیکھنے کی استطاعت پیدا ہوجاتی ہے کیونکہ عربی ڈکشنری بنیادی سہ حرفی (مادے کی) ترتیب میں ہوتی ہے یہ انگریزی کی طرح حروف کی ترتیب میں نہیں ہوتی ، یاد رہے باب پتہ ہو تو فعل کا مادہ معلوم ہو جاتا ہے ، اس کے علاوہ اگر باب پتہ ہو تو صَرف کرنا آسان ہوجاتا ہے کیونکہ باب کی صَرف پہلے ہی سے یاد ہوتی ہے تو قیاس کرنا آسان ہوتا ہے-

س:- فعل کے مادے میں اگر کوئی غیر صیح حرف آجائے تو بھی گردان اسی طرح رہے گی؟

ج:- اگر گردان ایسی ہی رہتی تو بہت آسانی ہو جاتی مگر جب غیر صیح حرف مثلاً " ہمزة " ، " واؤ " یا " یاء " میں سے کوئی فعل کے مادے میں آجائے تو گردان اپنے اصل سے ہٹ جاتی ہے اگرچہ باب اوپر بیان کردہ ابواب میں سے رہتا ہے- مثلاً فعل " قال " اس کی اصل " ق و ل " ہے مگر " واؤ " گر گیا ہے جو کہ غیر صیح حرف ہے اور درمیان میں " الف " آگیا ہے-

س:- اگرغیر صیح حرف آنے سے گردان بدلے گی تو اسے کیسے پہچانیں گے؟

ج:- پہلے مندرجہ ذیل اصطلاحات اور تعریفوں کو یاد کر لیں پھر قاعدے بیان کیے جائیں گے جس سے پہچان کرنے کی استطاعت پیدا ہوجائے گی-

س:- وہ اصطلاحات اور تعریفیں کیا ہیں؟

ج:- یاد رکھیں کے نحوی فعل کے مادے کے حروف میں پہلے حرف کو فاء کلمہ ، دوسرے کو عین کلمہ اور تیسرے کو لام کلمہ کہتے ہیں مثلاً " فتح " میں " ف " فاء کلمہ ہے ، " ت " عین کلمہ ہے اور " ح " لام کلمہ ہے

اب ان اصطلاحات کو تعریفوں کے ساتھ خوب اچھی طرح ذہن نشین کرلیں

1) صیح – ایسا فعل جس کے مادے کے حروف میں تمام حروف صیح ہوں مثلاً " ضَرَبَ"
2) مہموز الفاء – ایسا فعل جس کے مادے کے حروف میں فاء کلمہ کی جگہ ہمزۃ آئے مثلاً " أخَذَ "
3) مہموز بالعین – ایسا فعل جس کے مادے کے حروف میں عین کلمہ کی جگہ ہمزۃ آئے مثلاً " سَألَ "
4) مہموز باللام – ایسا فعل جس کے مادے کے حروف میں لام کلمہ کی جگہ ہمزۃ آئے مثلاً " سَبِئَ "
5) مضاعف - ایسا فعل جس کے مادے کے حروف میں کوئی حرف دو مرتبہ آئے مثلاً " ضَلَّ "
6) مثال واوی - ایسا فعل جس کے مادے کے حروف میں فاء کلمہ کی جگہ حرف علت " واؤ " آئے مثلاً " وَعَدَ "
7) مثال یائی - ایسا فعل جس کے مادے کے حروف میں فاء کلمہ کی جگہ حرف علت " یاء " آئے مثلاً " یَمَنَ "
8) اجوف واوی - ایسا فعل جس کے مادے کے حروف میں عین کلمہ کی جگہ حرف علت " واؤ " آئے مثلاً " قَوَلَ "
9) اجوف یائی - ایسا فعل جس کے مادے کے حروف میں عین کلمہ کی جگہ حرف علت " یاء " آئے مثلاً " بَیَعَ "
10) ناقص واوی - ایسا فعل جس کے مادے کے حروف میں لام کلمہ کی جگہ حرف علت " واؤ " آئے مثلاً " دعو "
11) ناقص یائی - ایسا فعل جس کے مادے کے حروف میں لام کلمہ کی جگہ حرف علت " یاء " آئے مثلاً " خَشِیَ "
12) لفیف – ایسا فعل جس کے مادے کے حروف میں حرف علت میں سے دو دفعہ واقع ہو مثلاً " وَقَیَ "

یاد رہے کہ یہ ایک ساتھ بھی واقع ہو سکتے ہیں یعنی overlapping بھی ہو سکتے ہیں

س:- ان اصطلاحات اور ابواب کو سامنے رکھتے ہوئے جدول بنائیں تاکہ پورا خاکہ سامنے آجائے-

ج:- جدول مندرجہ ذیل ہے-

صیح	فَتَحَ	ضَرَبَ	نَصَرَ	سَمِعَ	حَسِبَ	کَرُمَ	دَرَّسَ	شَاهَدَ	اَرْسَلَ	تَکَلَّمَ	تَبَادَلَ	اِنْقَطَعَ	اِلْتَحَقَ	اَفْعَلَّ	اِسْتَقْبَلَ
مهموز الفاء	اَهَبَ	اَدَبَ	أخَذَ	اَرِجَ	-	اَدُبَ	-	-	آمَنَ	-	-	-	اِيْتَلَخَ	-	اِسْتَأذَنَ
مهموز العین	سَأَلَ	-	-	يَئِسَ	-	لَؤُمَ	-	-	-	-	-	-	-	-	-
مهموز اللام	قَرَأَ	هَنَأَ	-	سَبِأَ	-	جَرُأَ	-	-	-	-	-	-	-	-	-
مضاعف	-	فَرَّ	مَدَّ	مَسَّ	-	-	-	حَابَّ	اَحَبَّ	-	تَحَابَّ	اِنْضَمَّ	اِهْتَمَّ	-	اِسْتَمَدَ
مثال واوی	وَقَعَ	وَعَدَ	-	وَجِلَ	وَرِمَ	وَسُمَ	-	-	اَوْجَرَ	-	-	-	اِتَّقَدَ	-	اِسْتَوْجَبَ
مثال یائی	يَنَعَ	يَتَمَ	يَمَنَ	يَسِنَ	يَقِظَ	يَمُنَ	-	-	اَيْسَرَ	-	-	-	اِتَّسَرَ	-	اِسْتَيْقَظَ
مثال و مهموز	-	وَأرَ	-	خَافَ	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-
اجوف واوی	بَاهَ	-	قَالَ	جَيِدَ	-	-	-	-	اَعَانَ	-	-	اِنْقَادَ	اِجْتَابَ	-	اِسْتَعَانَ
اجوف یائی	شَاءَ	بَاعَ	-	رَضِیَ	-	-	-	-	اَطَارَ	-	-	اِنْطَارَ	اِخْتَارَ	-	اِسْتَمَالَ
اجوف و مهموز	-	جَاءَ	-	نَسِیَ	-	-	-	-	اَسَاءَ	-	-	-	-	-	-
ناقص واوی	-	-	دَعَا	اَرِیَ	-	رَخُوَ	زَکّٰی	رَاضٰی	اَرْضٰی	تَخَلّٰی	تَصَابٰی	اِنْمَحٰی	اِرْتَضٰی	-	اِسْتَحْلٰی
ناقص یائی	سَیٰ	رَمٰی	کَنٰی	وَجِیَ	-	-	سَمّٰی	لَاقٰی	اَلْقٰی	تَوَفّٰی	تَسَاوٰی	اِنْفَدٰی	اِجْتَبٰی	-	اِسْتَرْقٰی
ناقص و مهموز	-	اَرٰی	-	حَیِیَ	-	-	-	-	اَتٰی	-	-	-	اِیْتَلٰی	-	-

ناقص و مهموز	رَأى	-	-	-	-	-	-	-	اَرى	-	-	-	-	-	-
لفيف مفروق	-	وَقى	-	-	وَلِیَ	-	-	-	اَوْجی	-	-	-	اِتَّدی	-	اِسْتَوْفی
لفيف مقرون	-	طَوی	-	-	-	-	-	-	-	-	-	اِنْزَوی	-	-	-
لفيف مقرون و مهموز	-	أوى	-	-	-	-	-	اوى	اوى	-	-	-	-	-	-
لفيف مفروق و مهموز	-	وَأى	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-
ناقص و مضاعف	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	اِهدَّى	-	-
ناقص و مضاعف	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	اِدَّعى	-	-

صرف کے قوائد

س:- یہ بیان کیا گیا کہ جب مادے کے حروف میں کوئی غیر صیح حرف ہو تو گردان ہر باب کے لیے اپنے اصل سے ہٹ جاتی ہے کیا یہ کسی قاعدے کے تحت ہوتا ہے؟
ج:- جی ہاں اس کے کچھ قاعدے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں

س:- یہ قواعد تو بہت زیاد ہیں اور یاد رکھنا مشکل ہیں تو کوئی اور آسان طریقہ ہے جس سے غیر صحیح افعال کی گردان یاد ہو جائے؟
ج:- مذکورہ بالا غیر صحیح افعال کی جدول میں موجود تمام افعال کو گردانوں سمیت یاد کرلیں اس سے استطاعت پیدا ہوجاتی ہے، قواعد کا یاد کرنا یا یاد رکھنا ضروری نہیں مندرجہ ذیل قواعد حوالے کے لیے یہاں دیے گئےہیں- واللہ اعلم

مختلف قاعدے

حرف اتین کی حرکت کا قاعدہ

ماضی کے پہلے صیغہ میں چار حروف ہوں چاہے سب اصلی ہوں ، یا کچھ اصلی اور کچھ زائدہ تو اس کے مضارع معروف میں حرف اتین مضموم ہوگا- اور چار حروف سے کم یا زیادہ ہوں تو اس کے مضارع معروف میں حرف اتین مفتوح ہوگا-

حرکت عین کلمہ مضارع معلوم کا قاعدہ

ثلاثی مجرد کے علاوہ ہر وہ ماضی جس میں فاء کلمہ سے پہلے تاء ہو تو اس کے مضارع معروف میں عین کلمہ مفتوح ہوتا ہے اور اگر تاء نہ ہو تو اس کے مضارع معروف میں عین کلمہ مکسور ہوتا ہے-

يَرْمَلُوْنَ کا قاعدہ

جب نون ساکن اور تنوین کے بعد " یرملون " کے چھ حروف میں سے کوئی ایک حرف الگ کلمہ واقع ہو تو نون ساکن اور تنوین حرف " یرملون " کی جنس سے تبدیل ہو کر جنس کا جنس میں ادغام ہوتا ہے وجوباً-
پھر حروف یرملون میں سے " ر " اور " ل " میں ادغام غنہ کے بغیر ہوتا ہے اور باقی چار حروف میں ادغام غنہ کے ساتھ ہوتا ہے مثلاً

1) " مِنْ رَّبِّكَ " جیسے " مِنْ رَبِّكَ "
2) مِنْ لَّدُنَّا " جیسے " مِنْ لَدُنَّا "
3) " مَنْ يَّرْغَبُ " جیسے " مَنْ يَرْغَبُ "
4) " رَؤُوْفٌ رَّحِيْمٌ " جیسے " رَؤُوْفٌ رَحِيْمٌ "
5) " صَالِحاً مِّنْ ذَكَرٍ " جیسے " صَالِحاً مِنْ ذَكَرٍ "

باب اِلْتَحَقَ (اِفْتِعَال) کے چار قاعدے

اِذَّكَرَ ، اِدَّكَرَ کا قاعدہ

1) اگر فاء کلمہ پر " د " ، " ذ " ، " ز " ہو تو تاء " د " سے بدلے گی
2) اگر " د " تھی تو وجوباً ادغام ہوگا مثلاً " اِدَّعی "
3) اگر " ذ " تھی تو تین صورتیں ہیں
   a. " ذ " ، " د " سے بدل کر مدغم ہوسکتی ہے مثلاً " اِدَّ كَرَ "
   b. " د " ، " ذ " سے بدل کر فاء کلمہ میں مدغم ہوسکتی ہے مثلاً " اِذَّكَرَ "
   c. بے ادغام چھوڑنا مثلاً " اِذْدَكَرَ "
4) " ز "ہو تو دو صورتیں ہیں
   a. بے ادغام چھوڑنا مثلاً " اِزْدَجَرَ "

b. " د " کو " ز " بنا کر فاء کلمہ کی " ز " سے مدغم کر سکتے ہیں مثلاً " اِزَّجَرَ "

اِطَّلَبَ ، اِظَّلَمَ کا قاعدہ

1) اگر فاء کلمہ پر " ص " ، " ض " ، " ط " ، " ظ " ہو تو تاء " ط " سے بدلے گی
2) اگر " ط " تھی تو وجوباً ادغام ہوگا مثلاً " اِطَّلَبَ "
3) اکر " ظ " تھی تو تین صورتیں ہیں
   a. " ظ " ، " ط " سے بدل کر مدغم ہوسکتی ہے مثلاً " اِطَّلَمَ " جو اصل میں " اِظْتَلَمَ " تھا
   b. " ط " ، " ظ " سے بدل کر ادغام کرنا مثلاً " اِظَّلَمَ "
   c. بغیر ادغام چھوڑنا مثلاً " اِظْطَلَمَ "
4) اگر " ص " یا " ض " تھی دو صورتیں ہیں
   a. بے ادغام چھوڑنا مثلاً " اِصْطَبَرَ "
   b. " ط " کو " ص " یا " ض " سے تبدیل کرکے ادغام کرنا مثلاً " اِصَّبَرَ " ، " اِضَّرَبَ "

اِثَّارَ ، اِثَّبَتَ کا قاعدہ

اگر فاء کلمہ پر " ث " ہو تو تاء " ث " سے بدلے گی اور ادغام ہوگا مثلاً " اِثَّارَ "

خَصَّمَ کا قاعدہ

1) اگر عین کلمہ " ت " ، " ث " ، " ج " ، " د " ، " ذ " ، " ز " ، " س " ، " ش " ، " ص " ، " ض " ، " ط " ، " ظ " کُل بارہ میں سے ہو تو باب کی تاء عین کلمہ کی ہم جنس کرکے تاء کی حرکت ما قبل دے کر ادغام ہوگا اور ہمزۃ وصل گرے گا مثلاً " خَصَّمَ " جیسے " اِخْتَصَمَ "
2) فعل ماضی اور مضارع (معروف و مجہول) اسی طرح امر اور نہی میں فاء کلمہ کو کسرۃ دینا بھی جائز ہے مثلاً
   " خصّم " جیسے " اختصم "
   " هِدّی " جیسے " اِهْتَدی "
   " يَخِصِّمُوْنَ " جیسے " يَخْتَصِمُوْنَ "
   " يَهِدِّئ " جیسے " يَهْتَدِئ "
3) اسم فاعل اور مفعول میں فتحۃ اور کسرۃ کے علاوہ ضمہ دینا بھی جائز ہے مثلاً " مُخَصِّمٌ " ، " مُخِصِّمٌ " ، " مُخُصِّمٌ " اسی طرح مفعول قیاس کیا جاسکتا ہے

یاد رہے باب کی تاء کو عین کلمہ کی جنس سے تبدیل کرنا اور نہ کرنا دونوں جائز ہے مگر اگر تبدیل کیا تو ادغام واجب ہوگا اور یاد رہے کہ باز کتابوں میں کُل گیارہ حروف کا ذکر ہے " ج " کا ذکر نہیں ہے-

ابواب تکلّم اور تبادل (تَفَضُّل ، تَفَاعُل) کے دو قاعدے

تَتَقَبَّلَ کا قاعدہ

مضارع معروف میں دو تاء میں سے ایک کو محذوف کرنا جائز ہے مثلاً
" تَتَقَبَّلَ " جیسے " تَقَبَّل "
" تَظَاهَرُونَ " جیسے " تَتَظَاهَرُونَ "

اِطَّهَّرَ ، اِثَّاقَلَ کا قاعدہ

اگر فاء کلمہ " ت " ، " ث " ، " ج " ، " د " ، " ذ " ، " ز " ، " س " ، " ش " ، " ص " ، " ض " ، " ط " ، " ظ " کُل بارہ میں سے ہو تو ابواب کی تاء کو فاء کلمہ کی جنس سے بدل کر ادغام ہوگا-
ماضی اور امر میں اس قاعدہ کو جاری کرنے کے بعد ، شروع میں ہمزۃ وصل کی ضرورت پڑے گی ابتداء بالساکن محال ہوتے کی وجہ سے مثلاً

تفصّل کی مثال " اِطَّهَّرَ " جیسے " تَطَهَّرَ " اور " يَطَّهَّرُ " جیسے " يَتَطَهَّرُ " ہمزۃ وصل کی ضرورت نہیں
تفاعل کی مثال " اِثَّاقَلَ " جیسے " تَثَاقَلَ " اور " يَثَّاقَلُ " جیسے " يَتَثَاقَلُ "

مہموز کے قاعدے (تخفیف کے قاعدے)

یہ قواعد دو قسم پر ہیں ایک ہمزۃ اور دو ہمزۃ کے ساتھ

ایک ہمزۃ کے ساتھ پانچ قاعدے ہیں

رَاسٌ ، بُوْسٌ ، ذِيْبٌ کا قاعدہ

ہمزۃ ساکن ماقبل (متحرک) کی حرکت کے موافق حرف علت سے بدلے گا مثلاً
" رَأْ سٌ " جیسے " رَاسٌ "
" بُؤْسٌ " جیسے " بُوْسٌ "
" ذِئْبٌ " جیسے " ذِيْبٌ "

جُوَنٌ ، مِيَرٌ کا قاعدہ

ہمزۃ مفتوح ما قبل مضموم ہو تو واؤ سے اور ما قبل مکسور ہو تو یاء سے بدلے گا مثلاً
" جُؤَنٌ " جیسے " جُوَنٌ "
" مِئَرٌ " جیسے " مِيَرٌ "

مَقْرُوَّةٌ ، خَطِيَّةٌ ، اُفَيِّسٌ کا قاعدہ

ہمزۃ متحرک ، ما قبل واؤ یا یاء مدّہ زائدۃ یا یاء تصغیر ہو (زائد ہوں الحاق کے لیے نہ ہوں) تو ما قبل کی جنس سے بدلے گا ، اس کے بعد ادغام ہوگا مثلاً
" خَطِيئَةٌ " جیسے " خَطِيَّةٌ "
" مَقْرُوَّءَةٌ " جیسے " مَقْرُوَّةٌ "
" أُفَيْئِسٌ " جیسے " أُفَيِّسٌ "
مگر یہ جائز نہیں " سُوْءٌ " میں واؤ زائد نہیں اس لیے ہمزۃ کو واؤ سے نہیں بدلا-

یسل کے قاعدہ

ہمزۃ متحرک اور ما قبل ساکن ہو ، وہ ساکن مدّہ (واؤ ، یاء) زائدہ ، نون افعال اور یائے تصغیر میں سے ہو تو ہمزۃ کی حرکت ما قبل کو دے کر ہمزۃ حذف ہوگا مثلاً
" يَسْئَلُ " جیسے " يَسَلُ "
" قَدْ اَفْلَحَ " جیسے " قَدَ فْلَحَ "
" يَرْمِیْ اَخَاهُ " جیسے " يَرْمِيَخَاهُ "
" رُؤْيَة " مصدر سے جتنے افعال (اشکال افعال) مشتق میں ، ان پر یہ قاعدہ وجوباً جاری ہوگا-

خطایا

ہمزۃ الف مفاعل کے بعد اور یاء سے پہلے واقع ہو تو یائے مفتوحۃ سے تبدیل ہو گا اور ما بعد کی یاء کو الف سے تبدیل کرنا ہوگا ، یہ قاعدہ واجب ہے مثلاً
" خَطِيئَةٌ " جیسے " خطایا "
" خَطَائِیُ " جیسے " خطایا "

دو ہمزۃ کے ساتھ دو قاعدے ہیں

جَآءٍ ، اَوَادِمُ کا قاعدہ

دونوں متحرک ہو کوئی ایک مکسور ہو تو ثانی " یاء " سے بدلے گا ورنہ (یعنی کوئی مکسور نہ ہو) " واؤ " بن جاتا ہے مثلاً
" جَآئِیٌ " جیسے " جَآءٍ "
" اَءَادِمُ " جیسے " اَوَادِمُ "

امَنَ ، أُوْمِنَ ، اِیْمَاناً کا قاعدہ

ہمزۃ متحرک کے بعد ہمزۃ ساکن ، حرکت ما قبل کے موافق حرف علت سے بدلے گا مثلاً
" أَءْمَنَ " جیسے " امَنَ "
" أُءْمِنَ " جیسے " أُوْمِنَ "
" اِءْمَانَاً " جیسے " اِیْمَانَاً "
یاد رہے " کُلْ " ، " خُذْ " ، " مُرْ " خلاف قیاس ہیں

دو قاعدے صرف پڑھنے میں آتے ہیں

1) اأنتم - أونتم
2) بین بین یا تسہیل

یاد رہے علت ساکن اور ماقبل کی حرکت اس کے موافق ہو تو مدّہ کہتے ہیں اور زائد سے مراد ہے کہ حروف اصلی میں سے نہ ہو (مادہ " قرء " اوپر مثال میں)

مثال کے چھ قاعدے

یَعِدُ ، یَھَبُ کا قاعدہ

ہر وہ واؤ جو مضارع میں حرف اتین مفتوح اور کسرۃ کے درمیان واقع ہو یا حرف اتین مفتوح اور فتحۃ کے درمیان ایسے کلمہ میں واقع ہو جس کا " ع " یا " ل " کلمہ حرف حلقی ہو تو ایسے واؤ کو حذف کرنا واجب ہے مثلاً
" یَعِدُ " جیسے " یَوْعِدُ "
" یَھَبْ " جیسے " یَوْھَبْ "
" یَسَعُ " جیسے " یَوْسَعُ "

عِدَۃٌ کا قاعدہ

وہ مصدر جو " فِعْلٌ " کے وزن پر ہو اور فاء کلمہ واؤ ہو تو اس واؤ کو حذف کرکے عین کلمہ کو کسرۃ دینا اور اس واؤ کے عوض آخر میں تاء متحرکہ لانا واجب ہے-
اگر اس مصدر کا مضارع مفتوح العین ہو تو اس صورت میں مصدر کے اندر واؤ کو حذف کرنے کے بعد عین کلمہ کو فتحۃ بھی دیا جا سکتا ہے مثلاً
" عِدَۃٌ " جیسے " وِعدٌ "
" زِنَۃٌ " جیسے " وِزْنٌ "
" عِظَۃٌ " جیسے " وِعْظٌ "
" سَعَۃٌ " جیسے " وِسْعٌ "

مِیْعَادٌ ، مُوْسِرٌ ، قُوْتِلَ (واؤ ، الف ، یاء) کا قاعدہ

اس قاعدے کے تین اجزاء ہیں
1) واؤ ساکن غیر مدغم بعد کسرۃ یاء ہونا واجب مثلاً

" مِيْعَادٌ " جیسے " مِوْعَادٌ " نہ کہ " اِجْلِوَّاذ "
2) یائے ساکن غیر مدغم بعد فتحۃ واؤ ہونا واجب مثلاً
" مُوْسِرٌ " جیسے " مُيْسِرٌ " نہ کہ " مُيِّزَ "
3) الف بعد فتحۃ ، واؤ اور کسرۃ ، یاء ہونا واجب مثلاً (" قُوْتِلَ " جو " قَاتَلَ " کا مجہول ہے قیاس کرلیں) ،
" مَحَارِيْبٌ " جیسے " مِحْرابٌ "

اِتَّقَدَ ، اِتَّسَرَ کا قاعدہ

افتعال کی فاء اگر واؤ یا یائے اصلی (یعنی کسی اور حرف سے تبدیل شدہ نہ ہو) ہو تو تاء سے بدل کر تاء میں مدغم ہوجاتی ہے مثلاً
" اِتَّقَدَ " جیسے " اِوْتَقَدَ "
" اِتَّسَرَ " جیسے " اِيْتَسَرَ "

اُقِّتَتْ ، اِشَاحٌ

دو صورتوں میں واؤ کو ہمزۃ سے تبدیل کرنا جائز ہے
1) واؤ مضموم و مکسور کسی کلمہ کی ابتداء میں واقع ہو مثلاً
" اُقِّتَتَ " جیسے " وُقِتَتْ "
" اُجُوْهٌ " جیسے " وُجُوْهٌ "
" اِشَاحٌ " جیسے " وِشَاحٌ "
2) واؤ مضموم ہو کر کلمہ کے درمیان واقع ہو مثلاً
" اَدْءُرٌ " جیسے " اَدْوُرٌ "
" قَؤُلَ " جیسے " قَوُلَ "
یاد رہے اگر واؤ مضموم یا مکسور نہ ہو بلکہ مفتوح ہو تو اس کا ہمزۃ سے بدلنا شاذ ہے " اَحَدٌ " جیسے " وَحَدٌ "

اَوَاصِلَ ، اُوَيْصِلٌ کا قاعدہ

دو متحرک واؤ کسی کلمہ کی ابتداء میں ایک ساتھ جمع ہوں تو پہلے کو ہمزۃ سے تبدیل کرنا واجب ہے مثلاً
" اَوَاصِلُ " جیسے " وَوَاصِلُ "
" اُوَيْصِلٌ " جیسے " وُوَيْصِلٌ "

اجوف کے تین قاعدے

قال ، باع کا قاعدہ

واؤ اور یاء کو الف سے تبدیل کرنا واجب ہے خواہ کلمہ اسم ہو یا فعل مثلاً
" قَالَ " جیسے " قَوَلَ "
" بَيَعَ " جیسے " بَاعَ "
اگر مندرجہ ذیل شرائط موجود ہوں
1) واؤ اور یاء متحرک ہوں (ساکن نہ ہوں)
2) ما قبل مفتوح ہو
3) واؤ اور یاء فا کلمہ کے مقابل نہ ہو مثلاً " وَعَدَ " ، " وَفَيَ "
4) واؤ اور یاء لفیف کے عین کلمہ کے مقابلے میں نہ ہوں مثلاً " طَوَى " ، " حَيِيَ "
5) واؤ اور یاء الف تثنیہ سے پہلے نہ ہوں مثلاً " دَعَوَ " ، " رَمَيَا " (الف جمع مونث سالم کا بھی یہ ہی حکم ہے)
6) واؤ اور یاء مدّہ زائدہ سے پہلے واقع نہ ہوں مثلاً " طَوِيْلٌ " ، " غَيُورٌ " ، " غَيَابَةٌ "
7) واؤ اور یاء ، یاء مشدّہ سے پہلے نہ ہوں مثلاً " عَلَوِيٌّ " ، " غَنَيِيٌّ "
8) واؤ اور یاء نون تاکید ثقیلہ یا خفیفہ سے پہلے نہ ہوں مثلاً " اِخْشَيَنَّ " ، " اِخْشَيَنْ " ، " لَيُدْعَوُنَّ " ، " لَيُدْعَوُنْ "
9) واؤ اور یاء جس کلمہ میں ہوں وہ عیب و رنگ کے معنی میں نہ ہو " عَوِدَ " (کانا) ، " سَوَادٌ " (سیاہ)

10) واؤ اور یاء جس کلمہ میں ہو وہ " فَعَلَانٌ " کے وزن پر نہ ہو مثلاً " دَوَرَانٌ "
11) وہ کلمہ " فَعَلی " کے وزن پر نہ ہو مثلاً " صَوَری " ، " حَیَدی "
12) وہ کلمہ " فَعَلَةٌ " کے وزن پر نہ ہو مثلاً " حَوَكَةٌ "
13) واؤ اور یاء ایسے باب افتعال میں نہ ہو جو باب تفاعل کے معنی میں ہو مثلاً
" اِجْتَوَرَ " باب افتعال سے ہے یہ " تَجَاوَرَ " جو تفاعل سے ہے اس کے معنی میں ہے ، دونوں کا معنی " ایک پڑوس میں رہنا " ہے
" اِعْتَوَرَ " جو افتعال سے ہے یہ " تَعَاوَرَ " جو تفاعل سے ہے اس کے معنی میں ہے ، دونوں کا معنی " کسی چیز کو باری باری لینا " ہے

یَقُولُ ، یَبِیْعُ اور یُقَالُ ، یُبَاعُ کا قاعدہ

جب واؤ اور یاء متحرک ہوں ما قبل ساکن ہو تو اس واؤ اور یاء کی حرکت ماقبل کو دینا واجب ہے ، اگر واؤ اور یاء کی حرکت اگر ضمہ یا کسرة ہو تو ان کی حرکت ماقبل کی طرف منتقل ہونے کے بعد ان میں مزید کوئی تبدیل نہیں ہوگی مگر اگر وہ حرکت فتحہ ہو تو اس صورت میں حرکت ما قبل کو دینے کے بعد واؤ اور یاء کو الف سے بدل دیا جائے گا مثلاً

" یَقُوْلُ " جیسے " یَقْوُلُ "
" یَبِیْعُ " جیسے " یَبْیِعُ "
" یُقَالُ " جیسے " یُقْوَلُ "
" یُبَاعُ " جیسے " یُبْیَعُ "

اس قاعدے کی کچھ شرائط ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں
واؤ اور یاء

1) کا فاء کلمہ نہ ہونا
2) کا لفیف کا عین کلمہ نہ ہونا
3) کا مدّہ زائدہ سے قبل نہ ہونا
4) جس کلمہ میں ہو وہ رنگ و عیب کے معنی میں نہ ہونا
5) جس کلمہ میں ہوں وہ اسم تفضیل مذکر کا صیغہ نہ ہو
6) جس کلمہ میں ہوں وہ فعل تعجب نہ ہو
7) جس کلمہ میں ہوں وہ ملحق کلمہ نہ ہو

یاد رہے اگر ایسے واؤ اور یاء کے بعد ساکن ہو تو ضمہ اور کسرة کی صورت میں یہ دونوں ساقط ہو جاتے ہیں اور فتحة کی صورت میں اس کے بجائے الف ساقط ہوتا ہے مثلاً

" یَقُلْنَ " جیسے " یَقْوُلْنَ "

قِیْلَ ، بِیْعَ کا قاعدہ

اجوف کے ماضی مجہول کے عین کلمہ میں جب واؤ اور یاء متحرکہ واقع ہوجائے اور ان سے پہلے حرف بھی متحرک ہو تو اس میں کُل تین صورتیں جائز ہیں- یاد رہے تینوں میں پہلی صورت افضل ہے-

1) واؤ اور یاء کی حرکت ماقبل کو دینا جائز ہے ما قبل والے حرف کو ساکن کرنے کے بعد ، پھر عین کلمہ کی جگہ اگر واؤ ہو تو وہ ما قبل مکسور ہونے کی وجہ سے یاء سے بدل جائے گا اور اگر یاء ہو تو اپنے حال پر باقی رہیگی اس میں مزید کوئی تبدیلی نہیں ہوگی مثلاً
" قِیْلَ " جیسے " قُوِلَ "
" بِیْعَ " جیسے " بُیِعَ "
" اُخْتِیْرَ " جیسے " اُخْتُیِرَ "
" اُنْقِیْدَ " جیسے " اُنْقُوِدَ "
2) واؤ اور یاء کی حرکت کو حذف کرکے ان کو ساکن کرنا بھی جائز ہے ، اس صورت میں اگر عین کلمہ کی جگہ یاء ہو تو وہ ما قبل مضموم ہونے کی وجہ سے واؤ سے تبدیل ہو جائے گا اور اگر واؤ ہو تو اپنے حال پر باقی رہے گا مثلاً
" قُوْلَ " جیسے " قُوِلَ "
" بُوْع " جیسے " بُیِعَ "
" اُخْتُوْرَ " جیسے " اُخْتُیِرَ "

" اُنْقُوْدَ " جیسے " اُنْقُوِدَ "

3) واؤ اور یاء کی حرکت ماقبل کو دینے کے بعد اشمام بھی جائز ہے
(اشمام – اس سے مراد حرف ہونٹوں کی حرکت سے اشارہ کیا جائے آواز نہ نکالی جائے- اس قاعدہ میں اشمام سے مراد ہے کہ فاء کلمہ کے کسرۃ کو ضمہ کی طرف مائل کرکے پڑھا جائے کہ کسرۃ میں ضمہ کی بو آجائے اور یائے ساکنہ کو واؤ کی طرف مائل کرکے پڑھا جائے یعنی کسرۃ ادا کرتے وقت نچلا ہونٹ تھوڑا سا اوپر کی طرف اٹھا دیا جائے جس سے کسرۃ مائل ضمہ ہو جائے یہ " قِیْلَ " ، " بِیْعَ " کے لیے ہے)

اس قاعدہ کی شرط یاد رکھیں کہ ماضی مجہول کے ماضی میں تعلیل ہوئی ہو یعنی قال باع والا قاعدہ جاری ہوا ہو ، اس لیے " اُعْتُوِرَ " ، " عُوِرَ " ، " صُیِدَ " ، " سُوِدَ " میں یہ قاعدہ جاری نہ ہوگا- یہ قاعدہ صرف وہاں جاری ہوتا ہے جہاں " فُعِلَ " کا وزن ہو یعنی ثلاثی مجرد کے ماضی مجہول میں اور ثلاثی مزید فیہ میں صرف افتعال اور انفعال کی ماضی مجہول میں-

نوٹ – ماضی مجہول کے عین کلمہ میں جو یاء ہے چاہے شروع سے یاء ہو جیسے " بِیْعَ " یا واؤ سے بدلی ہو جیسے " قِیْلَ " یہ یاء جمع مونث غائب سے لے کر آخر تک کے تمام صیغوں سے اجتماع ساکنین کی وجہ سے گرجاتی ہے ، چناں چہ دیکھا جائے گا اگر

- ✓ اس کے ماضی معروف اجوف واوی مفتوح العین ہو تو ماضی مجہول کے فاء کلمہ کو ضمہ دیا جائے گا مثلاً
  " قُلْنَ " جیسے " قُوِلْنَ "
- ✓ ماضی اجوف واوی مکسور العین ہو یا اجوف یائی بعد مطلقاً تو ماضی مجہول میں فاء کلمہ مکسور ہوگا (ماضی معروف کی طرح) مثلاً
  " خِفْنَ " جیسے " خُوِضْنَ "
  " بِعْنَ " جیسے " بُیِعْنَ "

ناقص کے سترہ قاعدے

یَدْعُوْ ، یَرْمِیْ کا قاعدہ

اس قاعدے کی تین شقیں ہیں

1) " یفعل " ، " تفعل " ، " افعل " ، " نفعل " صیغوں میں لام کلمہ اگر واؤ یا یاء ہو تو وہ کسرۃ اور ضمہ کے بعد ساکن ہو جاتا ہے اور فتحۃ کے بعد بقاعدہ " قال " الف بن جاتا ہے مثلاً
" یَدْعُوْ " جیسے " یَدْعُوُ "
" یَرْمِیْ " جیسے " یَرْمِیُ "
" یَخْشٰی " جیسے " یَخْشَیُ "
" یَرْضٰی " جیسے " یَرْضَوُ "

2) اور اگر واؤ بعد ضمہ اور اسکے بعد واؤ ہو یا یاء بعد کسرۃ ہو اور اسکے بعد یاء ہو تو یہ بھی ساکن ہوکر اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر جاتا ہے مثلاً
" یَدْعُوْنَ " جیسے " یَدْعُوُوْنَ "
" تَرْمِیْنَ " جیسے " تَرْمِیِیْنَ "

3) اگر واؤ بعد ضمہ ہو اور اس کے بعد یاء مثلاً " تَدْعِیْنَ " کہ دراصل " تَدْعَوِیْنَ " تھا ، یا یاء بعد کسرۃ ہو اور اس کے بعد واؤ جیسے " یَرْمُوْنَ " تو ماقبل کو ساکن کرکے واؤ اور یاء کی حرکت ما قبل کو دیدیتے ہیں ، پھر واؤ یاء اور یاء واؤ ہو کر اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر جاتی ہے مثلاً
" تَدْعِیْنَ " جیسے " تَدْعُوِیْنَ "
" یَرْمُوْنَ " جیسے " یَرْمِیُوْنَ "
" لَقُوْا " جیسے " لَقِیُوْا "
" رُمُوْا " جیسے " رُمِیُوْا "

دُعِیَ ، دَاعِیَۃٌ کا قاعدہ

لام کلمہ واؤ ہو اور ما قبل مکسور ہوتو یاء سے تبدیل کرنا واجب مثلاً
" دُعِیَ " جیسے " دُعِوُ "
" دَاعِیَۃٌ " جیسے " دَاعِوَۃٌ "

نَھُوَ کا قاعدہ

لام کلمہ پھر یاء ہو اور ماقبل مضموم ہو تو واؤ سے تبدیل کرنا واجب مثلاً
" نَھُوَ " جیسے " نَھُیَ "

قِیَامٌ ، حِیَافٌی کا قاعدہ

دو صورتوں میں واؤ کو یاء سے تبدیل کرنا واجب ہے

1) واؤ مصدر کے عین کلمہ میں ما قبل مکسور ہو کر واقع ہو اور مصدر کے فعل میں تعلیل ہوئی ہو مثلاً
" قِیَاماً " جیسے " قِوَاماً "
" صِیَا ماً " جیسے " صِواماً "
2) واؤ جمع کے عین کلمہ کی جگہ ما قبل کے کسرۃ کے ساتھ واقع ہو اور اس جمع کے واحد میں وہ واؤ ساکن یا واحد کے اندر اس میں قانون جاری ہوا ہو مثلاً
" حِیَاضٌ " جیسے " حِواضٌ "
" جِیَادٌ " جیسے " جِوادٌ "

سَیِّدٌ کا قاعدہ

جب واؤ اور یاء دونوں ایک ساتھ ملحق کے علاوہ کسی اور کلمہ میں جمع ہوجائیں اور کسی اور حرف سے بدلے ہوئے نہ ہوں اور ان میں سے جو پہلا ہے وہ ساکن ہو (خواہ یاء یا واؤ) تو اس صورت میں واؤ ، یاء سے بدل جاتا ہے مثلاً
" سَیِّدٌ " جیسے " سَیْوِدٌ "
" مَرْمِیٌّ " جیسے " مَرْمُوْیٌ "
" مُضِیٌّ " جیسے " مُضُوْیٌ "

دِلِیٌّ کا قاعدہ

ہر وہ جمع جو " فُعُوْلٌ " کے وزن پر ہو اور اس کے آخر میں دو واؤ واقع ہوں تو وہ دونوں واؤ ، یاء سے بدل جاتے ہیں وجوباً پھر ایک یاء دوسرم یاء میں مدغم ہوجاتی ہے اور یاء کے ماقبل کا ضمہ کسرۃ سے بدل جاتا ہے اور فاء کلمہ کو بھی کسرۃ دینا جائز ہے مثلاً
" دِلِیٌّ " جیسے " دُلُوْوٌ "

یاد رہے وہ اسم جو واحد ہو اور " فُعُوْلٌ " کے وزن پر نہ ہو اور آخر میں دو واؤ ہو مگر ایک اور واؤ ان سے پہلے ہو اور متحرک ہو تو یہ قاعدہ وجوباً جاری ہوگا مثلاً " مُقْوِیٌ " جیسے " مَقْوُوْوٌ " اگر واؤ متحرک نہیں تو قاعدہ جائز ہے-

اَدْلٍ ، اَظْبٍ کا قاعدہ

اس قاعدہ کے دو جز ہیں

1) جب اسم متمکن کے لام کلمہ میں واؤ ما قبل مضموم ہو کر واقع ہو تو ایسی صورت میں (وجوباً) واؤ کے ماقبل کے ضمہ کو کسرۃ سے اور واؤ کو یاء سے بدل دیا جاتا ہے پھر یاء ساکن ہوکر اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر جاتی ہے مثلاً
" اَدْلٍ " جیسے " اَدْلُوٌ "
2) جب اسم متمکن کے لام کلمہ میں یاء ماقبل مضموم ہوکر واقع ہو تو وجوباً یاء کے ماقبل کے ضمہ کو کسرۃ سے بدل دیا جاتا ہے اور پھر یاء کو ساکن کرکے اجتماع ساکنین کی وجہ سے گرادی جاتی ہے مثلاً
" اَظْبٍ " جیسے " اَظْبُیٌ "

قائِلٌ ، بائِعٌ کا قاعدہ

ہر وہ واؤ اور یاء جو ثلاثی مجرد کے اسم فاعل کے عین کے عین کلمہ میں واقع ہوں اور اس کے فعل میں تعلیل ہوئی ہو تو ایسے واؤ اور یاء کو ہمزۃ سے بدلنا واجب مثلاً
" قَائِلٌ " جسے " قَاوِلٌ "
" بَائِعٌ " جیسے " بَايِعٌ "

شَرَائِفُ کا قاعدہ

واؤ ، الف و یاء حروف علت میں سے جب کوئی حرف علت الف مفاعل کے بعد زائد ہوکر واقع ہو (اصلی نہ ہو) تو اس کو ہمزۃ سے بدلنا واجب ہے مثلاً
" عَجَآئِزُ " جیسے " عَجَاوِزُ "
" شَرَائِفُ " جیسے " شَرَايِفُ "

دُعَاءٌ کا قاعدہ

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر وہ واؤ اور یاء جو الف زائدہ کے بعد کلمہ کے آخر میں واقع ہو ان کو ہمزۃ سے تبدیل کرنا واجب ہے مثلاً
" دُعَاءٌ " جیسے " دُعَاوٌ " مصدر کی مثال
" رُوَآءٌ " جیسے " رُوَایٌ " مصدر کی مثال
" دِعَاءٌ " جیسے " دِعَاوٌ " اسم فاعل کی مثال
" اَسْمَاءٌ " جیسے " اَسْمَاوٌ " اسم مشتق کی مثال
" اَحْيَاءٌ " جیسے " اَحْيَایٌ " اسم مشتق کی مثال
" كِسَاءٌ " جیسے " كِسَاوٌ "
" رِدَاءٌ " جیسے " رِدَایٌ "
یہ قاعدہ مصدر ، جامد ، مشتق سب میں جاری ہوتا ہے

يُدْعى کا قاعدہ

واؤ جو چوتھی جگہ یا اس سے زائد ہر واقع ہو جائے اور اس سے پہلے ضمہ اور واؤ ساکن نہ ہوں تو ایسے واؤ کو یاء سے بدلنا واجب ہے مثلاً
" يُدْعَيانِ " جیسے " يُدْعَوَانِ "
" اَعْلَيْتَ " جیسے " اَعْلَوْتُ "
" تَعَالَيْتُ " جیسے " تَعَالَوْتُ "
" اِسْتَعْلَيْتُ " جیسے " اِسْتَعْلَوْتُ "

مَحَارِيْبُ ، ضُوْرِبَ کا قاعدہ

الف بعد ضمہ واؤ ہوجاتا ہے اور بعد کسرۃ یاء مثلاً
" ضُوْرِبَ " یہ " ضَارِبٌ " کا ماضی مجہول ہے
" ضُوَيْرِبٌ " یہ " ضَارِبٌ " کی تصغیر ہے
" مَحَارِيْبٌ " یہ " مِحْرَابٌ " کی جمع ہے

حُبْلَيَانِ ، حُبْلَيَاتٌ کا قاعدہ

تثنیہ و جمع مونث سالم کے الف سے پہلے الف زائدہ یاء ہونا واجب ہے مثلاً
" حُبْلى " سے " حُبْلَيَانِ " ، " حُبْلَيَاتٌ "

بِيْضٌ ، حِيْكى کا قاعدہ

یائے ساکنہ کے ما قبل کے ضمہ کو دو صورتوں میں کسرۃ سے تبدیل کرنا واجب ہے

1) وہ یاء ایسی جمع کے عین کلمہ میں واقع ہو جو جمع " فُعْلٌ " کے وزن پر ہو مثلاً

" بِيْضٌ " جیسے " بُيْضٌ "

2) وہ یاء " فُعْلٰی " صفتی کے عین کلمہ میں واقع ہو (یعنی ایسے لفظ کے عین کلمہ میں جو " فُعْلٰی " کے وزن پر ہو اور مونث کی صفت ہو) مثلاً
" حِيْكٰی " جیسے " حُيْكٰی "

كَيْنُوْنَةٌ کا قاعدہ

ہر وہ مصدر جو " فعلولة " کے وزن پر ہو اور اس کے عین کلمہ میں واؤ واقع ہو تو اس واؤ کو یاء سے بدلنا واجب ہے مثلاً
" كَيْنُوْنَةُ " جیسے " كَوْنُوْنَةٌ "

جَوَارٍ کا قاعدہ

ہر وہ جمع جو " افاعل " ، " مفاعل " یا " فواعل " وغیرہ کے وزن پر ہو اور اس کے لام کلمہ میں یاء واقع ہو ایسی جمع کی کل تین صورتیں ہیں

1) پہلی صورت یہ ہے کہ یہ جمع معرف باللام ہو یا مضاف ہو اور حالت رفع یا حالت جر میں ہو ، اس صورت میں لام کلمہ کی یاء ساکن ہو جاتی ہے مثلاً " هَذِهِ الْجَوَارِی " جیسے " اَلْجَوَارِیُ " ، " هَذِهِ الْجَوَارِيْكُمْ " ، " مَرَرْتُ بالجَوَارِیْ " ، " مَرَرْتُ بِجَوارِيْكُمْ "
2) دوسری صورت یہ کہ یہ جمع معرف باللام اور مضاف نہ ہو ، حالت رفع یا حالت جر میں ہو اس صورت میں لام کلمہ کی یاء حذف ہو جاتی ہے اور تنوین عین کلمہ کے ساتھ لاحق ہو جاتی ہے مثلاً " هَذِهِ جَوَارٍ " ، " مَرَرْتُ بِجَوَارٍ "
3) تیسری صورت یہ ہے کہ یہ جمع حالت نصب میں ہو ، چاہے معرف باللام اور مضاف ہو یا نہ ہو ، اس صورت میں یاء مفتوح ہوتی ہے مثلاً " رَأَيْتُ اَلْجَوَارِیَ " ، " رَأَيْتُ جَوَارِيْكُمْ " ، " رَأَيْتُ جَوَارِیَ "

- ✓ یاد رہے یہ قاعدہ ناقص یائی کی جمع کے ساتھ ساتھ ناقص واوی میں بھی جاری ہوتا ہے مگر اس سے پہلے کہ یہ قاعدہ لاگو ہو دوسرے قاعدے لاگو ہو جاتے ہیں
- ✓ یاد رہے ہر وہ لفظ جس کے آخر میں یاء ما قبل مکسور ہو اگرچہ جمع نہ ہو تو اس صورت میں یہ قاعدہ " قَاضٍ " اور " رامٍ جِی " مثالوں میں بھی جاری ہو گا

دُنْيَا ، تَقْوٰی کا قاعدہ

اس قاعدے کے دو حکم ہیں

1) اگر " فُعْلٰی " اسمی کے لام کلمہ میں جب واؤ واقع ہو تو وہ یاء سے بدل جاتا ہے اور اگر " فُعْلٰی " صفتی کے لام کلمہ میں واؤ واقع ہو تو وہ اپنے حال پر باقی رہتا ہے مثلاً
" دُنْيَا " جیسے " دُنْوٰی "
" عُلْيَنَا " جیسے " عُلْوٰی "
2) اگر " فُعْلٰی " اسمی کے لام کلمہ میں یاء واقع ہو تو وہ سے بدل جاتی ہے مثلاً
" تقوی " جیسے " تَقْیٰی "
" فَتْوٰی " جیسے " فَتْيٰی "
مگر " صَدْيٰی " میں یاء واؤ سے تبدیل نہیں ہوگی کہ یہ " فُعْلٰی " صفتی ہے اسمی نہیں ہے

یاد رہے " تَقْوٰی " میں شروع کی تاء ، واؤ سے تبدیل شدہ ہے اصل میں " وَقْيٰی " تھا مادہ " وَقَیَ " ہے

مضاعف کے پانچ قاعدے

مدٌّ ، شدٌّ کا قاعدہ

جب دو ہم جنس یا قریب المخرج حروف میں سے پہلا حرف ساکن ہو اور مدّہ نہ ہو تو حرف اول کو دوسرے میں مدغم کیا جاتا ہے خواہ یہ دونوں ایک کلمہ میں ہوں یا الگ الگ کلمہ میں ہوں مثلاً
" مَدٌّ " جیسے " مَدْدٌ "

" شَدَّ " جیسے " شَدَدْ "
" عَبَدْتُمْ " جیسے " عَبَدُتُمْ "
یاد رہے اس میں دو قریب المخرج حروف یعنی دال اور تاء ایک کلمہ میں جمع ہیں تو دال کو تاء سے تبدیل کیا اور تاء کو تاء میں مدغم کیا- " اِذْهَبْ بِّنَا " جیسے " اِذْهَبْ بِنَا " اگر پہلا مدّہ ہو تو ادغام نہ ہوگا مثلاً " فِیْ یَوْمٍ "-

مَدَّ ، فَرَّ کا قاعدہ

اگر متجانسین ایک کلمہ میں ہوں اور دونوں متحرک ہوں اور ان دونوں کا ماقبل بھی متحرک ہو تو اول کو ساکن کرکے دوسرے میں ادغام کرتے ہیں ، مگر شرط یہ کہ دونوں متجانسین اسم متحرک العین میں نہ ہو جیسے " شَرَرٌ ، سُرُرٌ " مثلاً
" مَدَّ " جیسے " مَدَدَ "
" فَرَّ " جیسے " فَرَرَ "

یَمُدُّ ، یَضِرُّ کا قاعدہ

جب دونوں متجانسین متحرک ہوں اور ان دونوں کا ماقبل والا حرف ساکن ہو لیکن مدّہ نہ ہو تو اول کی حرکت ماقبل کو دیکر ادغام کرتے ہیں بشرطیکہ ملحق کلمہ نہ ہو لہٰذا " جَلْبَبَ " میں یہ قاعدہ جاری نہ ہوگا مثلاً
" یَمُدُّ " جیسے " یَمْدُدُ "
" یَغُرُّ " جیسے " یِغْرُوُ "
" یَعَضُّ " جیسے " یِعْضَضُّ "

حَآجَّ ، مُوْدَّ کا قاعدہ

جب متجانسین دونوں متحرک ہوں اور ان کا ماقبل مدّہ ہوتو حرف اول کی حرکت حذف کرکے اس کا دوسرے میں ادغام کیا جاتا ہے مثلاً
"حَآجَّ " جیسے " حَاجَجَ "
" مُوْدَّ " جیسے " مُودِدَ "

مُدُّفِرَّ ، لَمْ یَمُدَّ ، لَمْ یَغِرَّ کا قاعدہ

متجانین میں سے دوسرا حرف اگر ادغام کے بعد امر کی وجہ سے محل وقف میں واقع ہوجائے یا شروع میں عامل جازم آنے کی وجہ سے محل جزم میں واقع ہوجائے تو اس میں تین صورتیں جائز ہیں 1) فتحہ 2) کسرۃ 3) فكّ ادغام یعنی ادغام نہ کرنا اور اپنی اصل پر چھوڑنا اور اکر مضارع کا عین کلمہ مضموم ہو تو پھر ان تین صورتوں کے علاوہ ایک چوتھی صورت بھی جائز ہے یعنی دوسرے حرف کو ضمہ دینا مثلاً
امر کی مثال " فِرَّ "، فِرِّ ، " اِفْرِرْ " اور " مُدَّ " ، " مُدِّ " ، " مُدُّ " ، " اُمْدُدْ "
جزم کی مثال " لَمْ یَغِرَّ " ، " لِمْ یَغِرِّ " ، " لَمْ یَغْرِر " اور " لَمْ یَمُدَّ " ، لَمْ یَمُدِّ " ، " لَمْ یَمُدُّ " ، " لَمْ یَمْدُدْ "

حوالاجات

- آن لائن آڈیو دروس
https://www.youtube.com/watch?v=X3TXo5ybxMs&list=PLlytbA6IHb8j45G-M4iW1qHfCg_d-AXNs
- کتاب " تیسیر النحو ، شرح ہدایۃ النحو "
- کتاب " ارشاد النحو ، شرح ہدایۃ النحو "
- کتاب " بدایۃ النحو ، شرح ہدایۃ النحو "
- کتاب " ارشاد الصیغہ ، شرح علم الصیغہ "
- کتاب " وافیہ "